لیعلمکم الکتٰب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشعول لامع انوار فیوض سبحانی مجموعہ معارف حقائق ذخیرہ اسرار دقائق یعنی تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے شامل بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے عمادین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قالع شبہات الملحدین دافع مکائد المعاندین حاوی الفضائل الفرد الاکمل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ عین الہدایہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بہت ارزان ہی - اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے تھے انمین بعض کتب مذہبی اُردو فارسی وعربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

تفاسیر قرآنی اُردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اُردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلد کاغذ اعلی ۱۲؎ ردی خفافی عہ۸؍

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمی بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۰۲؍

تفسیر سورۂ یوسف - چہ مصرعہ از مولوی اشرف علی ۵؍

تفسیر مرادیہ - پارہ عم کی تفسیر ۱۲؎ بلا وصفات

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف متداول پوری تفسیر خوشخط مجلد ۸؍ بلا جلد ۷؍

تفسیر اسرار فاتحہ - مصنفہ ملا معین ہروی در تصوف ۸؍

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی - مسمی بہ سواطع الالہام علم کے سر کا تاج کہیے جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین مثل گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت کہیے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اُسپر عجیب بلاغت وسلاست یعنی مبتدا وخبر اور شرط وجزا کی اصطلاح بے نقط فرعون وقارون کا نام بے نقط روات کا ترجمہ بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا دیا نہی پایا جیسا سُنا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ ملا

جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا بہت عمدہ چھپا - لہ عہ بلا جلد - مجلد عہ؍

احادیث اُردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوۃ المصابیح مترجمۂ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم ومغفور کامل چار جلدین ہے حامل المتن یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعدۂ اُسکا ترجمہ اُردو مین - للعہ

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اُردو مشارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی - ۸؍

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمۂ مولوی فضل احمد انصاری دلاوری لاہوری - یہ ترجمۂ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہی - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ ومحدود ہین - جلد اول ۔؍

ایضاً - جلد دوم - حسب مراتب بالا ۔؍

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوۃ از مولانا عبد الحق محدث دہلوی چار مجلدات زیر طبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول فی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف ۔؍

دلائل الخیرات - با ترجمۂ فارسی اسمائے متبرکہ

وخواص اسمائے حسنٰی معروف - ۸؍

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل - ذخیرہ احادیث مولانا غلام یحییٰ - ۵۰؍

فقہ اُردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمۂ مولوی خرم علی ومولوی محمد احسن کامل چار جلدین عہ؍

راہ نجات - ضروری مسائل نماز روزہ وغیرہ ؍

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری ؍

حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالہ بے نمازان ؍

ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ۸ جلد مع مقدمہ یعنی جلد اول مترجمۂ مولانا احتشام الدین ومابقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی - عہ؍ بلا وصفات

کشف الحاجۃ - ترجمہ اردو مالا بدمنہ از مولوی محمد نور الدین - ۴؍

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد وسی مسئلہ (۴) مناجات بہ درگاہ باری تعالے (۵) حلیۂ شریف (۶) نورنامہ (۷) چہل مسائل مولفۂ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام ؍

شرع محمدی - منظوم مسائل فقہیہ محمد خان قندھاری - ۳؍

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو خوش نہین آتا بری بات کا پکارنا

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

مگر جسپر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اسکو چھپائی یا درگذر کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا

برائی کو تو اللہ بے شک معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ - من احد ای یعاقب علیہ - یعنی من احد متعلق لا یحب کے ہو اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اسپر عذاب کریگا اور حاصل آنکہ اللہ تعالے کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا - اِلَّا مَنْ ظُلِمَ - مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اُسنے اگر سوء القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمایگا اور طریقہ اُسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بد دعا کرے - واضح ہو کہ مفسر رح نے من احد سے مستثنے منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر المفسر رح کے نزدیک الا من ظلم - استثنا منقطع ہو ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہو کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جب مظلوم نے ایسا کیا تو اسکو پسند کرتا ہو حالانکہ یہ نہین بلکہ اُس سے مواخذہ نہین ہو پس حق یہ کہ اشتثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رض کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالے نہین پسند کرتا کہ بد دعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بد دعا کرے اور یہی معنی ہین قولہ الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اُسکے لیے بہتر ہو رواہ علی بن ابی طلحۃ عنہ - پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہو اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہو کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہووے - اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجھکو بری بات کہے تو بھی اُسکو بری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجھپر بہتان باندھے تو تو اسپر بہتان مت باندھ - اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپسمین گالی گلوج کرین تو گناہ اُسپر ہو جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داؤد - اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہو کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بد دعا کی تو اُسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی ابن ابی شیبۃ اللہ تعالے نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہو - ھ - اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اُتری ہو کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اُترا اور اُنھون نے اُسکی ضیافت نہ کی تو اُسکو روا ہو کہ کھلے خزانے اس بات کا شکوی کرے جو اُسکے ساتھ کیگئی ہو یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین اُنھون نے قصور کیا اور برا کیا اور یہی مجاہد رح سے مروی ہو اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے ہر طرح کے ظلم کو شامل ہو اور یہین سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت درصورت استطاعت واجب ہے اور دیگر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ تو جہر سے بدبات کہہ تو اُس کو عفو ہے کہ زبان سے بری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

ہوگی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل وقید کرونگا ورنہ تو زبان سے ایسا کلمہ بدنکال ولیکن ارجح وہی ہے جو مفسر نے بیان کیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان سمیع علیم ہے یعنی ظالم کو تہدید ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور مظلوم کو تنبیہ ہے کہ جسقدر ظالم نے کیا ہے اس سے تجاوز نکرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اسکے حق مین بہتر ہے۔ اِنْ تُبْدُوْا اظہر وا۔ خَيْرًا ان اعمال بر اَوْ تُخْفُوْهُ تخفوہ سرا۔ اگر تم ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ۔ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا تو اللہ تعالیٰ عفو کرنے والا اقادر ہے یعنے یہ تمھارے حق مین بہتر ہے کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالیٰ کی صفات مین سے ہے کہ وہ تعالیٰ قادر سلطان ہے پھر بھی عفو فرماتا ہے اور ایک خبر مین ہے کہ حاملان عرش تسبیح کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ پاک ہے تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہے تو کہ قدرت کے باوجود عفو فرماتا ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ زکوٰۃ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ عزت ہی بڑھاتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کیواسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالیٰ نے بلند کرتا ہے ف فی العرائس قولہ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونپر اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ حبیب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص اسکو کھلی کھلی تشنیع کرے پھر کیونکر راضی ہوگا کہ خود اسکی پردہ دری فرماوے اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بدگفتگو کو نہین پسند فرماتا ہے اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان دراز ہے اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکر اس انقباض کو دفع کرتا ہے جو ظالم کے فعل سے اسکو پہنچا ہے اور یہ اجازت نہین کہ فحش بات بکے بلکہ یہ فقط بددعا ہے اور اللہ تعالیٰ سمیع ہے یعنے ظالم پر مظلوم کی بددعا سنتا ہے اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہے۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی و تشفی ہے واسطی نے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہوگی کیونکہ یہ کافرونکا شیوہ ہے قال تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اسکے رسولون مین

وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک

سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

راہ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور جدا نکیا کسیکو انمین انکو دے گا

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ع ۲۱ ع ۱۱

انکے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ یہ موصول سب ہے اور یہود اسمین بدرجۂ اولیٰ داخل ہین اور نصاریٰ بھی۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولون سے انکار کے ہے اور رسولون سے انکار کرنا وہی اللہ تعالیٰ سے انکار ہے جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے اور یہان سے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونیکا اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہے علاوہ اسکے نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا جسکا بیٹا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے تو وہ

اسد تعالے سے کافر ہا۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ۔ اور چاہتے ہین کہ اللہ تعالے واسکے رسولون مین
پھوٹ ڈالین ف یعنے تفرقہ یا این طور کہ اللہ تعالے پر ایمان لاوین اور رسولونپر ایمان نہ لاوین۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ انھون نے
بعض رسولون سے انکار کیا تو یہ کل رسولون سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالے و رسولونکے درمیان تفرقہ ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ
اہل کتاب نے کل رسولون سے انکار نہین کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے اور رسولونسے منکر ہون مگر اسی طرح پر جیسے بیان ہوا جیسا کہ
خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالے۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ۔ اور یون کہتے ہین کہ ہم ایمان لاتے ہین بعض رسولونپر
اور انکار کرتے ہین بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام سے منکر ہوے۔ پھر احتمال ہے کہ ان لوگون نے یہ قول بوجہ عداوت و سرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم انپر ایمان نہ لائے تو گویا انھون نے کہا کہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہین کہ کفر وایمان کے
درمیان مین ایک نیا راستہ نکالکر اسپر چلین ف حالانکہ بیچ مین کوئی راہ نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالے پر ایمان یہی ایمان ہوگا کہ سب رسولون پر ایمان لاوے
اور جو کچھ وہ لائے ہین اسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اسمین سے کسی جزو سے انکار ہوا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے
اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہین اسیواسطے فرمایا۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہین ـ
حَقًّا۔ ضرور حقا منصوب ہے بنابر آنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے ای حق ذلک حقا لیس تاکید ہے اپنے جملہ یا قبل کے مضمون کی ورد حقا کیا ہے کہ وہ
مدعی توسط تھے یعنے انکا یہ کفر نہین ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل اور خبر بالف لام اور حقا مصدر موکد سے رد کردیا اور حاصل انکا ایسے لوگ کفر مین پورے
ہین قتادہ رح نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود و نصاریٰ ہین کہ یہودی تو توریت و موسیٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ و انجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت و نصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونون بدعتین ہین اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالے نے تمام رسولونکو
بھیجا تھا اور ایسا ہی سدی رح و ابن جریج رح سے مروی ہے بالجملہ انکے کافر و مشرک ہونے مین شک نہین پھر فرمایا۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا۔ اور ہم نے کافرونکے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگرچہ اہانت دینے والا کہا
جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجاز ہے پس معنی نسبت یہ ہین یعنے ایسا عذاب کہ ذلت ہے۔ یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور دنیا کرنا آخرت
مین لازم اور دنیا مین بھی بحکمت ہے اور واضح رہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہین جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپسمین اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور
جوانمردی سے بسر کرنا اور لہو و لعب اور عیش و طرب مین گرفتار ہونا اور کھانے پہننے مین اہتمام نکرنا وغیر ذلک یہ سب شیوہ اچھے اخلاق ہین اگر ایمان کے ساتھ جمع
ہون مثلاً مومنین جوانمرد آپسمین متفق ہمیشہ غالب و باسلطنت و ہیبت ہونگے اور اگر ایمان کے ساتھ نہونگے تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا مین فلاح و عزت
دنیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپسمین اخلاق نبوت کی پیروی کرین۔ دیکھیے کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف
فرمائی بقولہ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لائے ف یعنے سب رسولونپر
ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالے کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالے
کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ ہمپر پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے ولیکن ہم ایمان و تصدیق سب کی رکھتے ہین تو جنھون نے

ایسا کیا۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ۔ یعنے یہ نہیں کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے بلکہ سب کے نبی برحق ہونیکی تصدیق کی
اُولٰٓئِكَ سَوْفَ نُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہیں عنقریب ہم انکو اُنکے اجور یعنی اُنکے اعمال کے
ثواب دینگے ف قال ابن کثیر ۔ راس اولٰئک اسم موصول مبہم سے است محمد صلعم ہر کہ وہ اللہ تعالیٰ و سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں جسطرح کہ آیہ
آمن الرسول سے واضح ہر پھر نوتیہم نون اکثر کی قرارت ہر پس حضرت حق عزوجل نے اپنی عظمت کے کلام فرمایا پس جو کچھ ثواب عطا فرمایا جائیگا کسی بندہ
کے خیال میں کہاں آسکتا ہر اور حفص کی قراۃ میں یوتیہم بالیا والتحتیہ ہر ای یوتیہم اللہ تعالے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور اللہ تعالیٰ کی شان ہر کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہر اور اپنے بندوں کیلیے رحمت والا ہر ف یعنے جو بندے اُسکے اور پر اسکے رسولوں کے ایمان
لاکر شرک و کفر چھوڑ کر اُسکے ولی ہوگئے ہیں اُنکی لغزشیں بخشنے والا اور فرمانبردار بندوں پر رحم فرمانیوالا ہر اور اس آیت میں بڑی امید نکلتی ہر کہ او
تعالے نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولوں پر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالیٰ کے واسطے حمد و ثنا ہر کہ ضعیف بندوں سے اسیقدر
قبول فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا و سب مسلمانوں کا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ
تجھسے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اُنپر اُتار لادے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا
چیز بولے ہمکو دکھادے اللہ سامنے پھر اُنکو پکڑا بجلی نے اُن کے گناہ پر پھر بنا لیا

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝
بچھڑا اتنا نشان پہونچنے پیچھے پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا موسیٰ کو غلبہ صریح

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا
اور ہمنے اُٹھایا اُنپر پہاڑ اُنکے قول لینے میں اور ہمنے کہا داخل ہو دروازے سے سجدہ کرکر اور ہم نے کہا

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝
زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور اُنسے لیا قول گاڑھا

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالے کے واسطے ہر کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہر اور یہود و نصاریٰ نے
جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص اللہ تعالے کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی میں جو پسند کیا اُسکو
لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیوں کی تھی چنانچہ اس کلام میں اُنکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح اُنکی حالت مذکورہ پر دلیل ہیں
اور اسکے ضمن میں بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہیں کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و اصلاح نفس ہر چنانچہ غور سے دیکھنا
چاہیے کہ فرمایا۔ يَسْئَلُكَ ۔ یا محمد ۔ اَهْلُ الْكِتٰبِ ۔ الیہود ۔ اے محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہیں مانگتے ہیں کہ
اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ۔ تو اُتار لا اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگوں کی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعہ ایک
کتاب اُتار لا جیسے موسیٰ پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ مانا جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ اُنکا یہ سوال کچھ اس غرض
سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتاً تھا اپنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتیں کرتے تھے ۔ کذا قال محمد بن کعب السدی و قتادہ اور ابن جریج نے کہا

کہ یہودیوں نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص فلان کے اوپر اُتار دے کہ جو تو لایا ہے اُسکی تصدیق ہو اور اس سے انکا عناد ظاہر ہے کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن میں تھا اُسکو نہ مانا جو مقتضائے عقل تھا مگر نفس کی پیروی میں ایک کھیل تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات میں سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہے کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ عز و جل کی وحدانیت اور اُسکی کھلی دلیلین و اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر و ہوا پرستی و رنفس کی پیروی و عقل کی دشمنی انہین کسقدر جمی ہوئی ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ یعنے اگر تو نے اس سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو اُنکے باپ دادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہے چنانچہ اُنکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلا دے ہمکو اللہ تعالیٰ کو جہر سے یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ سو پکڑ لیا انکو صاعقہ نے ف یعنے موت نے انکو عذاب کرنے کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور شیخ جلال رح نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی اور شاید لفظ صوت ہو یعنے ایک آواز آسمان سے آئی کہ اُنکے دل پھٹ گئے اور یہی سورۂ بقرہ مین مذکور ہے واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوئے۔ بِظُلْمِهِمْ بسبب اُنکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ انھون نے اس سوال مین تعنت کیا اور اس جہت سے نہین کہ انھون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالیٰ محال ہے چنانچہ اسکا سوال کرنیکے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ بدرجۂ اولیٰ ماخوذ ہوتے کیونکہ انھون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک یہی سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگونپر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال بالکل غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہے کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا الحمد للہ حمداً کثیراً علی نعماءہ و افضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب انکے اس ظلم کے کہ انھون نے بے محل ایک چیز مانگی اور کسی چیز کو اُسکے موقع و محل سے ہٹانا ظلم ہے اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالیٰ ہے اُسکو بجا بت وغیرہ مین ہٹا کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم قرار پایا ہے پس انکی تعنت و سرکشی کا حال ہے کہ بے ادبی مین کمال کو پہونچے ہوئے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین اور نیز ہر بندہ نیک حق مین ہر ایک کے درجہ کے موافق مثل اللہ تعالیٰ کیواسطے ادب چاہیے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنالیا ان لوگون نے بچھڑے کو معبود یعنے سامری نے جو بچھڑے کی صورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی و رہ مین سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اُسی کو پوجنے لگے باوجودیکہ معرفت ذات و صفات الٰہی در شرک و کفر کو سن چکے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ یعنی انھون نے یہ حرکت کی بعد از انکہ آچکی تھین انکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنالیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے بھی نورانی عقل والا کبھی اپنے مانند ایک مخلوق ذات

مین سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نہ کریگا پھر کہاں کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولئک کالانعام بل ہم اضل ۔ اور یہی بھید ہے کہ
حقیقت باطنی مین چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اسکو پوجنے لگے ۔ اور بعض علما نے ذکر کیا کہ اس بچھڑے
پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا اور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا ۔ **فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ** پھر ہمنے ان لوگون کو عفو کیا ف یعنی جڑ سے نابید
نہین کیا ۔ **وَآتَيْنَا مُوسٰى سُلْطَانًا مُّبِينًا** ۔ اور دیا ہمنے موسیٰ کو تسلط کھلا ہوا ف ظاہر ان لوگون کے اوپر چنانچہ موسیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم
اپنی جانونکو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کرو پس انھون نے موسیٰ کی اطاعت کی اور انکار نہ کر سکے ۔ اور محتمل ہے کہ سلطان مبین
سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ انکے یہ واقعہ توبہ بھی ہے فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ
چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے متراض نہوے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کر کے توریت عطا ہوئی لیکن انھون نے
اُسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا ۔ **وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ** ۔ اور اونچا کیا ہمنے
اُنکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کو ف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ
طور سینا مراد نہین ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا انکے سرونپر مانند سائبان کے ۔ **بِمِيثَاقِهِمْ** ۔ اسواسطے تھا کہ انسے عہد لیا جاے کہ اسپر عمل
کرینگے یا عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کر کے اسکو قبول کرلین اور یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرۂ قلزم پر جہان
عبور کر کے بہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوے تھے واقع ہوا اسیطرح انکی دوسری سرکشی بیان فرمائی ۔ **وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ** ۔ اور ہمنے انسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو **سُجَّدًا** ۔ سجدہ کرتے ہوے ف
اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہ معنی ظاہر ہین ۔ حاصل کلام ان سرکشون نے تعدی کے
اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ چوتڑونکے بل گھسیلتے ہوے چلے ۔ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ اٹھا لینا کیا
جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر جلالؒ نے مانند بیضاوی و نسفی وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی پہاڑ بلند کیے جانیکی
قید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰ نے
اُسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام مین
تامل ہے تعیین مین غلط واقع ہوگیا ظاہرا اکثر روایات آئین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے
اور قصص زائدہ کو دخل نہ دیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا ۔
اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ
ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوے ولیکن یہان منصوص
نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق انکی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ ۔ **وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا
فِي السَّبْتِ** ۔ یعنے اور ہمنے انکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سبکاموں سے فارغ کیا گیا ہے
تو اُسمین حد سے تجاوز مت کرو کہ اس روز مچھلیون کا شکار کرو ۔ اور ورش نے نافع سے لا تعدوا بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لا تعتدوا
تھا کہ تا کو دال مین ادغام کردیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز جھاڑ ہوتا تھا اور اُسی روز
مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل کلام ان لوگون نے نہ مانا ۔ **وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا** ۔

ہمنے انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لیا تھا فقط پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت موسیٰ و مابعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آیندہ اُنکی سزا ذکر ہے بقولہ تعالےٰ

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا

سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر

غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ

غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر بارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَ

بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ

نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

کچھ نہین انکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ - اس مین ما زائد ہے جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اسے لعناہم بسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینہ دوسری آیت کے ہے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیہ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل سے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین تحریف کرنا اور چھپانا انسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف و اخفا اگر نہ ہوا تو یہ لوگ ہوے جو زمانۂ آنحضرت صلعم مین تھے الحاصل ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب - وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب ف وہ آیات جو توریت مین تھین اور عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ اور انبیا کو قتل کرنیکے سبب ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا - بِغَيْرِ حَقٍّ - بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کیوجہ سے قتل کیا - وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ - اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف ف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالےٰ وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام سے ان یہودیون کے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعہ تابعین سے مروی ہے اور یہ مانند قول مشرکین کے ہے کہ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الآیہ - اور بعض نے کہا کہ جمع اغلف ای قلوبنا اوعیۃ للعلم ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہے اور اول اصح ہے اور معنی یہ کہ طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ - بَلْ طَبَعَ اللَّهُ - الخ ختم اللہ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ یعنے انپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت جو سورۂ بقرہ میں

ہو ہمین نہین سماتی ہے۔ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ پس نہین ایمان لاتے مگر تھوڑے ف جنکے دلونپر مہر نہین ہے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ
اور اسکی تفسیر سورۂ بقرہ مین گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ الا ایمانا قلیلا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہین لاتے بلکہ بعض رسولونپر مانند موسیٰؑ کے جو کالعدم
ہے اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہے۔ وَبِكُفْرِهِمْ۔ ثانیا یعنے وکرر الباء للفصل بینہ وبین ما عطف علیہ
یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہے بنقضہم پہ یا بکفرہم پہ لیکن بار کو پھر اعادہ
فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاویگے تو اعادہ بلا فصل
بھی مستحسن ہے۔ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا۔ اور بسبب انکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم لگاکر ف کیونکہ یہود نے ان پاک
بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہے اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بد فعل ہے جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے
خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری برئیت کے معجزات ظاہر ہوئے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اسکے قریب
تھے وہ بھی بوڑھے و بڑھیا سے پیدا ہوے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ کے پیدا ہوے تھے
وَقَوْلِهِمْ مفتخرین اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوے انہون نے کہا کہ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ
اللَّهِ ہمنے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت
صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور
شاید اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہے کہ اپنے زعم مین وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل
کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے مجموع ان سب باتونکی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہین انکو عذاب و لعنت مین گرفتار کیا پھر اللہ
تعالی نے ان مردودونکے دعوے قتل مین تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور انھون نے
عیسیٰ بن مریمؑ کو قتل نہین کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن انپر مشتبہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکون نے تو اپنے زعم مین حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عز وجل کا
رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہے سمیٹا لیکن یہ گمان انکا غلط ہے حقیقت مین وہ قتل نہین کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن انکی نظر مین مشتبہ
کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب بصاحبہم یعنی ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھین کا ساتھی مفسد
تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالے نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس
یہود نے اسی کو عیسیٰ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالے نے اٹھا لیا مترجم کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے انپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ جس اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے
ماسح تھے یا اکثر سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہے کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسیٰؑ کے منہ پر انکی
ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالے جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے
تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا میں ان لوگونکی ہدایت چاہتا ہون اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہین تو
انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونونپر جنھون نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے انکو سور و بندر کر دیا اور
بعض روایتون مین ہے کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوئے اور دوسرا گروہ بندر ہوے تھے باوجود اسکے ان ملعونونکو تنبیہ نہوئی اور
راہ راست نہ سوجھی بلکہ اوندھی سمجھ یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہے اور بادشاہ پر جادو و اثر کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

بوجہ نیچ فہم کے بگڑ گیا ہی۔ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ انکو کچھ قطعی علم نہین تھا ۔ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ لیکن فقط گمان کی
پیروی کرتے تھے ف یہ استثنار منقطع ہی کہ الا بمعنے لکن ہی ای لیکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال مین تخیل کر لیا اور گڑھ لیا تھا
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہی ۔ پس یقیناً حال ہی جو نفی قتل کا موکد ہی وقال ابن کثیر ای ما قتلوہ متیقنین ۔
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہو اور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہی پس مشکوک
تھے اور یقیناً قتل نہین کیا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰؑ کے حوارین نے مدت کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہو گیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالی راجع ہی حالانکہ بالیقین وتعالے
جسم و جہت سے پاک ہی اور یہ بوریکی نشان پاکسے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہی ای الی سمائہ ۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اُٹھا لیا ۔ اور
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہی کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہونچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل الیہ حکم انسان ۔ اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع
بجانب مکان ہی کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک و رافعک الی ۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب باری تعالی صریح ہی ۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالی کیطرف قرار دیگئی ہی چنانچہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالی نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہی مگر یہ
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلی محل استقرار ہی کیونکہ بالقطع معلوم ہی کہ وتعالے جسم وجہت سے مبرا ہی پس معنے قولہ رفعہ اللہ
الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہی ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا ۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہی اپنی بادشاہت
مین حَكِيْمًا ۔ فی صنعہ جو کرتا ہی وہ کمال حکمت سے ہی ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین سترہ حوارین سب بصورت عیسیٰؑ ہو گئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بامید جنت اور عیسیٰؑ اٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین ہی کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص کی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل دامونکو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتہ
بتانے گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہو کر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا ۔ رواہما ابن جریر
اور محمد بن اسحق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب دوڑ لیکر داخل ہوئے تو تعداد عیسیٰؑ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جس پر شبہ عیسیٰؑ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰؑ اُٹھا لیے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا سی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اسی حواری کا ہی مگر چہرہ البتہ چہرہ مسیح ہی اور اگر یہ مسیح ہی تو وہ کہان گیا غرضکہ اختلاف پڑ گیا اور بعض نصاری کا گمان ہی کہ اُسی نے انکو پتہ بتایا
مگر چونکہ اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی تکو پتا دیا ہی مین عیسیٰؑ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالی دانا ہی کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن قطعی معلوم ہی کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے اُنکو منقطع کر دیا اور عیسیٰ کا معاملہ
اُنپر مشتبہ کر دیا گیا ۔ اور ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ تم نے ہمپر سحر کیا ہی لاؤ ٹھیک
پتا بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور اُنہین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھا لیے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ سے
آخر اُنہین اختلاف ہو گیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہی واللہ اعلم
ف عارفین نے اس مشابہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خلقت میں آیت و روح
روحانی تھی جنسے ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اللہ تعالے کیطرف سے تھا یعنے قدرت کا ظہور اس

یعنی آدمی کا ہاتھ جہاں تک نہیں پہنچ سکتا ۱۲

لباس میں تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُنکو اپنے قرب میں اُٹھا لینا چاہا تو اُنکی روح سے پردہ اُٹھا دیا پس اُنکے بعض خاص مریدوں پر اُنکی روح کا ظہور ہوا جس سے
وہ شخص اُنکے نقش سے منقوش ہو گیا اسواسطے کہ عیسیٰؑ کی صورت اُنکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت الٰہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰؑ کو تائید
تقلیب اعیان تھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہیں ہو سکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اُسکا ایک مظہر خاص سے ہو لیکن فعل
الٰہی عزوجل اس سے پاک منزہ ہے کہ اُسمین انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہو جاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہے تو اُسمین دخل فی الکلیہ
جمادات کو بھی ہو جاتا ہے اور فعل باری تعالیٰ کے ظہور میں مظہر عیسیٰؑ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے
اُٹھا لیا اسمین یہ دقیق اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں یہود و نصاریٰ کی طبیعتیں معلوم تھیں وہ تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں کہ یہ لوگ تقدس اور تنزیہ سے نفرت
کرتے ہیں اور تشبیہ کیطرف مائل ہیں پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہے کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہیں کہ اُسکو ذہن میں لاوے وہ ہر شباہت
سے بری ہے کوئی چیز اُسکے مانند نہیں ہے اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہیں جسمین مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ خیال و وہم کے بندے ہیں کیا تو
نہیں دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور تو نہیں دیکھتا کہ نصاریٰ کس جرأت سے کلمہ کفر بولتے ہیں کہ ان اللہ
ھو المسیح ابن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہے پس اس علت سے اُٹھا لیا انہیں انکو قدسی صفات کی معرفت ہوتی لیکن وہ غلطی و بدراہی میں اُنکی الوہیت کے قائل ہو گئے یہ دوسری بلا ہے

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

اور نہیں کوئی | اہل کتاب | میں سے مگر البتہ ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے | اور قیامت کے روز | عیسیٰؑ | ان لوگوں پر گواہ ہوگا

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا
عیسیٰ پر۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ اپنی موت سے پہلے یعنے جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہیں کہ عیسیٰؑ کی موت سے
پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتارے جاوینگے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ ان نافیہ ہے اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہے
موصوف محذوف کی چنانچہ احد کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہے اور عیسیٰ پر ایمان لانے سے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل
کا بندہ اور اُسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر میں بعض نے کہا کہ اہل کتاب میں سے ہر فرد کی طرف راجع ہے یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع
ہے اور مفسرؒ نے یہاں دونوں قول نقل کیے اور ترجیح نہیں دی کیونکہ سلف سے دونوں قول ثابت ہیں مگر قول دوم ترجیح دیا گیا ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے مقام کو
اچھی تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہے کہ اہل تاویل نے معنے آیت میں اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہیں پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ اُنھوں نے آیت کی تفسیر میں کہا کہ نہیں مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی
کہ اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہیں وقال عکرمۃ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰؑ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہے وعنہ قال اگر یہودی کی
گردن ماری جائیگی تو بھی اُسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰ پر ایمان لاوے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہے اور ایسا ہی مجاہد
عکرمہ و محمد بن سیرین سے صحیح ہے اور یہی قول ضحاک و جویبر وغیرہ کا ہے اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اُسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہے
تو اُسکو حق ظاہر ہو جاتا ہے اگرچہ اُسوقت ایمان لانا اپنے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہیں دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہے
اور اُسنے معائنہ کرکے تصدیق کی پس ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہیں ہے جس وقت کہ ایمان لانے کی اُسکو تکلیف دی
گئی تھی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہے۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت اُبی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے
قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہم پڑھا ہے کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہم کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہے ایسے ہی قبل موتہ میں بھی

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب راجع ہے ابن جریرؒ نے اس کو ذکر کر کے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ انھون نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہین مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا پھر یہی آیت پڑھی **قال المترجم** قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہین ہے ورنہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عکرمہؒ نے علم شرع سے یہ بات بیان فرمائی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی مین آنحضرت صلعم پر ایمان نہین لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ دے ضرور یقین جان لیگا کہ محمد صلعم اللہ تعالیٰ کے رسول و بندے ہین بدلیل آنکہ عیسیٰؑ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الآیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو یہان ہے وہی یہان ہے لہذا ضرور اس حق کو بھی معائنہ کر کے مریگا بنا بر آنکہ توجیہ قول اول مین مذکور ہوا ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہین یعنے آنکہ کوئی کتابی نہین مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل کرنے کیواسطے اترینگے تو اس زمانہ مین جہاد سے سب ملتین ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سعید بن جبیرؒ و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے۔ اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا **قال المترجم** یعنے یہ ایمان لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالےٰ کا و اسکا رسول برحق تھا اور آسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت عیسیٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم اور بہتیرے و نکا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولیٰ بصحت لکھا ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے اور انکے ساتھ ہو کر جاہل نصرانیون نے حضرت عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعویٰ کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین خبر دی کہ بات تحقیقی یون نہین ہے جیسے یہود و نصاریٰ کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیون نے تو فقط ایک شخص غیر کو جسپر حضرت عیسیٰ کی مشابہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ انپر یہ بات خود نہین کھلی اور عیسیٰ کو حق تعالےٰ نے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے اتریگا اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑ دیگا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا بلکہ حکم دیگا کہ اسلام لاوین یا تلوار سے قتل کیے جاوین پس اس آیت کریمہ سے آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا **قال المترجم** اس سے رد ہو گیا قول زجاجؒ کا کہ آیت کریمہ مین عموم ہے اور اس قول مین خاص اسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اسوقت کے لوگونکی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اسوقت ہونگے انہین سے کوئی بھی بدون اسکے باقی نہو گا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورۂ بقرہ کے پارۂ الم کی تفسیر مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دربارۂ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جسمین مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور اپنے مسیح کو جاہلونکے بہتان سے چھوڑاویگا۔ **قال ابن کثیرؒ** اور قول اول اس آیت کی تفسیر مین ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر نفس کو حق ظاہر ہو جاتا ہے اگرچہ معائنہ ملک الموت کے وقت کا ایمان کچھ نافع نہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے **قال المترجم** مفسر **جلالؒ** کا کلام مشیر ہے کہ انکے نزدیک راجح یعنے اول ہے اور شاید بنظر آخر آیت یہ ہے کہ فرمایا۔ **ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا**۔ یعنے قیامت کے روز پیغمبر عیسیٰ گواہ ہوگا اوپر ان اہل کتاب پر اس چیز کا گواہ ہوگا جو انھون نے اسوقت کی جبکہ عیسیٰ انمین موجود تھا یعنے قیامت کے روز اہل کتاب کے ان اعمال کی گواہی دیگا جو انھون نے دنیا مین کیے ہین چنانچہ یہود پر یہ گواہی دینگے کہ انھون نے مجھے جھٹلایا اور بار کہ اللہ تعالیٰ [illegible] انہین اپنا رب کیا اور نصاریٰ پر یہ گواہی دینگے کہ انھون نے راہ توحید سے بہکا کر مجھے حقیقی فرزند کیا [illegible] یہی ہون و قتادہؒ نے

کہا کہ اس امر کے گواہ ہو نگے کہ مین نے اپنے پروردگار کی رسالت اُنکو پہونچا دی تھی اور اپنے اوپر بندہ و رسول ہونیکا اقرار کیا تھا و قال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے
اُٹھا لئے جانے سے پہلے کے اور اپنے اتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کے قرب قیامت نازل ہونیکی احادیث
مین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تصریح کی ہی ایک ٹکڑا اصلاح الاحتجاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد باتین آتی جاتی ہین ایک بعد
دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ بر مزید اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے

ذکر احادیث نزول عیسیٰ بقرب قیامت با دعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریم تمھارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور
صلیب توڑے اور سور مار ڈالے اور جزیہ اُٹھا دیگا اور مال سے ایسا فیض ہوگا کہ کوئی اُسکو قبول نہ کریگا حتی کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم
ہوگا پھر ابوہریرہؓ کہتے کہ پڑھو تمھارا جی چاہے قولہ تعالے وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری و مسلم اور سجدہ فقط اکیلے رب العٰلمین
کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہ قسم ہی کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسیٰ بن مریم راہ روحا سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کیکے دونوں کا ۔ رواہ احمد و مسلم اور ایک روایت
ہی کہ روحا مین آکر اُتریگا پھر وہان حج کا الخ رواہ احمد و ابن ابی حاتم ۔ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً کیف انتم یعنے کیا خوشی کا حال تمھارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰ بن مریمؑ اُتریگا اور
اور تمھارا امام تمھین مین سے ایک ہوگا البخاری و احمد و مسلم ۔ اور وہ یعنے عیسیٰؑ تم مین اُترنے والے ہین جب تم اُنکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گندم رنگ بدن سرخی سپیدی
مارتا ہوا رنگ اُنپر دو کپڑے معصفر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہی اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی ۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام کے اُنکے زمانہ مین سب
ملتین مٹ جاوینگی امانت زمین پر نازل ہوگی حتی کہ اونٹونکے ساتھ شیر پھرینگے اور گاؤں کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیے چرینگے اور سانپون کیساتھ
لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے ہکذا فیما رواہ احمد و ابوداؤد و ابن جریر و فیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد
کرینگے و عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اُتریگے اعماق مین یا دابق مین پس اُنسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اُسوقت روے زمین کے
(یعنے کافر)
لوگون مین سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے
ہین ہم اُنسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمھارے درمیان تخلیہ کردین پس اُنسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے
ایک تہائی لشکر شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالی کبھی اُنکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالی کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید
ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکا ئے
ہونگے کہ ناگاہ اُنمین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمھارے پیچھے تمھارے گھر بار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈرانا جھوٹا
ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریم اُتر ینگے پس اُنھین کی امامت
نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود اُنکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہی پگھلیگا سو اگر عیسیٰؑ اسکو یون ہی چھوڑ دیتے تو پگھلکر مرجاتا و لیکن اللہ تعالے اُنکے ہاتھون
اسکو قتل کریگا پس عیسیٰ اُسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلاینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالی دجال کو میرے ہاتھون
ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ اے مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہی اسکو قتل کردے پس اللہ تعالی اُنکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون
کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اُسکو پی جائینگے پھر لوگ اُنکی شکایت لاوینگے
داُسوقت عیسیٰ اُنکو پہاڑ پر لیجاوینگے پس مین دعا کرونگا کہ اُنکو اللہ تعالے موت دیدیگا اور زمین اُنکی بدبو سے گندھیا جائیگی اور اللہ تعالی پانی برسائیگا کہ اُنکے جسم
بہاکر سمندر مین ڈالیگا ۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اُسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن ناگہان جنے

کذا فیہا رواہ احمد وابن ماجہ عن ابن مسعود رضہ مسلمان تین شہر بسا دینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملان پر اور ایک حیرہ مین اور ایک شام مین۔ دجال کے ساتھ
ستر ہزار تاجدار بلکہ اکثر یہودی و عورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسی علیہ السلام آوینگے پس کہینگے کہ اسی امت مین
سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس انکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کرینگے کذا فیہا رواہ احمد عن
عثمان بن ابی العاص اور ابو امامہ باہلی رضہ سے عبد الرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعاً آیا کہ حضرت ابوامامہ رضہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہمکو خطبہ سنایا پس اسمین زیادہ
بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالے نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی
فتنہ نہین اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیا سے آخر ہون تو تم سب سے آخری امت ہو تو لامحالہ وہ
تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھارے پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے
حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالے ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال مردود شام وعراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور داہنے بائین پامال کریگا
اے لوگو اے بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اسکی پہچان ایسی صفات بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہے باینطور کہ وہ
پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم
اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مر لیوے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اس خبیث کی دونون آنکھونکے بیچ مین کافر لکھا ہے
جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اسکی دوزخ تو جنت ہے اور اسکی جنت
دوزخ ہے پس جو اسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے اور سورہ کہف کے شروع کا رکوع پڑھے تو وہ آگ اسپر ٹھنڈک و سلامتی ہو جائیگی جیسے
ابراہیم پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوے ماں باپ کو بلوا دون تب تو گواہی دیگا
کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان اے میرے بیٹے تو اسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے
اور اسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر دیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر
بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالی اسکو زندہ کر دیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے وہ فرمائیگا کہ میرا پروردگار
میرا اللہ عز وجل ہے اور تو اے دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالی کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلے نہ تھی
(پھر دوبارہ اسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابو سعید رضہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابوسعید رضہ نے فرمایا کہ واللہ
ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سواے عمر بن الخطاب رضہ کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کر گئے پھر محاربی رح نے کہا کہ ہم حدیث ابو امامہ رضہ کیطرف رجوع کرتے ہین
کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اگانیکا حکم کریگا وہ اگا دیگی۔ اور اسکے فتنہ سے یہ ہوگا
کہ ایک قوم پر گذریگا جو اسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلاوینگے تو ایک ساعت ہی انکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہو جاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اسکے قول کی تصدیق
کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے تھن دودھ سے
بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نہ رہیگی جسکو دجال پامال نہ کرے اور اسپر غالب نہو سواے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرونمین جس راہ سے
گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہے پس مدینہ مین اُس روز
تین دفعہ ہلا ڈولا آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نہ رہیگی بلکہ نکلکر اسکے پاس چلا جاویگا پس جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی
ہے اسیطرح مدینہ انکو دور کر دیگا اور لوگ اُس دن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس روز عرب کہان

چلے جاوینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اُسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور اُنمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور اُنکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور
وہ اُنکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اُسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتارا جاویگا پس یہ امام مذکور اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسےٰ امامت کرے پس عیسیٰ
اپنا ہاتھ اُسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام
کے عیسیٰ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار ر وپہلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ
سے حضرت عیسیٰ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسےٰ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو
اُس سے بچ نہین سکتا پس شرقی دروازہ لُد پر اُسکو جا لیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی
جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہو مگر اُنکو اللہ تعالےٰ اُسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ
یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آکر اُسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے
سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشۂ
انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اسمین کھانے پینے کی
تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالےٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال
اللہ تعالےٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا
پس ایک قطرہ نہ برسیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ
تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام
دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسی سے سنا کہ مین نے عبد الرحمٰن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دیدی
جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین **قال ابن کثیر** یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی
اور اسمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے و فیہ ایضا۔ ہمنے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس روز تک کہ
ایک روز اُسکا مانند ایک سال کے اور ایک روز مانند ایک ماہ کے اور ایک روز مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمہارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا
کہ یارسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے اسمین ہمکو ایک روز کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کر لینا یعنی بقدر ایک شب و روز
کے پانچ نمازین پڑھنا (مترجم کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم والبحث فی عین الہدایہ) ہمنے عرض کیا
کہ یارسول اللہ اسکی جلدی و تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہے الحدیث پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال مانند پیداوار وغیرہ
کا مانند حدیث بالا بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالونمین سے اُنکے ہاتھ کچھ نہ ہوگا مترجم
کہتا ہے کہ ظاہر ا (بربادی) سے اوسکی حدیث مین یہی مراد ہے کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اُسمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوئے مقامونکے خزانے
شہد کی مکھیونکی طرح اُسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہو لینگے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازو پر ہاتھ رکھے اُترینگے۔ اور اسمین
ہے کہ جو کافر اُنکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اُسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور اُنکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک اُنکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج
یاجوج و ماجوج کا قصہ مذکور ہے پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو
باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی و احمد وغیرہ و قال الترمذی حدیث صحیح و فی الباب عن عمران بن حصین و ابی برزہ و حذیفہ بن اسید و ابی ہریرہ و کیسان و عثمان

بن ابی العاص وجابرؓ وابی امامہؓ وابن مسعودؓ وعبداللہؓ بن عمروؓ وسمرہ بن جندبؓ والنواسؓ بن سمعان وعمروؓ بن عوف وحذیفہؓ بن الیمان رضی اللہ عنہم یعنے دجال کے بارہ مین ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی احادیث سے اور اُنکے ساتھ مجمع بن جاریہؓ وابو شریحہؓ کی حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارہ مشرقی پر اُترینگے مترجم کہتا ہے کہ اول نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھاوینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؓ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلین گے۔ شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکستہ ہوجانیسے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسے علیہ السلام کا محل نزول ہوگا مترجم کہتا ہے کہ عجیب تر یہ بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہے اور حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارہ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عزوجل دیکھو کہ منارہ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دُکان تھی اتفاق سے بارود اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان و مال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنا دیا اور حضور سلاطین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجاے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنا دیا تاکہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو روپیہ دیدیا گیا لیکن علماءؒ نے فتوی دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تیقن ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہے جسپر عیسیٰؑ اُترینگے الحمد للہ رب العلمین پھر ابن کثیرؒ نے محل نزول عیسیٰؑ اور انکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اوپر حدیث ابوہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس برس ٹھہرینگے پھر وفات پاوینگے اور مسلمان اُنپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمروؓ مین ہے کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہے کہ قبل اُٹھائے جانے اور بعد اُتارے جانیکے اُنکی مجموع اقامت زمین پر چالیس ۴۰ ہو کیونکہ صحیح قول یہی ہے کہ وہ تینتیس ۳۳ برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین بولادت عیسیٰؑ تینتیس ۳۳ برس مذکور ہین اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو پچاس برس کی عمر مین اور حاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت و اُٹھایا جانا حکایت کیا ہے وہ قول شاذ غریب بعید ہے اور مترجم کہتا ہے کہ شیخ جلالؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیرؒ نے صحیح کہا ہے اختیار کیا اور مترجم نے آل عمران مین وفات عیسیٰؑ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الیّ الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہے اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے، قلت ایسا ہی دیگر محدثین نے بھی اُسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ

سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کئی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

سے بہت اور اُنکے سود لینے پر اور اُنکو اس سے منع ہوچکا ہے اور لوگون کے مال کھانے پر

بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

ناحق اور تیار رکھی ہے ہمنے انمین منکرون کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ

اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجھپر اور جو اُترا تجھسے پہلے اور آفرین نماز پر

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے

اَجْرًا عَظِيْمًا ۟
بڑا ثواب

ع ۱۰ ۲۲

فَبِظُلْمٍ - ای بسبب ظلم یعنے بسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر ہونے پر - مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا - ہم الیہود - ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوے اور وہ یہودی ہین - حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ہم نے حرام کردین اُنپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین - واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ یہود پر اللہ تعالےٰ نے طیبات کو اُنکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا اور رہی تفصیل تو واحدیؒ نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازنؒ نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہے اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالےٰ نے اجرا تقدیر اُنپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل وتحریف وتبدیل کی جس سے اشیاء حلال اُنپر حرام ہوگئین پس اللہ تعالےٰ کے شکنجہ مین کھینچ دینے سے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کرکے بہت چیزین حرام کرلین - اور کبھی شرعی یعنے اُنکا اللہ تعالےٰ نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سوائے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھین حرام کردین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ - اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوحؑ وابراہیمؑ سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گزر چکا - پھر بظلم پر عطف کیا قولہ - وَبِصَدِّهِمْ - الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - دینہ صدا - كَثِيْرًا - اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیونپر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع اُنھین یہودیونکے فسق وفجور ہین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالےٰ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ - اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالےٰ - وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ - اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا - وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا - اور ہمنے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلامؓ کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ - لیکن وہ مستثنیٰ ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبد اللہ بن سلام حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عبد اللہ بن سلام وثعلبہ بن سعید وزید بن سعید واسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوے اور محمد صلعم وقرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم - اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہے - وَالْمُؤْمِنُوْنَ - المہاجرون والانصار یعنے مومنون سے مراد معہود مہاجرین وانصار ہین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب از سابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب مین سے ایک نام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین وانصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اُترا اور جو تجھسے پہلے اُترا - وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

ایک جماعت کی قراءۃ مین والمقیمون الصلوٰۃ ہی پس ماقبل پر عطف ہی اور ایسا ہی مصحف ابن مسعود مین ہی ولیکن جمہور کی قراءۃ مین والمقیمین بنصب ہی اور یہی مصحف ابی بن کعب مین ہی اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ مین یون ہی ہی اور جسنے اسکو کاتب کا سہو شمار کیا اُسکا قول مردود ہی اور یہی قراءۃ ثابت صحیح ہی پھر اعراب نصب اُسکو بنابر آنکہ منصوب علی المدح ہی ای وامدح المقیمین الصلوٰۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک کہتے ہین جیسے قولہ تعالےٰ و الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی الباساء الآیۃ مین آیا ہی اور یہ وجہ اعراب رجح ہی ابن جریرؒ نے کہا کہ کلام عرب مین ایسا شائع ہی اور ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین ما انزل الیک و ما انزل من قبلک انبیاء پر اور یہ وجہ ہی اور اخفشؒ نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کر دیا ہی اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی ہی کہ اُنسے جب المقیمین الصلوٰۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہی پوشیدہ نہین کہ ابو عبید وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا اور ایک ٹکڑا مفسر جلالؒ نے مقدمہ اتقان مین نقل کیا ہی ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہی بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن بلا علت ہونا غیر مقبول ہی اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہی کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ مین اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبان مین درست کر لینگے تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑ دو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہی یہ روایت بھی غیر مقبول ہی اور ابن الانباریؒ نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہی اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ مین نقل کر کے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہی لیکن یہ طرق و روایات سب اُسی طرح سے ہین جنکا محفوظ و غیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف مین دیکھتے اور اسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑ دیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہی پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ متقین نے مجتمع ہو کر جمع کیا اور انھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیان جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمہ اتقان مین لکھا ہی صحابہؓ کو بدیہی تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ سب سے صحیح یہ بات ہی کہ قرآن مجید انسے متواتر منقول ہی اور یہ روایات آحاد شاذ منفرد ہین تو بھلا متواتر کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہو سکتا ہی نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا پھر روایت کر دیا۔ اور زمخشریؒ نے کشاف مین لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط مین لحن واقع ہوا اُسکی بات قابل التفات نہین ہی ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات کیا ہی جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہی اور نہ اُنکو نصب بمدح و اختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہی کچھ خبر ہی حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہی جسکو سیبویہؒ نے مثالون و شواہد سے خوبصورت ذکر فرمایا ہی اور یہ بات اسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عز و جل مین ایسا رخنہ چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہی بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو سیکھی زبان سے اپنے کو اُنمین ملاتے ہین انتہی کلامہ اور یہ تقریر بہت تحقیق ہی اور بک بک کرنا فضول ہی مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہی اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو و تفسیر نے ارجح قرار دیا ہی اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ و اشرف و بہت قابل مدح ہی اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہی پس اللہ تعالےٰ نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ مین ان بندونکی مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک رکھتے ہین۔ **وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ** ۔ اور ایسے بندونکی مدح ہی جو زکوٰۃ دیتے ہین۔ **وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ** ۔ اور ان بندونکی مدح فرمائی ہی جو اللہ تعالےٰ و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین۔ **اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ** ۔ بنون اکثر کی قراءۃ ہی اور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءۃ ہی۔ **اَجْرًا عَظِيْمًا** ۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالےٰ) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہی اور اوسکے آنکہ اس اجر عظیم مین سے جنت بھی ہی مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود کے کافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہی پس راسخون و مومنون و مقیمون الصلوٰۃ

ویؤتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہے ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنے وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہین اللہ تعالےٰ کے خطاب
خاص سُننے مین بدون اُسکے کہ اُنکے نفس معارضہ کرنے پاوین اور انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسۂ شیطانی سے تمیز کرتے
اور پہچانتے ہین اور لمۂ ملکی اور لمۂ نفسی شیطانی مین فرق جانتے ہین بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو بنور خطاب الٰہی
جان لیتے ہین اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہین انکا علم لدنی ہے اور اُنکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور اُنکے اسرار باطنہ مین علوم غیبی
بھرے ہین اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہین اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ راسخین فی
العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالےٰ ہین جو ہر حال مین سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہین اُس سے تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ
ہین جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہین اُسکے حدود سے کسی رخصت و تاویل کے ساتھ تجاوز نہین کرتے ہین اور بعض نے کہا جو برہان
حقائق بیان تک پہونچتے ہین۔

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیون کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو

وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا

اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسے کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوُۥدَ زَبُورًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہین سُنایا

عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۚ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ

تجھکو اور باتین کین اللہ نے موسےٰ سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ دو یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہین جانتے کہ موسیٰؑ کے بعد اللہ تعالےٰ نے کسی بشر
پر کچھ اُتارا تو اسی بارہ مین اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ یہ بھی تشبیہ ہے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ یعنے حضرت ابراہیم کے دونون بیٹے جنمین سے اسمٰعیل بڑے تھے
وَيَعْقُوْبَ۔ یعنے اسحٰق کے بیٹے۔ وَالْاَسْبَاطِ۔ اولاد۔ یعنے یعقوبؑ کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوبؑ کی اولاد مین سبط و اسباط کا
لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمٰعیل مین قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ
وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ۔ اباہ۔ یعنے سلیمانؑ کے باپ کو دی زَبُوْرًا۔ زبور بالفتح جمہور کی قراۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داؤدؑ کو ملی تھی اور
اسمین اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراۃ مین
زبور بالضم ہے پس وہ مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہین۔ حاصل یہ کہ محمدؐ ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوحؑ پر
اور اُنکے بعد والے انبیا پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیمؑ پر اور اُنکے دونون بیٹے اسمٰعیل و اسحٰقؑ پر اور اسحٰقؑ کے بیٹے یعقوبؑ پر اور یعقوبؑ کی اولاد

اسباط پر اور عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان پر اور ہمنے داؤد کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر وہ ہین جنکی نبوت کو یہودی مانتے ہین تو انکو
وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف و مشہور ہے پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسیٰ کے کسی کو وحی نہین ہوئی ہے
حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہے اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ **وَرُسُلًا** ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون کو۔ **قَدْ
قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** جنکا حال ہمنے تجھ پر وحی مین پہلے بیان کیا اور ایسے رسولون
کو جنکا حال تجھ پر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین انکے سوائے اور بھی رسول اللہ تعالیٰ
نے بھیجے لیکن انکی تعداد و نام وغیرہ معلوم ہونے مین کوئی نفع نہین جیسے معلوم ہو نہین سوائے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے
سوائے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع طور بیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیوں کو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ۔ ادریسؑ
نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ ابراہیمؑ۔ لوطؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ الیسعؑ۔ ذکریاؑ۔ عیسیٰؑ۔ یحییٰؑ۔ اور اکثرون
کے نزدیک ذوالکفلؑ اور سب کے سردار محمد صلعم **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور کہا گیا کہ ایوبؑ و الیاسؑ اور سورہ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرونگا
پھر جنکو نہین ذکر کیا اسمین روایات ہین قال المفسر مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جنمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی
لوگون مین سے تھے یہ **جلال الدین محلی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ غافر مین لکھا ہے **قال المترجم** اور **مفسر سیوطیؒ** نے جوامع مین اسکی تفصیل کی ہے
ہو قد رواہ الحاکم و ابو یعلی عن انسؓ مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلعم فذکر
نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ و لا جرح واللہ اعلم یعنی **ابن کثیرؒ** نے
اپنے **شیخ ذہبیؒ** کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی مین چار ہزار بھیجے۔
اسکی اسناد مین سب مشہور ہین سوائے احمد بن طارق کے مین انکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین
الآجری وارد کی کہ ابوذرؓ نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اسمین مذکور ہے کہ پھر مین نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا انمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا
کہ پہلا کون ہے فرمایا کہ آدمؑ مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا۔
پھر فرمایا کہ ای ابوذر انمین سے چار سریانی تھے آدمؑ و شیثؑ و خنوخؑ یعنے ادریسؑ جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے ہودؑ و شعیبؑ
و صالحؑ و تمھارا نبیؐ اور فرمایا کہ ای ابوذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہے۔ مین نے کہا یا
رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اتارین فرمایا کہ ایکسو چار پس شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخؑ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے
دس صحیفے اور توریت و انجیل و زبور و فرقان چار کتابین بھیجین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یہ مین کہ ای نمرود مسلط مبتلی
مغرور مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کہ مین مظلوم کی
دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون۔ اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہے کہ اسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے ضروری
حاجات کے واسطے فراغت کرے اور عاقل پر واجب ہے کہ مشغول نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت
اٹھاوے اور عاقل پر واجب ہے کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام مین شمار کیا وہ کم بولیگا

اسیقدر کہ بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف موسیٰ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ
خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہو کر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اُسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا
ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی مین نے کہا یا رسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح
و عبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰ پر اُترے تھے۔ فرمایا ہان پڑھ اُسکو قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر و ابقی ان ہذا لفی الصحف
الاولی صحف ابراہیم و موسیٰ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہ تیرے سب کام
کا سر ہی مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کر لے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا
کہ بہت ہنسی سے بچا رہ کہ دلکو مارتی اور چہرہ کا نور کھوتی ہی مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کر لے کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی مین نے کہا
اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے
سے نیچے کو دیکھ اور اوپر کے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور
انکے ساتھ بیٹھا کر کہ یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اُس سے نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیون سے میل رکھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا
کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر۔ پھر میرے سینہ پر
ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے۔ کذا اورده ابن کثیر بطوله
و قد رواه ابو حاتم معلما بالصحة وغيره و تكلم فيه ابن الجوزي من اجل ابراهيم بن هاشم الراوي الذي تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل و قد وقع عدد الانبياء ازيد من
الف الف في رواية احمد وغيره و صححه ابن حبان و الحاكم۔ یعنے ابن کثیر نے جو روایت وارد کی اُسمین ابن الجوزی نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور
روایت امام احمد مین تعداد انبیا قریب ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان و حاکم نے صحیح کہا ہی۔ **وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ** بلا واسطہ **تَكْلِيمًا**۔ یعنے
اللہ تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا ف اور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سُننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰ نے کلام باری
تعالیٰ کو سُنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسر نے بلا واسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کر دی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے
کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازاً ہو چنانچہ فراء نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہونچ جاوے کسی طریق سے ہو
کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاس نے فرمایا کہ نحویون نے اس امر پر اجماع
کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے مؤکد کیا جاوے تو وہ مجازاً نہوگا یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام
پیدا کیا تھا اس سے موسیٰ نے سنا تھا اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰ نے
اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعاً مردود ہی بدلیل قولہ تعالے
ولما جاء موسى لميقاتنا و كلمه ربه۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰ کی کیفیت وغیرہ
مین عجیب خلط ملط قصہ روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ **رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ**۔ ہمنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو ثواب کی
خوشخبری سنانیوالے **وَمُنذِرِينَ** اور جو کفر کرے اُسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ **لِئَلَّا يَكُونَ** ای ارسلناہم لئلا یکون۔ **لِلنَّاسِ**۔
یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے **عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ** اللہ تعالے پر کوئی حجت ف یعنے گفتگو و عذر۔ اسواسطے حجت یعنے دلیل
سے دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان بن ہی نہین سکتا اور یہ عذر رفع کرنا بھی محض اللہ وتعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوئے تا کہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ **بَعْدَ** ۔ ارسال۔ **الرُّسُلِ** الیہم ۔ بعد اسکے کہ رسولونکو اُنکی طرف ارسال فرمایا ۔ حاصل معنی یہ کہ تاکہ بعد اسکے بندون کافرونکو کوئی عذر نہو بایطور کہ کہین کہ ای پروردگار کیون نہین تونے ہمپر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے اور مومنین سے ہو جاتے جیسا کہ کلام مجید مین دوسرے مقام پر مصرح ہے پس ہمنے رسول اُنکے عذر قطع کرنیکو بھیجے ۔ **وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا** ۔ اللہ غالب ہے اور دانا یعنے مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہے ۔ فی العرائس قولہ انا اوحینا ۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی و تثبیت ہے اور زیادت قرب و محبت کی عبرت ہے قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ۔ انبیاء کے درمیان سے موسیٰ کو خطاب خاص بلا واسطہ سے تخصیص کیا اور حضرت موسیٰ نے ایکگونہ سبادرت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حق تعالےٰ نے انکو جلال شانہ مین موقوف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو آنکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ اوتعالیٰ نے بچشم سر اور بچشم قلب سے بمشاہدہ و بمعاینہ ظاہر و باطن دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلا واسطہ و بلا حجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہے اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہے اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم ۔ اور جب اللہ تعالےٰ کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہے یعنے آنکہ ازل سے اُسکے مقدر مین ہوتا ہے تو اپنی طرف سے اسکو ایسی قوت سننے کی دیتا ہے جس سے وہ سنتا ہے کہ مروی ہے عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو بکر رگذر چکی ہے او تعالےٰ نے اپنا کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نتھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس النفاس کے سمجھ سے بالا ہے اور ولایت ازلی مین رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُسکی جو اُسنے تیری طرف نازل کیا اُسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اُتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللہ تعالےٰ گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کو نکر پاتے ہو پس اُنھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے پس نازل ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ **لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ** لیکن اللہ تعالےٰ تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہے کیونکہ شہادت کے معنے ظاہر کرنا ہے جسکا یہ انکار کیے ہوئے کا پھر یہ شان نزول ہے جو شیخ مفسر رح نے ذکر کیا ہے اسکو **حافظ ابن کثیر** رح نے ابن عباس رض سے بروایت محمد بن اسحاق رح ادا کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگونپر رد ہے جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے تو فرمایا لکن اللہ یشہد اور قریب اسکے **بیضاوی** رح نے کہا کہ یہ استدراک مفہوم ماقبل ہے گویا بات یہ ہوئی کہ جسوقت اُنھون نے آسمان سے ایسا ہو کتاب نازل کرنیکا سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ سے اُنپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہے جیسا کہ نوح و دیگر انبیاء علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالےٰ شاہد ہوتا ہے اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالےٰ اسکو خوب ظاہر و ثابت فرماتا ہے۔ **بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ** ۔ من القرآن المعجز ۔ یعنے بسبب اسکے ظاہر فرمایا ہے تیری نبوت کو قرآن سے جو جن و انس کو اپنے مثل فصاحت بلاغت و انباء غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہے پس ما کی طرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ بجا ہے ۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تام ہے ولیکن اعجاز قرآن جو معجزہ عظیم ہے دو جہت کر دیا کہ عارفان زبان و دانا پر واضح و ظاہر ہوا اور غیر زبان دانوں پر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے مخفی ہے اور یہ حالت کلیہ ہے چنانچہ شعر و اشعار و نظم و

نثر ہر ایک شخص انکی خوبیوں سے آگاہ نہیں ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد و خوبی و نثر کے فنون سے آگاہ ہو مثل مشہور ہے کہ جوہر کو جوہری ہی جانتا ہے پس اسقدر اس اعجاز میں خفا رکھنا رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہ ہوتا تو ظہور میں پردہ دری کی وجہ غضب و بد انجامی سے تردد کیلیے ہوتا اور معلوم ہو کہ عزت ہے بعز اسلام و توحید اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہیں ہے فافہم۔ اہل عرب میں سے باوجود انکی لڑائی و جنگ و جدال و عداوت بہتا کے انکے فصیح و بلیغ معروف و مشہور شعرا و خطبا و نے کلام مجید و معجز حمید کے حق میں بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہیں اگرچہ ایمانکے طور پر انھوں نے نہیں سراہا کیونکہ ایمان انکے نزدیک ذلت تھی مگر یہ کہنا کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہیں ہے اور یہ کلام کسی جن کا ہے اور اسکے مقابلہ میں قلم توڑ دیا یہ سب اسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہیں اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور بعض اعراب نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام یعنی میں نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا ایسا قول جانتا ہے کہ جن کی کیا مجال ہے جو ایسا کلام لاسکے اور اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والیکو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت و بلاغت میں کتابیں لکھی ہیں یا یہ غنی کہ اسقدر کمالات اس ظاہر ہوئے اور دلیل اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہے اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہیں پس انکو مانا نہیں جو بعضے کافر و مشرک اس سے تردد ظاہر کرتے ہیں اور جاہل مسلمان انکی باتوں سے شک میں پڑتے ہیں اسکا منشا حماقت و جہالت ہے زبردست فصحاء عرب جنکی نظم و نثر موتیوں میں تولی جاتی تھی اور موجود تھے جب انھوں نے اسکے مقابلہ میں پناہ پکڑا اور سوائے تعریف و تحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بیتمیز انکو کیا مجال ہے اور ظاہر ہے کہ عرب والے سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بدکی ہوتی تو شیطانکی طرح زمانہ میں مشہور ہو جاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود و نصاریٰ کا کہنا بڑا اچھا لیکن سوائے یہود کے اہل عرب میں زمانہ کفر میں بھی یا بات یا یہ غنی موجود تھی کہ معاملات میں سچائی کا برتاؤ رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہاں تو یہود و نکی بھی زبان بند تھی یہ نہیں کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہے بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لا نمیں عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہے بذریعہ اس قرآن کے کہ جو تجھپر نازل فرمایا ہے۔ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ۔ درحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے درحالیکہ وہ تعالیٰ اسکا عالم ہے تو سزاوار نبوت و وحی ہے یا یہ مراد ہے کہ اپنے علوم کیساتھ نازل کیا یعنے اسمیں اسکا علم موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ اسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم و اخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ۔ اور فرشتے بھی۔ یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہیں ف نفقط جبرئیل علیہ السلام نہیں بلکہ میکائیل و اسرافیل وغیرہ سب گواہ ہیں قال البیضاوی اسمیں تنبیہ ہے کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہیں کہ بے تامل و غور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان لیں چنانچہ آسمان سے لکھی لکھائی کتاب اتار لانیکو آنکھوں کے سامنے مانگتے ہیں تو اسکے واسطے نور و صفا تام چاہیے اور یہ فقط فرشتوں کو حاصل ہے آدمی کو تمام میں یہ نہیں ہوتا ہاں اگر نظر صحیح سے غور کریں جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لیں قال المترجم اس تنبیہ کا نفع سوائے سنت و عناد و الوہیت اور دیکھی طرف عاید ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی ذلک۔ یعنے اللہ تعالیٰ کا شاہد ہونا اسپر کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو لوگ منکر ہوئے اور اسکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہیں بھول کر جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ

منکر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں انکو اور نہ انکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ

پڑے رہیں اسمیں ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہے آسان ہے لوگو تم پاس

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

رسول آچکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان

وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

اور زمین مین اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے کے ساتھ ف بایطور کہ رسول برحق نے جسطرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی کو نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالے ہی اور باوجود اس کفر کے ۔ وَصَدُّوْا ۔ الناس ۔ اور روکا لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ راہ خدا سے ف یعنے دین اسلام مین داخل ہونیسے بایطور روکا کہ انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت مین موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہین محاصل آنکہ جنھون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا ۔ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی مین بھٹکے ہین ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی مین بعید از حق ہوگئے پس ضلال وظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے سے ۔ وَظَلَمُوْا ۔ اور ظلم کیا ف اللہ تعالے کے نبی صلعم کیساتھ بایطور کہ اُسکی صفت چھپائی یا لوگونکو روکا کہ اُنکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہودیونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے لوگونکا عذاب یہ کہ ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۔ تو اللہ تعالی کی شان نہین کہ اُنکو بخشے اور نہ اُنکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہین دیے جاوینگے ۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے اُنکے لیے کوئی راہ نہین سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم مین پہونچادے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر جمینگے تبتک اللہ تعالی نہین بخشیگا بلکہ جہنم مین پہونچادیگا ۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۔ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا ۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو اُنکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا ۔ اَبَدًا ۔ تاکید خلود ہی اور تصریح ہی کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہین بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہین اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہی یعنے لیکن جہنم کا راستہ اُنکو دیگا ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۔ اور یہ سب اللہ تعالے پر آسان ہی ف یعنے اللہ تعالی کے نزدیک یہ کچھ چیز نہین ہی وہ جو چاہے کرے ۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہین رکھیگا کہ موت پر اُسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلًا ونقلًا راہ نیک بتاتا ہی اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب مین گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ ۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ ۔ ای اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہ جانکے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب کیا مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاری وغیرہ سب خلق کو شامل ہی اور ابن عباس سے مروی ہی کہ یا ایہا الناس ۔ قرآن مین اہل مکہ کو خطاب ہی ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہی اللہ کیطرف سے ۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم ۔ پس ایمان لاؤ اُسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف كَذَا قَالَ الْخَلِيْلُ وَسِيْبَوَيْهِ ۔ یا فآمنوا یکن خیرا لکم ۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اُس کفر سے جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان مین اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہی پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہی ۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا ۔ اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالے بے پرواہ غنی ہی تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہین بگاڑوگے ۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون مین ہی اور جو کچھ زمین مین ہی سب اللہ تعالے ہی کا ہی ف اُسی کی ملک ہی اُسی کے مخلوق ہین اُسیکے غلام بندے و باندیان ہین پس تمھارا کفر کرنا اُسکی سلطنت کو کچھ مضر نہین ہی ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا ۔ بخلقہ ۔ حَكِيْمًا ۔ فی صنعہ بہم ۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ و خوب جاننے والا ہے جو صنع ان میں رکھی اور جاری کی ہے وہ حکمت سے ہے پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہی
کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیوں کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہوں پر حجت پوری ہو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ بیٹا

مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ

مریم کا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے یہاں کی سو مانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو

وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ

اور مت بتاؤ اس کو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہیں کہ اس کے اولاد ہو

لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - ای اہل کتاب و ث اے اہل انجیل لَا تَغْلُوا - ای لا تجاوزوا الحد - فِي دِينِكُمْ - مت تجاوز کرو حد سے اپنے دین
میں۔ پس یہود خبیث تو عیسیٰ کو مع ان کی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سخت قبیح کلام
کرتے ہیں۔ اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اور نصاریٰ کو جیسے اس میں غلو تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم کی نسبت ان خدا کی نسبت
ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہیں۔ اور آمین لکھا ہے کہ
راہ مستقیم مانند پل صراط کے بہت باریک ہے اس کی راہ باریک ہے افراط و تفریط دونوں سے گمراہی میں پڑ جاتا ہے چنانچہ انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو
ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھ کر کہو اور شیطان تم کو نہ بہکا دے میں محمد بن عبد اللہ ہوں
اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہیں ہے کہ جس منزلت و رتبہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے تم اس سے مجھ کو بڑھاؤ۔ رواہ احمد
اور ابن عباس ؓ نے عمر بن الخطاب ؓ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق میں اتنا افراط مت کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بڑھایا۔ میں بندہ ہوں مجھے
اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہو۔ رواہ احمد و البخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قریب حضور کے وفات کے اس بارہ میں بہت تاکید سے فرمایا حتیٰ کہ فرمایا
اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ الخ۔ اور فرمایا کہ تم لوگ میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو
جہاں ہو کہ تمہارا درود و سلام مجھے پہنچایا جاتا ہے تم جہاں ہو۔ الخ۔ اور نصاریٰ نے یہاں تک کفر اختیار کیا کہ عیسیٰ کو درجہ نبوت سے الوہیت پر کہنے لگے بلکہ
یہود کا بھی یہی حال عزیر کے حق میں ہوا بلکہ دونوں فرقوں نے اپنے اپنے عالموں اور درویشوں کی نسبت بھی ایسا دعویٰ کیا کہ جو کچھ حق و باطل انہوں نے کہا اس کو
آمنا و صدقنا کر لیا اور یہ پورا کفر ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ الآیۃ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کی جناب کا تم کو اس کو معبود جانتے تھے
تو حق بات سمجھا و نہ کرو کسی کی طرف نہ زیادتی کی طرف اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۔ اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے
کچھ مت کہو یعنی قول حق کہو کہ اللہ عز و جل پاک ہے ہر طرح کی شرکت شریک سے اور کوئی اس کا فرزند نہیں ہے اور کوئی لڑکی نہ جورو وہ سبحانہ پاک ہے جس کی
شان ہی سے نہیں اور یہ ہی نہیں سکتی ہیں یہ لوگ عجیب بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ہدایت پر رکھے۔ لوگو عبرت دیکھو کہ یہ
نصرانی جو دنیا کے کاموں میں چالاک و ہوشیار ہیں دین میں ایسے بیوقوف ہیں پس یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

اور نصرانی اسی پر جمے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہے کہ۔ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ یعنے مسیح تو مریم کا پوت عیسیٰ
تھا اللہ تعالیٰ کا ایلچی رہت یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم بس اتنی ہی بات پر ہوا کہ بدون باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دیا تو
فرمایا وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ۔ اسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا۔ وَرُوحٌ مِّنْهُ۔ ای ذو روح منہ۔ اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک
روح دار بندہ تھا حاصل یہ ہے کہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور مخلوقات میں سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہو جا وہ ہوگیا اور یہ جو فرمایا
کہ روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اسکی اضافت ہونا اسکا فخر ہے جسکو اللہ تعالیٰ فرمادے کہ میرا بندہ ہے اسکے لیے فخر ہے اگرچہ
درحقیقت سب اسی کا ہو اور یہ نہیں ہے کہ جیسا تم نصرانیوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا تین میں سے ایک ہے کیونکہ روح والا تو مرکب ہو کر بنا ہے
پس ضرور ہے اجزا سے بنا ہو ان اجزا کا محتاج ہے کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا پیدا نہوں تبتک مرکب نہ ہو اور اگر ہو تو ملا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہے یا کبھی نہ ہو معدوم ہوتا ہے
اور جو الٰہ معبود ہے وہ ترکیب دیے جانے سے پاک ہے اور قتادہؒ وغیرہ سے روایت ہے قولہ کلمتہ القاہا الی مریم۔ بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہے اور اضافت جیسے قولہ ہذہ
ناقۃ اللہ وغیرہ میں ہے قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہے کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہے کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری تین
قول کفر کے کہتے ہیں بیٹا یا ساتھی یا تین میں سے ایک سو یہ سب غلط و کفر ہیں پس یہود و نصاری میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا لہذا فرمایا۔
فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسولوں کو مانو اور تین مت کہو یعنے جب تم نے حق
بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں پر اور مت کہو ثلٰثہ۔ ای لا تقولوا الآلہۃ ثلٰثۃ اللہ وعیسیٰ وامہ یعنی مت کہو کہ تین الٰہ ہیں ایک اللہ اور دوسرا
عیسیٰ اور تیسری اسکی ماں پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین الٰہ کہنے والوں کا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
وہ بھی رد ہوئے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آبرودار بندہ ہیں اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
میں اشارہ ہے کہ سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے ہر شریک و فرزند
وغیرہ عیب سے پاک و منزہ ہے اور عیسیٰ اسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہیں اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہے و قرآن برحق
ہے یعنے ایمان کی سب باتوں پر اعتقاد کرو۔ اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو۔ اِنْتَهُوا۔ عن ذلک آتوا خَيْرًا لَّكُمْ۔ منہ وہو التوحید۔ باز رہو اس شرک و
تثلیث سے اور لاؤ اس سے بہتر کو اپنے واسطے اور وہ توحید ہے یعنے توحید بجالاؤ۔ إِنَّمَا اللّٰهُ۔ مبتدا۔ إِلَٰهٌ۔ خبر۔ وَاحِدٌ۔ تاکیدی صفت ہے یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہے۔ سُبْحَانَهُ۔ تنزیہا لہ عن۔ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ۔ تنزیہ ہے اللہ تعالیٰ کو اسواسطے اس بات سے کہ اسکے واسطے فرزند
ہووے ف۔ جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰ کے بارہ میں بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت نما ہیں چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
میں تین الٰہ کا قول مذکور ہے اور ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ میں بقولہ و اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین الآیہ۔ یعنے جب عیسیٰ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنا لو۔ ف۔ یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور اول سورہ میں کہا و لقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم الآیہ۔ واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح بن مریم ہے۔ ف۔ قال ابن کثیرؒ اور نصاری کی جہالت
اس درجہ پہنچی کہ نہ انکا کوئی ضابطہ ہے اور نہ کفر کی حد ہے انکے فرقے بہت ہیں اور مختلف رائیں پریشان اقوال ہیں اور بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہنچی
ہے کہ اگر دس نصرانی جمع ہوں تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سائید بن بترک جو انکے علما میں سے ایک مشہور شخص تھا اور سنہ [illegible] ہجری کے حدود میں اسکندریہ میں
ایک تھا لکھتا ہے کہ نصاری زمانۂ شاہ قسطنطین کے عہد میں جمع ہوئے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر پچاس پچاس و چالیس چالیس و کم و بیش متفرق قول کہنے
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوئے تو اسی کو بادشاہ نے قوت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اسکے اقوال جمع کر کے قوانین و کتابیں بنائیں اور انکو ملکانیہ

کہتے ہیں پھر دوسرے مجمع میں ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ میں نسطوریہ پیدا ہوا اور انھین سے ہر فرقہ مسیح میں تین اقنوم کا قائل ہے اور اسکی کیفیت میں باہم مختلف ہیں اور اپنے زعم میں لاہوت و ناسوت میں جھگڑتے ہیں کہ انمیں اتحاد ہے یا نہیں ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انہیں سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا ہے اور اہل اسلام و ایمان و توحید ان سب فرقوں کو بداعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہیں سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ میں اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اسکے احکام پر اعتقاد کو مضبوط رکھنے میں سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اس امت والے بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے۔ اللھم اید الاسلام بالاید المتین اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا یا حی یا قیوم وصل علی عبدک ورسولک محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے پاک منزہ ہے اس سے کہ اسکے فرزند ہو بلکہ برہان واضح بیان فرمائی۔ **لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یعنی سب اسکے باندی غلام اور مخلوق و مملوک ہیں تو عیسیٰ اور انکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے مملوک ہوے اور جو چیز مملوک ہو وہ کیونکر بیٹا ہو گی اسلیے کہ ان دونوں میں منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے۔ **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** ۔ اور اللہ تعالیٰ بس ہے کافی ہے وکیل۔ **قال البیضاوی** یعنی تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے جھوٹ منہ سے بیٹے کا حرف کہتے ہیں وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی انتہا بشر کے حیطہ امکان سے خارج ہے اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک ذرہ سے کم ہے اسکی جناب عظمت میں حرف کن سے انتظام پاتی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو ہے گویا اسکی مشیت در حقیقت کچھ ہستی نہیں پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ـــــ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز برا نہ مانیگا اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی کنیاوے اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہیں اور عمل کیے نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

انکو پورا دیگا انکا ثواب اور بڑھتی دیگا اپنے فضل سے اور جو کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور تکبر کیا سو انکو ماریگا دکھ کی مار اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوا

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی نہ مددگار لوگو تم پاس پہونچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اتاری ہمنے تمپر روشنی واضح سو جو یقین لائے اللہ پر اور اسکو مضبوط پکڑا تو انکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اپنی مہر میں اور فضل میں اور پہونچا دیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ ۔ تکبر و بالنف ۔ نہیں تکبر کرسکتا و ناگوار نہیں سمجھ سکتا کبھی ۔ **اَلْمَسِيْحُ** ۔ الذی زعمتم انہ الہ ۔ مسیح بن مریم جسکو

نے زعم کیا کہ وہ معبود ہے۔ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالے کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے تکبر و انفا نکریگا کہ وہ اللہ تعالے
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالے اسکا بندہ ہونا عین فخر ہے جسکو نصیب ہووے جہان سے بزرگ ہے معالم وغیرہ مین ہے کہ وفد نجران نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ عیسیٰ
کو عیب لگاتے ہین کہ انکو بندہ کہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالی کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم اس آیت کریمہ
کا تعلق اوپر سے ظاہر ہے کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب اللہ عز وجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کر سکتا۔ اور واضح
ہو کہ لن یستنکف مین اشارہ ہے کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہے اس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسواسطے یون تقریر کیا کہ لا یستطیع المسیح ان یستنکف یا لیس له
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور معجزہ ثابت ہے کہ۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ یعنی اللہ تعالے کا بندہ ہون اسنے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے
پس [illegible] کو اسقدر کافی ہے اور اسپر مبالغت کرکے زائد کیا۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ عند اللہ لا یستنکفون ان یکونوا عبید اللہ اور نہ ملائکہ مقربین
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک مقرب ہین نہیں استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالی کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطرادا فرمایا اور نہایت عمدہ
استطراد ہے جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگونپر رد ہے جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالے کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاری پر رد ہے جو یہی زعم کرتے تھے
پس مقصود تو خطابات نصاری کا رد ہے اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکل آیا مترجم کہتا ہے کہ مفسر نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کر دیا
جو اس امر پر استدلال کرلیتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہے ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف عیسیٰ کا
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کا بندہ ہونیسے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اس سے افضل ہین اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ
اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو آیت بھی نصاری پر حجت ہو سکتی تھی کہ جب وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہو گی حالانکہ نصاری
کا تو یہ حال ہے کہ انھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہے پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہے بلکہ استطراد و تعمیم رد ہے اور ابن منیر نے کہا کہ استنکاف
یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار کے زیادہ قدرت ہے پس زیادہ قادر ہونیسے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہے قال المترجم یہ جواب بنا بر آنکہ عطف
از باب ترقی ہو لیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہے نہ افضلیت مین اور بقاعی نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدائش مین ہے کہ
وہ زیادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدم سے بھی زیادہ عجیب پیدائش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو زیادہ دونو کے بغیر پیدا ہوے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالے کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہے
کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا ہے جس مین کوئی نص از جانب شارع نہین تاکہ رجما بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بر بنا مذکور منکر
ہو جاوین کیونکہ ظاہر ہے کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر مدار ایمان یا اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین ہے پس ہمارے اوپر کوئی بحث کرنا لغو فضول ہے پھر اللہ تعالے نے آگاہ
فرمایا کہ اسکی [illegible] بہت تمہاری ہین ملائکہ جو عیسیٰ سے بندگی سے فخر کرتے ہین اور اسکے قبضہ قدرت مین مسخر ہین انکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو
اللہ تعالے اپنی طرف سبکو حشر فرماویگا ف یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرماویگا اور جمیعا سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالے اور نکرنیوالے یعنے نیک و بد سبکو
اللہ تعالے روز قیامت کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر ان دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالے ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالے انکو انکی مزدوری پوری دیگا ف یعنے انکے عملونکے ثواب
پورے عطا فرماویگا ۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ اور اپنے فضل سے انکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زائد عطیہ بخشے گا وہ ایسی چیز ہے کہ کسی
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا ۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ اسکی زیادہ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر بدیدار

حضرت باری تعالیٰ عزوجل صحیح ہوئی ہے الحاصل مخلوق دو قسم ہیں ایک وہ جنھون نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنھون نے
اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنھون نے استنکاف نہیں کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اس حشر کے
مجمع میں اُنکی نیکوکاریوں کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطا دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور نہ اُسکے خیال میں آیا اور سب سے افضل طرح ان
اُنکو دیدار باری تعالیٰ ہے پس ان بندوں کی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنھون نے اللہ تعالیٰ
کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا ۔ فَیُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب دوزخ ہے جسمیں بے مرت
جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر بن نہ آویگی ۔ وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہیں پاوینگے
ف جو اُنسے عذاب دور کرے ۔ وَّلَا نَصِیْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار ف کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے۔ یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کردی
اور جس وہم و گمان پر وے بھٹکے تھے اسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کر کے عام خطاب فرمایا بقولہ ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ۔ اے لوگو ف یعنی اہل کتاب
یہود و نصاریٰ اے مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہوکر جانو کہ ۔ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۔ آگئی تمہارے
رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہے اور معالم میں کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور یہی مفسر نے
اختیار کیا بالقرینۃ مابعد ۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اور ہمنے تمہاری جانب نور واضح اتار دیا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی
یعنے بین ظاہر مراد ہے اور نور کی صفت جب بَیِّن قرار دی تو انتہا ظہور ہو گیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمہارے حق میں نجی ہے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ ۔ پس جن بندوں نے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا ۔ فَسَیُدْخِلُھُمْ
فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل میں داخل کریگا ۔ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۔ اور انکو
اپنی جانب راہ مستقیم دیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہونچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب دوزخ و دائمی خواری و ذلت اُنپر لازم ہے ف قال المترجم
قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید میں مستغرق کردیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعوٰی
انانیت مرتبہ تلوین میں ناقص تھا پھر عیسیٰ کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پرستوں کا رد ہو گیا اور ظاہر آیت سے عیسیٰ پر ملائکہ کی تفضیل نکلتی ہے اور مراد اس سے یہ ہے
کہ ملائکہ بندگان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہیں اور اس امر میں وہ عیسیٰ سے افضل ہیں اور یہ کافروں کے وہم و زعم کے موافق ہے ورنہ عیسیٰ
سے ملائکہ افضل نہیں ہوسکتے ہیں اور کسی نبی پر انکو فضل نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہیں اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہیں ف اور ذوالنون
مصری نے کہا کہ قولہ نورا مبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و نور میں چمکتا ہے کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے میں ٹکر کھائی
دی قال المترجم پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب میں محروم ہونے کے حصہ کا وارث ہے بقولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
وارث ہیں جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہیں ۔ ۵ ۔ یعنے دنیا سے ملعونوں کو اپنے نسبی بھائیوں کیلیے یعنے کافروں و مشرکوں کیلیے چھوڑتے ہیں اور خود اُنکے مقامات بہشت
کو میراث لیتے ہیں اور کافروں کا یہ حال ہے کہ آدم اول و خاتم المرسلین آخر دونوں سے منقطع ہو گئے اور شیطان کی ذریات میں داخل ہو کر منقطع و معدوم ہو گئے کیونکہ کافر
مردہ ہو جاتا ہے تو گویا اس دائرہ میں اول و آخر سب سے خارج ہو گئے جیسے دنیاوی مال کے میراث میں کلالہ ہوتا ہے کہ نہ باپ ہے اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونوں سے
مٹ گیا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ میں میراث کا ذکر ہے اور اس سورہ میں جملہ مواریث تین بیان
ہوئیں اول تو اصول و فروع کی میراث اور دوم جورو و مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سب کا بیان ہو چکا اور سوم میراث کلالہ اور پیٹ والے ذوی الارحام
تو اُنکی میراث کا بیان آخر انفال میں ہے پس کلالہ کو فرمایا۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۗ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ

حکم پوچھتے ہیں تجھسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مرگیا اور اسکو بیٹا نہین اور اسکو بہن ہے

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

تو اسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہر اس بہن کا اگر نہ رہے اسکو بیٹا پھر اگر بہنین دو ہون تو انکو پہونچے

الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ

الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے

ع ۲۴ ۵

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالۃ تجھسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین مذکور ہی وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے۔ اور سائل اگرچہ جابر رضؓ اکیلے تھے جیسا کہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نہ تھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہؓ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم مرعی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہ ہو۔ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ کہدے کہ اللہ تعالی تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہانسے سبب کہ فتوی واضح عبارت مین ہوا اور یہ تو نقصان ہے کہ نقل کیا جائے۔ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ ۔ امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل بعد سے ہی ای ان ہلک امرؤ یعنے اگر مرگیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ ای لا والد و ہو الکلالۃ۔ یعنے ایسا مرد مرا کہ نہین اسکے کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی۔ اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیسا کہ آتا ہی۔ وَلَهُ أُخْتٌ من ابوین او اب۔ اور اسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان دوسری ہو اور وہ بہن مراد نہین کہ جو فقط ماں کیطرف سے ہو۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہی نصف ترکہ ملیگا۔ وَهُوَ يَرِثُهَا ای الاخ کذلک ترثها جمیع ترکت اور اگر بھائی ایسا ہی کہ اُسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اُسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا۔ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ بشرطیکہ بہن مذکورہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اُسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفرد حصہ چھٹا حصہ ہی جیسا کہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مونث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنون کے ساتھ بھائی بھی ہون تو انکو بیان فرمایا۔ فَإِنْ كَانَتَا ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنے اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد انکو دو ہو یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون انکا حکم یہ ہی کہ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ الخ۔ تو ان دونوں کو دو تہائی اُس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی۔ وَإِنْ كَانُوا ای الورثۃ۔ إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً ۔ اور اگر وہ رشتہ برادری مرد ہون اور عورتین بھی ہون یعنی وارثون مین بھائی بہن دونون موجود ہون۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ تو اُن مین سے مرد کیلیے دو عورتونکے حصہ برابر حصہ ہی یعنے بھائی کو بہن سے دو چند ملیگا۔ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہی اللہ تعالی تمھارے لیے دین کے شرائع تاکہ تم نہ

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف منہ المیراث اور منجملہ کل شئی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے اچھی تفصیل و تفسیر سے مسئلہ بیان کیا اسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورہ براءۃ ہے اور آخر جو آیت نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم اور شیخ سیوطی** نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اتری وہ یہی آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے درحالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ نے آیۂ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیۃ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابر نے کہا کہ میرے ہی معاملہ میں یہ آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی اسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہو **قال المترجم** بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بجز فرزند و باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر** اور کلالہ کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی میراث میں اور ربوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی ان میں اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے تمنا ہے کہ جد و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجکو سرخ اونٹ سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ مطمئن ہوگئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف اسواسطے کہ گرمیوں میں اتری تھی واللہ اعلم اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جو رو و مرد اور ماں کی طرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض اولی ہونیکے حق میں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ظاہر قول سے بعض نے استدلال کر کے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے یہ نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا چاہیے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیق نے صریح کر دیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کو کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ تو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشد نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ زید بن ثابت سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر اور حقیقی بہن ہے تو زید نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زید سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ جب آپنے ایسا حکم دیا تھا (رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ نہیں ملیگا اور جمہور صحابہ کا قول انکے دلیل سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آدھا دختر کو اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلواتے ہیں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے زمانۂ آنحضرت صلعم میں

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بحوالہ فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی دختر اور پوتی اور بہن ہے پس دختر کو نصف
اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کر کے باقی بہن کو دیا (رواہما البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت میں وارث ہے قولہ وھو یرثہا ان لم یکن لہا ولد یعنی بھائی کو بہن
کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اُسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ موجود ہوا تو بھائی محروم ہوگا
کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سوائے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ساتھ موجود
ہو تو جو اسکا فرض مقرر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ فرض حصے والوں کو انکا
حصہ پہونچا دو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولیٰ مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں تو انکو ترکہ سے
دو تہائی ملیگا پس معلوم ہوا کہ دو بہنوں کے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دختروں کا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں دختروں کے حق میں فرمایا
فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو انکا دو تہائی ہے۔ اور دو دختروں کا حصہ مذکور نہیں ہے یعنی یہاں دو سے
زیادہ دختروں کے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کیواسطے کچھ صریح نہیں پس جب یہاں دو بہنوں کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو تہائی
حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دختروں کی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر
بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاوینگی قال المترجم قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالیٰ نے لطیف کر دیے اور ہمارے نزدیک یہ
استدلال اچھا ہے بسبب اسکے شیخ سیوطی نے یہاں دو سے زائد بہنوں کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے
حق میں ہے اور انکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اچھا ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاری ہے لیکن بہنوں کے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ
باحتیاط واجب اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر احاد سے کتاب اللہ تعالیٰ پر جو قطعی ہے زیادتی کریں قال المترجم حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر آحاد بعد اسکے قابل احتجاج
ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے
کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائے امام محمدؒ سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اُسکو بحث
اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ
وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو مصرح لکھا ہے جسکی طرف میں نے
اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہا نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہؒ نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت
صلعم پر ایسے حال میں اُتری کہ آپ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپ نے دیکھکر حذیفہ کو یہ
آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور انکو یہ آیت تلقین کی پھر جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمرؓ نے حذیفہ کو بلا کر اُنسے یہ آیت پوچھی تو
حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کر دی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا
ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمرؓ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہیں تو مجھ پر ابتک خوب نہیں ظاہر ہوئے
(رواہ ابن جریر بہذہ الزیادۃ) اور عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہو گئے تو عمرؓ نے
کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کر دیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے جیسے حضرت
صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں ابو بکرؓ
سے خلاف کروں اور واضح ہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ما عدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہونا شرط ہے قال

ابن کثیرؒ جو قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی اُسی پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ اماموں اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہی قولہ یبین اللہ لکم ان تضلوا۔ مفسرؒ نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا۔ بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہی اور ابو عبیدؒ نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمرؓ سنائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ۔ یعنے مت بد دعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تا کہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہی مقصود یہ کہ ان یوافق بمعنے لان لا یوافق ہی جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہی بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بوجہ کراہت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ یعنی چونکہ وتعالیٰ کو کمال رحمت سے تمہارا بھٹکنا منظور نہین لہذا صاف صاف تمھاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہی۔ اور اجتہاد کی گنجایش چھوڑ دینا بھی آسانی ہو رحمت اور موجب مزید ثواب ہے
اسکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے مرجح قرار دیا واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ آيَةً وَاثْنَانِ اَوْ ثَلٰثٌ

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہی اور وہ ایک سو بیس[۱۲۰] آیتین ہین یا ایک سو بائیس[۱۲۲] یا ایکسو تیئیس[۱۲۳] آیتین ہین **قرطبیؒ** نے کہا کہ اس سورہ کے مدنیہ ہونے پر اجماع ہی اور محمد بن کعب یعنے قرظیؒ نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہی اور اسماء بنت یزید سے روایت ہی کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء[۱۲] کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری اور قریب تھا کہ اُسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو کونتہ ہو جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑے مین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہی کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اتر پڑے **قال المترجم** یہ روایت ضعیف ہی کہ آپ اُتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہی اور ام عمروؓ نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہؓ سے ہی کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی ہی سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیرؒ نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بسندہ الزیادۃ والنسائی ایضًا) اور ضمرہ بن حبیبؒ و عطیہ بن قیسؒ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبیدؒ) اور ضمرہ بن شرحبیل سے ہی کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا۔ اور شعبیؒ نے استثناء کیا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی ولا القلائد اور ابن عباسؓ نے استثناء زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ۔ اور میسرہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ والمنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوائے قرآن کے اور سورتوں مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان[۱۹] حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا قمتم الی الصلوٰۃ یعنی اذان کا ذکر اسی سورہ مین ہی اور سورۂ جمعہ مین مخصوص بجمعہ ہی اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار پوری سورۃ بتفسیر کے ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو حلال ہوئے تم کو چوپائے مواشی اُسکے سوائے جو تم کو سنا دینگے

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہی جو چاہے

واضح ہو کہ یہ آیت ایسی کھلی ہوئی بلاغت اس درجہ پر ہے کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے ذرا سی بات ہے کہ اتنا مختصر کلام اور اس میں اتنے احکام۔ ایک اوفوا بالعقود ہے کہ معنی واضح و حکم ظاہر حالانکہ تفصیل میں بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہیں دوم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سوم استثناء انکا جو حلال نہیں چہارم احرام باندھے آدمی پر شکار کی تحریم پنجم جو محرم نہ ہو اسکے پر شکار کی تحلیل ششم اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ہفتم اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے یہ تو صریحی اس سے نکلتے ہیں اور جو مندرج و مندمج ہیں انکو بیان کرنا بہت طوالت چاہتا ہے اور نقاش رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اے یونانیوں کے فخر و اے حکیم دانا تو ہمارے لیے اس قرآن کے مثل بنا دے اسنے کہا کہ اچھا میں ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہوں جو باقی کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنوں تک پوشیدہ رہا پھر نکلا کر کہا کہ میں نے قصور نہیں کیا مگر سچ یہ ہے کہ واللہ میں ایسا نہیں بنا سکتا ہوں اور کوئی نہیں بنا سکتا ہے میں نے اس کتاب کو کھولا تو سورۂ مائدہ نکلی پس میں نے غور کیا تو اسکی دو سطر میں حکم وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام و استثناء اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی میں طاقت نہیں کہ کلام فصیح و بلیغ و الفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حرفوں میں ادا کرے مترجم کہتا ہے کہ اسکی دانشمندی نے اسکو انصاف پر مجبور کیا کہ اسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہیں کیونکہ اگر بناتا تو علماء و حکماء کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ ثم باللہ العظیم اگر وہ اور اسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہوں تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے مثل نہیں لا سکتے ہیں قال تعالیٰ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عزوجل کے احکام کے مطیع ہیں کیونکہ نافرمانی کرنیوالوں کو خطاب عزت بخشنا غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسیواسطے علمائے حنفیہ نے کافر کو فروع اعمال سے مکلف نہیں قرار دیا اور علمائے شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزائے عذاب بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا۔ تو اس خطاب میں آنحضرت صلعم بھی شامل ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تو خوب کان لگا کر سنو کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجھکو حکم فرماتا ہے یا کوئی برائی ہوگی کہ جس سے تجھکو منع فرماتا ہے رواہ ابن ابی حاتم چنانچہ یہاں حکم دیا کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ تم پورے کرو عقود یعنی العہود المؤکدۃ التی بینکم و بین اللہ تعالیٰ و الناس یعنی عقود جمیع عقد کی ہیں پورے کرو۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوئے عہد ہیں جو ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں یا مومنوں اور لوگوں کے درمیان ہیں اور لوگ عام ہیں خواہ وہ بھی مومن ہوں یا کافر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی نماز و روزہ بجا لانا و حرام و ممنوع سے باز رہنا مراد ہیں۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر سیوطی نے العہود المؤکدۃ تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت لغت میں یہ ہے چنانچہ عقدت الحبل۔ رسی میں گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب ایسے معانی میں استعمال کیے گئے ہیں تو مراد اس سے لزوم و احکام مشدد ہوتا ہے پس جبکہ یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا لہذا مؤکدۃ اسکی صفت خود ظاہر ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن میں ہیں اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو اور عہد مت توڑو اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہیں وہ بھی اسمیں داخل ہیں اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے آپس میں عہد و قسم وغیرہ اور حق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمیں داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ عہد جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہوگئی لیکن جو حلف موالات سے منع فرما دیا چنانچہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے اور یہ آیت عام ہے جملہ عہود کو شامل ہے جیسا کہ بعض نے کہا لیکن انھیں عہود کا وفا کرنا لازم و مؤکد ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہوں اور جو ایسے نہوں بلکہ اسکے خلاف ہوں تو وہ عہد مردود ہیں حتیٰ کہ قسم جو کسی معصیت کیلئے ہو اسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ حرمت کے نہ بوجہ درستی عہد کے اگر کہا جائے کہ کافر نے اگر صلح کی تو اسکا توڑ دینا جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ انکو کامل علم ہے کہ ہمنے صلح توڑ دی پھر جو چاہیگا کریگا اور یہ وہ نہیں ہے کہ حالت صلح میں بدون ذکر کے اگر وہ ملک اسلام میں آویں تو انکو قتل کرے

یا خلاف عہد کوئی پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ ہمارے کسی کے ساتھ ایسا کریں تو ہمکو اُنکے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ قولہ اوفوا بالعقود -
یہ چھ عہد ہیں عہد اللہ تعالیٰ و عقد الحلف و عقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ میں اور عقد البیع اور عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہیں کہ عقد بیع میں بعد ایجاب و
قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع میں اسی حال پر موجود رہنے یا جدا ہو جانے بائع و مشتری میں سے کسیکو خیار مجلس نہیں رہتا ہے انھوں نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ
لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و امام مالک کا ہے اور جمہور نے اسمیں خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و
فروخت کریں تو دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جبتک کہ دونوں جدا نہو جاویں (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہیں بلکہ اس عقد کے مقتضیات میں سے
ہے پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے میں داخل ہے اور تمام یہ بحث متعلق بالفروع ہے بالجملہ فرض ہے کہ یا نذر تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد ہو
اور وہ قرآن و حدیث میں ہیں یا کسی بندہ سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت معاملات وغیرہ کے سب ایسے ہیں کہ جس طرح عہد کیا ہو ادا کرے
حکم کی تفصیل ہے جو اس سورہ میں احکام مذکور ہیں از انجملہ فرمایا۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ تمہارے لیے بہیمۃ الانعام حلال کیے گئے یعنی
اونٹ و گائے و بکری بعد ذبح کے کھانا مفسر رح نے بہیمۃ الانعام میں تین قسم بیان کیں یعنی اونٹ اور گائے اور بکری کذا فسرہ قتادہ والحسن وغیر واحد و گائے میں
بھینس کی قسم بھی شامل ہے اور بکری میں دنبہ و بھیڑ و مینڈھا سب شامل ہیں قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنی انکی حلت از راہ اکل ہے کہ کھانا حلال ہے کیونکہ حلت
و حرمت کا تعلق فعل سے ہے کسی چیز کی ذات سے متعلق نہیں ہوتا ہے اور یہی شیخ الاسلام ہروی نے صریح لکھا ہے چنانچہ جو جانور مثلاً غیر اللہ کے نام پر
ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات میں کچھ خرابی پیدا نہیں تاکہ اس سے چھونا دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہے اور دوسری قید مفسر نے ذبح کی بڑھا دی اور
وہ ظاہر ہے اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے انعام کے جانوروں میں سے بیان کر دیا جو حلال ہیں بشرط اسکے کہ انکو بسم اللہ کہکر ذبح کرے پھر واضح ہو کہ یہ تین قسمیں جو
مفسر رح نے بیان کی ہیں انعام کی لفظ سے لغت میں بھی یہی مراد ہوتی ہیں کما قال ابن جریر اور دراصل وحشی چوپایہ کو کہتے ہیں لیکن اہل لغت کا اس پر اجماع
ہے کہ بہیمہ والے چوپایہ اسمیں شامل نہیں ہیں اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہیں پس یہاں اضافت عام بسوے خاص ہے جیسے سورۃ المائدہ یا انھیں چوپایوں کو جو انعام میں تو
اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ جنین مراد لی لہذا اسکو صحیح نہیں فرمایا بلکہ شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس و ابن عمر وغیر واحد نے اس آیت سے
استدلال کیا کہ اگر انعام میں سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اسکے پیٹ میں مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے اور یہ بات ایک حدیث میں بھی منصوص ہے چنانچہ ابو سعید خدری رض
سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گائے یا بکری ذبح کیجاتی ہے اور اسکے پیٹ میں سے بچہ نکلتا ہے تو ہم اسکو پھینک دیں
یا کھاویں تو فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کر لینا ہی اسکا ذبح کرنا ہے (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ والترمذی وقال حسن) و عن جابر مرفوعاً قال
ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ - (رواہ ابوداؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اسکی ماں کا ذبح ہے (ابوداؤد) اور یہی قول امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا ہے اور امام ابوحنیفہ رح
کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اسکا کھانا حلال نہیں ہے پھر عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ - اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ - سوا اسکے کہ تلاوت
کیگئی تم پر وہ تحریم اسکی بقولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ یعنی پس یہ استثنا منقطع ہے اور ہو سکتا ہے کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب عارض موت وغیرہ کے عارض
ہو جانیکے ہے پس مفسر رح نے مقدر کیا اسی تلاوت تحریمہ علیکم یعنی سوائے اس چوپایہ کے جسکی تحریم تمپر تلاوت کیگئی ہے اور قرآن سے منصوص بقولہ حرمت علیکم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ ہے ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور اس صورت میں استثنا متصل نہ ہوگا سوا اسکے کہ مستثنیٰ از جنس
مستثنیٰ منہ نہیں ہے اور یتلی علیکم یعنے تلی علیکم ہوگا و لیکن بصیغہ مضارع ہمیشہ حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن میں حاضر ہو جاوے کہ بلا کر خود بخود میں ایسے اور شیخ
ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ظاہر یہی ہے کہ مراد اس سے وہ ہے جو آگے آتا ہے یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ
والنطیحۃ وما اکل السبع کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ انعام میں سے ہیں لیکن ان عوارض سے حرام ہو گئیں کہ انکی موت سے مر کر کھانے کے حقیقی حلال ہوئیں یا گلا گھونٹے جانے سے

مری وغیر ذلک ۔ پس تتلی علیکم یعنے ستیلی علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہی کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا پس بیان مین تاخیر نہین بلکہ تلاوت مین آگے آتا ہی ۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۔ درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو ف جاننا چاہیے کہ حرم بضمتین جمع حرام ہی یعنے وہ شخص جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ مین داخل ہوا اور بعض و اجماع اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہی پس یہان بہیمۃ الانعام کی حلت کو مقید کردیا اس سے یعنے بہیمۃ الانعام سوائے ماتیلی کے تمپر حلال اس قید سے ہین کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو جس حالت مین کہ تم احرام باندھے ہوا حج ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام مین ہی اسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہین جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اسکا محل نہوا ہو (دم) پس احلت لکم مین لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہی غیر محلی الخ حال واقع ہی یعنے عاد یہین احلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہی ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین مین ہی کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء لا محلین الصید ۔ تو اس صورت مین غیر محلی الصید ستثناء ہوا جاتا ہی حالانکہ اسمین تعسف ہے جیسا کہ بیضاوی نے کہا کیونکہ وہم ہوتا ہی کہ محلین الصید سے مطلقاً انکی حلت منتفی ہی حالانکہ ایسا نہین (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہی کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہین جیسا کہ بیان ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ استثناء قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن نیل گاے وغیرہ کو لیتے ہین اور ہمنے اسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ حلال کردینا اللہ تعالی کیطرف سے احسان ہی اور احرام مین شکار کرنا ممنوع ہی پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت احرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے کذا قال الزمخشری فی الکشاف مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم مین بہانہ غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہی اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر بلا فیے چاے تو ایراد نہین ہوتا ہی اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہی اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہی تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالو کو رکھا لہذا بعض انعام رہے جیسا کہ کمالین مین ہی بلکہ بعض انعام اس معنی کر کہ ماتیلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہذا البعض ہوگئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من مزال الاقدام ۔ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۔ اللہ تعالی جو ارادہ فرماتا ہی وہ حکم دیتا ہی ف یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی اسپر کوئی اعتراض نہین ہی اور یہ ظاہر ہی اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے قادر مختار ہی جب یہ مان لین تو خود ثابت ہی کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہی اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہی اور انھین باتون سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے جو فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالے پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالی قادر مختار ہی اسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہی اور اگر معتزلہ وغیرہ جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالی جو کچھ حکم فرماتا ہی وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہی تو انکے حق مین بہتر ہوتا ف عرائس مین ہی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا اللہ تعالی کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المؤمن نام الہی ہی پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مؤمن انکے نام سے خطاب فرمایا وہ اسکے نور سے دیکھتے ہین اور اسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان یقین و سکون سے متصف ہوتے ہین ابن عطاء نے کہا ای ایسے بندو جنکو مین ایسے قلب دیے ہین جو مجھسے غافل نہین ہوتے اور ہمارے استاد شیخ ابو عبداللہ بن خفیف نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے نبی کو غیب سے خبر دی انکو دل سے سچا ماننا یہی ایمان ہی اور ابو الحسین فارسی نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود ۔ بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور محاسبات مین باحقیت کو اور خطرات مین وکیل کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین ایسی امور سے چارہ نہین ہی اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہی اور اللہ تعالی کی ثنا و صفت بیان کرنے مین زبان کا عہد ہی اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور جعفر بن محمد نے فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا

ف۱۲ مراد یہ ہے کہ جو کلام مترجم سے بیشتر مذکور ہے خاص و عام کے واسطے کہا گیا ہے ۱۲ منہ

مین چار باتین ہین ندا اور کنایہ اور اشارہ و شہادت پس یا تو ندا ہی اور ایُّ مخصوص ندا ہی اور ہا کنایہ ہی اور الذین اشارہ ہی اور آمنوا شہادت ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے اس تفسیر
مین اشارہ رکھا ہی پس شاید مراد یہ کہ یا تو ندا ازل ہی جس سے مشتاقون کو تقاضائے شوق ازلی کی طرف بلایا اور ایُّ اہل انبساط مین سے خاص لوگون کو خطاب انبساط ہی
اور ہا ان لوگون کو ہی جو جلال و عظمت مین غائب و متحیر ہین اور الذین ان لوگون سے اشارہ ہی جو جلال عظمت مین کھڑے اسکے دیدار کے مشتاق ہین آمنوا انکا وصف بدین
اعتبار ہی کہ امانت ازلی کو انھون نے قبول کیا اور یہ وہی معرفت ہی جو آسمانون و زمین و پہاڑون پر پیش کیگئی تھی اور انھون نے اسکی عظمت اور اپنی حقارت کو دیکھکر
برداشت کرنیکا اقرار نہ کیا قولہ تعالیٰ اوفوا بالعقود۔ یہ خطاب صیغہ امر ہی جو واسطے طلب فعل کے ہوتا ہی ان لوگون سے طلب کیا گیا کہ اس عہد ازل کو پورا کرو جو تمنے
امانت معرفت قبول کرنیکے وقت اقرار کیا تھا اور مشاہدہ کے ساتھ ربوبیت کا اقرار کر چکے یہ عہد ان روحون کے ساتھ تھا جنکو اپنی صفات ظاہر کرکے ازل مین عارف
کر دیا تھا پس ہر صفت کے کشف مین ایسی روح کیساتھ ایک عہد ہوگیا کیونکہ روح مذکور اس صفت سے متصف ہوگئی اور اسکے نور مین اجسام کے اندر اپنے مولے
حق سبحانہ کی طلب مین بلند پرواز ہی اور ارواح و اشباح پر اسیقدر وفا کرنا لازم ہی جسقدر انکو صفات ازلی سے متصف ہونیکی وجہ سے تخلق حاصل ہوا اسیواسطے
اوفوا بالعقود کہا کیونکہ عقود جمع عقد و عہد ہی اور عہود یہان زائد ہین چنانچہ اول عہد وہ ہی جو ارواح نے قبل اجسام کے میدان ازل مین قبول کیا اور بعض نے کہا
کہ اول عقد تجرید و قبول اس بات کا ہی کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہی پس غیر کیطرف رجوع کرکے عہد شکن سست ہو عقد دوم امانت برداشت کرنا اسکو ہمت توڑ واسطی نے
کہا کہ عقود کیساتھ جبتک نیت بالجزم نہو تو مقصود تک پہونچنے مین طرح طرح کے رنگ بدلتے ہین اور جریری نے کہا کہ وفا متصل بصفا ہی استاذ نے فرمایا کہ ندا دی انکو
قبل اسکے کہ ظہور مین لایا جاوے اور مومن انکا نام رکھدیا قبل زمینکے انسے اہلیت پائی جاوے وہ ازل مین ہوا یہ ابد سے ملا تو قولہ یاایہا الذین آمنوا۔ سے شرف دیا
اور اوفوا بالعقود سے مکلف کیا اور چونکہ تکلیف موجب مشقت ہے تو پہلے نام کا شرف دیکر پھر انکو کام کی مشقت دی قولہ غیر محلی الصید وانتم حرم یہان بس محرم کو ذکر فرمایا
اشارہ مین وہ بندہ ہی جسنے حرم قرب مین انوار عزت کا لباس پہنا اسکو منع کیا کہ عبودیت کے جنگل مین حظوظ النفس کا شکار نہ کھیلے کیونکہ جس شکار کا قصد کرتا ہی وہ آہوان
صفات ہین اور درحقیقت یہ خود صید ہی اور جو صید ہوگیا اسکے حق مین نکلنا حرام ہی استاذ نے فرمایا کہ محرم تو اپنی ذات سے مجرد ہی اسکی طرف سے من قصد رکھتا ہی اسکی
صفات کے لائق یہی کہ ہر جاندار کے اذیت دینے سے باز رہے **قال المترجم** سوا جملہ مخلوقات الٰہی ایک روح خاص سے ہین جو اسکی معرفت پر قربان ہین پس حلال
نہین کہ کسی جانور کو غیر حق کیواسطے قربان کرے پس یہ کمال تشریف ہے کہ بندہ عارف موحد ان جانور بہائم کیلیے قربانی کا مقصود کافی قرار پایا اور بھید ظاہر ہی پس
اگر یہ نہو تو ذبح جانور پر ماخوذ ہونا متضمن اپنے بدافعال کے اقرب ہے واللہ اعلم فافہم قولہ تعالیٰ ان اللہ یحکم ما یرید۔ آہین نفوس کی امید کاٹدی کہ وہ اپنی خواہشون کو
تدبیر سے حاصل نہین کر سکتے ہین اور کوئی چاہے کہ سابقہ مشیت کو اپنی تدبیرات و مشقت سے بدلدے تو اسکی تمنا بیکار ہی اپنی ہی ذات عالی متعالی کو فرد واحد قرار دیا
کہ ازل مین جو حکم چاہا دیدیا چنانچہ مخلوق کے ارادات باوجود کمال کوشش و تدبیر کے پورے نہین ہوتے یہی دلیل کافی ہی اولیاء پر بلائین نازل فرماتا ہی مگر رحمت ہی کہ پہلے انکو
جمال سے بیہوش کر دیا ہی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیان اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جنکے گلے مین پٹا ڈالکر لیجاوین کعبہ کو اور نہ
آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ
قصد کرنیوالون گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہین فضل پروردگار اپنے کی سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنے احرام سے نکلو پس شکار کرو
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى
اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اسواسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکلجاؤ اور مددگاری کرو آپسمین اوپر

وقف لازم

لربع **اَلْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝**

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے　اور نہ مددگاری کرو اوپر　گناہ کے　اور تعدی کے　اور ڈرو اللہ سے　تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے۔ **لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ** ۔ ای ایمان والو تم حلال مت کر لیجیو شعائر الٰہی کو ف شعائر جمع شعیرہ
بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی و مشاعر جمع مشعر بمعنی معالم جمع معلم یعنی وہ
جگہیں جنپر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ بمعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف ۔ اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو جو دین الٰہی کے
شعار ہیں حلال مت کر لو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی مواقف حج و مطاف و سعی و دیگر افعال جنسے حاجی پہچانا
جاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کر دان دو امور کو بایں طور کہ انمیں سے کوئی
فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجا لاتا ہو اسکو رد کرو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھار دار چیز سے سنام البعیر پر چونک دیتے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے کوہان ۱۲
اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام
ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا ۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر
اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ ۔ **وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ** اور نہ ماہ حرام ۔ اور مراد
الشہر سے جنس ہے پس اسمیں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ ۔ یعنے ماہ حرام میں لڑائی کرنے
سے اسکو حلال مت کر لو ۔ **قال ابن کثیر** اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اسمیں مت کرو ۔ وقد قال
تعالیٰ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر ۔ اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا تا قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ ۔ وعن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ
الوداع مرفوعًا کہ زمانہ اسی ہیئات پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنیکے روز تھا ۔ سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں ۔ تین مہینے پے در پے ذی القعدہ
اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایۃ البخاری ۔ آیہ میں دلالت ہے کہ اسکی تحریم تا قیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ
کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں نقل کیا کہ معنی آنکہ ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت کرو و کذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن
مالک الجزری ۔ اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ۔ اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا
ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم ۔ اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام وغیر حرام سب میں مشرکوں
سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہوگی جبکہ پہلے سے اسکو امان
نہ ملی ہو ۔ **قال المترجم** مفسر **سیوطیؒ** نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی ۔ **وَلَا الْهَدْيَ** اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال
بنائیو ف ہدی نام اس جانور کا انعام میں سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور لا تحلوا الہدی کے معنی یہ ہیں کہ ہدی کو حلال مت کر لیجیو
بایں طور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے ۔ **وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ**
اور نہ تم قلائد کو حلال بنائیو ف قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ بخوف جاویں
اسلیے کہ پھر انسے کوئی تعرض نکرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور
کہا گیا کہ تقلید ہدی ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونیکی تھی اس سے
تعرض نہ کرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں و بعض نے کہا کہ قلادہ سے ممانعت ہے یعنے

درختان حرم کے ریشہ ست توڑو اور بغرض قلادہ ڈالنے کے اور **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے قولہ ولا الہدی ولا القلائد کی تفسیر مین دو معنی بیان کیے یعنی لا تحلوا الہدی ولا القلائد کے یہ معنی ہین کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے مین شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اُسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اُسکی گردنین قلادہ دو تاکہ دیگر انعام سے متمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اُسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اُسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور جب شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلونکا تقوی ہے ۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہین لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب ہوا جاتا ہے حالانکہ ہر ہدی واجب نہین ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے ہان ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہ مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے مقصود ہین فلیتامل پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت رکھو اور زمانۂ جاہلیت مین دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوا لوگ اور دیگر دنون مین جب اپنے وطنون سے نکلتے تو اپنی گردنین بالون اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہانکے درختونکی چھالون اور ریشونسے قلادہ ڈال لیتے پس امن مین رہتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اس سورہ مین سے دو آیتین منسوخ ہین ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ منسوخ ہین (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ یا ایسے ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ براءۃ کہ مشرکین کافر دن کو حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت مین تھا کہ قلادہ والے سے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالیٰ نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا و کذا **قال مطرف بن عبد اللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوئے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورۂ مائدہ مین سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہین اور ان اولی ان اقوال مین سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء رح ہے اور ما بعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ فی الواقع شرع مین نہین لیکن جبکہ ادا رنکو تعظیم شعائر اللہ پر تھا اُسکی عظمت لوگونسے نہین گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تتعرض لہا او لاصحابہا ۔ کے معنی یہ ہین قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبد اللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہین کہ ان قلادہ والونسے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت نہوگی جیسا کہ مقاتل سے مذکور ہوا فافہم **وَلَآ آٰمِّیْنَ** ای و لا تحلوا قاصدین **الْبَیْتَ الْحَرَامَ** بان تقاتلوہم ۔ اور مت حلال کرو اُن لوگونکو جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کا ۔ یعنے اُنکا خون کرنا بایں طور کہ اُنسے مقاتلہ کرو اُسکو حلال مت رکھو اگرچہ وہ کافر ہین پھر ان لوگونکا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر فعل اُنھون نے نیکی کی نیت سے کیا ہے اور اُنمین فساد نہین ہے شاید راہ پر آوین چنانچہ فرمایا **یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونہم یطلبون فضلا من ربہم بالتجارۃ و رضوانا منہ بقصدہ بسبب قصد البیت بزعمہم یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالونکو مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ من جملہ اُنکے ہین کہ تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاوین اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل کرین یہ سب اُنھون نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے مفسر رح نے کہا کہ و ہذا منسوخ بآیۃ البراءۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیۃ سورۂ براءۃ کے واضح ہو کہ آیۃ سورۂ براءۃ مین دو احتمال ہین یا تو مراد قولہ تعالیٰ اقتلوہم حیث وجدتموہم الآیۃ پس استدلال سے قولہ ولا الشہر الحرام سے لیکر یہانتک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی اولی ہے یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا الآیۃ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الہدی سے یہانتک منسوخ ہوگا کیونکہ مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اُسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ الثقۃ عماد الدین المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر مین لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو لڑنا ان لوگونسے جو قصد کرنیوالے ہون بیت الحرام کیطرف جسکی شان مین ہے کہ جو آمین ہو گیا وہ بخوف ہے درحالیکہ وہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہین **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکل آیا کہ جو وہان الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جاوے جیسا کہ ...

خود کلام مجید میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر میں سیوطی رحمہ نے ذکر فرمائی ہے حضرت مجاہد و ابو العالیہ وغیر واحد علماء تابعین سے
نقل کی اور ابن عباس رض نے کہا کہ قولہ رضوانا یعنی اپنے حج کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ دربارہ حطیم
بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایک سال مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو خانہ کعبہ کیطرف گیا تو بعض صحابہؓ نے
چاہا کہ راستہ میں اُس سے تعرض کریں تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد سے مراد یہ کہ درخت حرم سے
اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریرؒ نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک کو امان نہ دیگئی ہو تو اُسکا
قتل کرنا روا ہے اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہاں مذکور ہے وہ منسوخ ہے **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ
سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہے کہ سورۂ مائدہ کے حلال و حرام پر مرجع ہے کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین میں جواب دیا کہ یہ باعتبار اکثر کے ہے
کلیہ نہیں ہے بدلیل روایت ابن عباسؓ مذکورہ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک لاٰیۃ دونوں منسوخ ہیں و قدر واہ ابو داؤد فی ناسخہ والحاکم و صححہ **وَاِذَا حَلَلْتُمْ**
فَاصْطَادُوْا ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہے کہ شکار کرو ف پس صیغۂ امر یہاں وجوب کے
واسطے نہیں بلکہ اباحت کے واسطے ہے اور یہ اسوجہ سے کہ شکار ہمکو مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہ ہو جائیگا اور یہ وجہ نہیں ہے
جو بعض اصولیوں نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہے وہ اباحت کے لیے ہوتا ہے کیونکہ یہ کلیہ درست نہیں بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا
المشرکین الآیہ کیونکہ اسمیں فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہائے حرام میں مشرکوں کو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ اُنکو مارو حالانکہ یہ حکم
اباحت نہیں بلکہ وجوب ہے اور ایسے ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ
زیارت وجوب نہیں ہو گئی ہے پس صحیح قاعدہ یہ ہے کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر پہنچ جاتا ہے اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ القتال میں ہے اور اگر
پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہے جیسے آیۃ الاصطیاد میں اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت میں ہے اور یہ در صورتیکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت
میں وجوب یا استحباب کی تصریح کر دی جاوے تو وہی ہوگا۔ **وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ** اور نہ کمواوے تمکو بغض کسی قوم کا **اَنْ صَدُّوْکُمْ**
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس جہت سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام سے روکا تھا۔ **اَنْ تَعْتَدُوْا** علیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو
قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ میں روکا تھا جس سے تمکو اُنکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اُس
قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ۔ اور ابن مسعودؓ نے یُجرِمنّکم پڑھا از اجرم۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جَرم اور اجرم بیک معنے ہیں
اور بصریین علماء لغت اجرم نہیں جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہے پھر شنان بفتح نون اکثر کی قراءۃ ہے اور بسکون نون کو ابن عامرؓ نے پڑھا اور ابوبکرؓ عاصم
سے اور اسمٰعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہے اور وہ شنان کی علت ہے یعنی بغض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھوں نے
بیت الحرام سے روکا تھا اور حاصل آنکہ سال حدیبیہ میں کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنے سے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی میں رکھکر کفار سے
قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ بمانند آیت دیگر ہے جو آئی ہے یعنی قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم
علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلمؒ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم و صحابہؓ حدیبیہ میں تھے جبکہ اُنکو مشرکوں نے روکا تھا اور یہ
اُنپر بہت گراں گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکوں کا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہؓ نے کہا کہ ہم ان لوگوں کو روکینگے جیسے اُنکی ملت والوں
نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہیں کہ تم حکم الٰہی سے اور حق و عدل سے تجاوز مت کرو
بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھوں نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے نا انصافی کرو خواہ بایں طور کہ اُسی قوم سے قتل وغیرہ کا کوئی

ایسا فعل کرو جو حکم الٰہی سے تجاوز ہو یا اس قوم کے بھائی بندونسے بدلا لو جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہے کہ روکا مکہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن
اسلم اور قطع نظر خصوص سبب کے عموم لفظ سے یہ معنی ہین کہ اے ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کی وجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ بُرائی
کی ہو تم عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو مترجم کہتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ
نہیں ہے اور جہاد کا حکم تو حد فرض ہے پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہے پس مراد یہ کہ جو کچھ شرع عدل ہے اس سے تجاوز مت کرو **وَتَعَاوَنُوا
عَلَى الْبِرِّ** اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو ف اور یہ بنا بر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسکا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ابن عطیہ
نے کہا کہ البر شامل ہے واجب و مستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہے یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً
یا استحباباً ۔ **وَالتَّقْوٰى** ۔ اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت کرنی
چاہیے نیکی بجا لانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہے اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہے اسکے
ترک کرنے مین مدد کرو یعنی یہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہے اسکو مت کرو حتی کہ مار کر چھڑاؤ ۔ **وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** ۔ اور مت
معاونت کرو آپسمین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنے پر ف اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان سے مراد ظلم ہے حاصل آنکہ
اللہ تعالیٰ نے بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم و عدوان پر معاونت نہ کرو اور جو کہ یہ معاونت
اسوقت ہو سکتی ہے کہ باہم متفق و خیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہے اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہے
اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو سو جب تقوے اسکا ثابت ہوتا ہے شامل ہے اور معاونت کرنا بھی عام ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جسطرح ممکن ہو
اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ
جب وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہے کما رواہ البخاری و مسلم اور نیز حدیث مین ہے
کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور انکی ایذا پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہے بنسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذا پر صبر
نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم و عدوان پر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضروری ہے پس اثم ہر وہ فعل ہے جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بقرینہ مقابلہ بر
کے ہے پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو زبان سے اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے
اسکو نصیحت کرے اور دعا دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین مین جو حدود مقرر کردیے ہین انسے تجاوز کرنا عدوان
ہے تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث
مین وارد ہوا کہ مرد نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہے جو دل
مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد و عبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی
سمجھایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہے مگر اسکے نیک دل مین کھٹکے تو اسکو چھوڑدے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت
کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو اسپر لوگون کے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری
فی الادب واحمد و مسلم وابن ابی شیبہ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا
ہے فرمایا کہ جو تیرے دل مین کھٹکے اسکو چھوڑدے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہے (رواہ احمد و
الطبرانی وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دل مین نور سے فرحت پاوے

اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اسکی معاونت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو مددگار بھی اسلام سے باہر ہوا (رواہ الطبرانی) اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا اس کام میں ظالم کا ساتھ دیوے یا مددگار تو وہ بھی ظالم کے مانند ہے اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہوجانیکے یہ معنی ہیں کہ اس فعل میں اسلام سے خارج ہے پھر اللہ تعالی نے اس حکم مذکور کے بعد تہدید و تاکید فرمائی ۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** ۔ اور اللہ تعالے کے عذاب سے خوف کرو بایطور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو ۔ **اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ** اللہ تعالی سخت عذاب کرنیوالا ہے **ف** اس بندے کو جو اسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالی کا عذاب بہت سخت شدید ہے وہ مخلوقات پر قیاس نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اگر مخلوقات میں ایک آدمی دوسرے پر عذاب میں سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہوکر مرگیا تو عذاب بھی ختم ہوگیا اور اللہ تعالی کے عذاب میں جہنمیوں کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویساہی پیدا ہوجائیگا اعاذنا اللہ تعالی من عذابہ وعقابہ **ف** فی العرائس قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا میں جب آدمی شرک کفر میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عزوجل کے نام ہی کی تعظیم نہیں کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالی نے جن چیزوں کی تعظیم رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بے ادبی نکریں پھر جب اعلی درجہ پر پہونچے تو وہاں کے آداب میں بے ادبی نکریں چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو اسواسطے کہ کشف کی نسبت کیجاتی ہے نفس کی خواہش میں موافقت کرنا بے ادبی ہے غرضکہ احترام بیت اللہ کعبہ و قلب کی حرمت رکھیں پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقوی کے مرتبہ میں ہر وہ چیز ہے کہ علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقوی ہے اور شبہات کے اندر قدم رکھنا عدوان ہے بعض نے فرمایا کہ بر وہ ہے کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولاتعاونوا علی الاثم میں اشارہ ہے کہ دنیا میں مشغول نہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش میں گرے شیخ سہل رح نے فرمایا کہ بر تو ایمان ہے اور تقوی سنت ہے اور اثم کفر ہے اور عدوان عاصی ہیں

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

اور جو مرا گر کر اور جو مرا سینگ مارے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو

بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ

پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو انسے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ

آج میں نے پورا کر دیا تمہارا دین اور تمام کردی میں نے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لیے دین اسلام پھر جو

اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

کوئی لاچار ہوگیا بھوک میں کچھ گناہ پر نہیں ڈھلتا تو اللہ تعالے بخشنے والا مہربان ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۔ ای اکلہا ۔ تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا **ف** کیونکہ حلت و حرمت تو کھانے سے متعلق ہوتی ہے اور خود اس چیز سے متعلق نہیں ہے اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اسکو دوسرا شخص اٹھا لیگیا تو اسکو کھانا حرام ہے پھر اگر مالک اسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہے پس وہ چیز اپنے حال پر رہتی ہے اور یہاں مردار ایسی چیز ہے کہ وہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی مردار سے وہ جانور مراد ہے جو خودبخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے اور بدون شرعی تدبیر کیے

مراد ہو۔ ابن کثیر۔ پھر علی العموم مردار حرام ہے لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڈی مستثنیٰ ہین۔ وَالدَّمُ۔ اور ہر خون کھانا حرام کیا گیا ف۔ خون سے مراد خون مسفوح ہے یعنے
جو قتل سے بہنے والا۔ اور یہان اگرچہ مطلق ہے لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا او دما مسفوحا اور یہی تفسیر حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیر سے
صریح مروی ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ تم اسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہے فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہے (رواہ
ابن ابی حاتم) اور ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڈی ہین
اور خون دونون یہ تلی اور جگر ہین (رواہ الشافعی و احمد و ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو زرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
ہے مچھلی کیواسطے حدیث ابوہریرہ کافی ہے کہ آنحضرت صلعم سے بحر کے پانیکو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُسکا پانی پاک کرنیوالا ہے اور اُسکا مردار حلال ہے (رواہ مالک والشافعی
و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت والونمین جب کوئی بھوک کی تکلیف اٹھاتا تو کسی دھاردار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اُسکو پی جاتا یا بھُننے کے بعد کھالیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ف۔ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ۔ اور سور کا گوشت ف یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہے لیکن چونکہ غالباً گوشت ہی کھایا جاتا ہے اور یہان کھانے ہی کی چیز کا
بیان ہے لہذا فرمایا لحم الخنزیر پھر حرام کیا گیا پس سور کھانا حرام ہے خواہ پالا ہو یا جنگلی ہو اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہے تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نردشیر سے کھیلا گویا اُسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خون کا نجس ہونا ظاہر ہو گیا پس جب چھونے سے ایسی نفرت دلائی تو اُسکو غذا کرنے مین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آتی ہے
پس اسمین دلالت ہے کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار
و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیون پر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہے۔ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو ف۔ یہ حکم عام ہر چیز کو شامل ہے حتی کہ شیطانونکے نام کی روٹی کھانا حرام ہے اور یہان جانور وغیرہ اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کے واسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانونکے نام کا دیا تو اُسکا کھانا حرام ہے۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اُسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسرین نے کہا کہ ایسا طور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے کہ اُسکی مخلوق
اُسیکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب اس سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ عمداً یا بھولکر اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑا تو عمداً کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہے
اور اسمین جو اختلاف ہے وہ سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہے چنانچہ
کتاب الذبائح مین لکھا ہے کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال لو ذبح عند قدوم الضیف تعظیما لہ لا یحل اکلہ ما
و کذا عند قدوم الامیر او غیرہ تعظیما و اما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لا باس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اُسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہے ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا
تو مضائقہ نہین ہے (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہے و النص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ اسواسطے کہ تفسیر [illegible] کہ
تعظیم کیلیے ذبیحہ حرام ہے پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی پر قلم لکھاتے ہین یا شیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اسکے جائز بتاتے ہین بخلاف
مذہب حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خلاف مذہب فقہاء و ائمہ مجتہدین ہے جسکا گناہ تا قیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

بتقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہے اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **وَالْمُنْخَنِقَةُ**
الخ یعنی حرام کی گئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے **فائدہ** گلا گھٹ جانے سے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانۂ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ
میں نصاریٰ کی طرح یہی مرغی معروف ہے اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندھن وغیرہ میں اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے پس در حقیقت مردار
ہے اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہے۔ **وَالْمَوْقُوذَةُ** المقتولۃ ضرباً یعنی حرام کیا گیا تمپر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی
کسی بھاری چیز سے جو دھار دار نہیں ہے مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولیٰ یہ کہ بھاری کا لفظ نکالا جاوے اور ابن عباس وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ
سے مار ڈالے اور مراد وہی ہے جو شیخ نے بیان کی اور زمانۂ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کرکے کھاتے تھے کما قال قتادہؒ اور صحیح بخاری میں عدیؓ بن حاتم سے ہے کہ میں
نے کہا کہ یا رسول اللہ میں معراض سے شکار مار لیتا ہوں تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ
وقیذ ہے اسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہو کر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہے اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے پھر جاننا چاہیئے کہ شیخ **ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما میں بندقہ و تیر و معراض
وعصا سب کا سر دھار دار ہے جنکے شکار میں اختلاف ہے اور بندقہ سے مراد غلہ ہے جو معروف ہے اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے پھل نہیں ہے پس جو علما اسطرف گئے ہیں
کہ وہ وقیذ ہے تو اسکا کھانا حرام ہے مگر اس صورت میں حلال ہوگا کہ زندہ پاکر اسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہی قول امام مالکؒ کا اور امام ابوحنیفہ
و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہے **قول المترجم** اس زمانہ میں بندوق سے شکار ایسا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہیں ہے
کلام ائمہ میں متاخرین بلکہ ہجری دسویں صدی و مابعد کے علما سے اسکا پتہ ہے اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کر ڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہے پس مؤلف فتح البیان نے شیخ **شوکانی** سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہو جاتی ہے اور حدیث عدی بن حاتم میں شکار کے حلال ہو جانے میں خرق معتبر فرمایا ہے انتہی اور یہی مؤلف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**
کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہیں ہے بلکہ میں نے پایا کہ شیخ **شوکانی** رحمہ نے خود نیل الاوطار میں اسکو حرام لکھا ہے اور تحقیق مسئلہ میں یہ ہے کہ بندقہ یعنی غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہے پس غلیل میں ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہے اس سے چھوٹے چڑیان اکثر مرجاتی ہیں اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا ہے اور خون جاری ہو جاتا
ہے لیکن اسمیں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ پار نکل جاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود و ترکیب سے اسکا زور ایسا اثر ہوتا ہے جو مشاہدہ ہے پس خرق اسکا بوجہ دھار
کے نہیں ہے حاصل آنکہ کمان کے غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکسان ہے پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہے اور گولی بسبب طاقت و زور کے بسا اوقات پار نکل جاتی ہے مگر دونون
میں دھار نہیں ہے پس دونوں کا حکم یکسان ہے اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم بھی امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم میں کو رہے
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقۃ الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پایا ہو (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہے یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہیں بلکہ مردار حرام ہے (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطا و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکا مکروہ تحریمی ہونا نقل فرمایا لیکن ائمہ مکروہ تحریمی و حرام یکسان ہے اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ عبد اللہ بن مغفل
سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنے سے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہے اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہے لیکن دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے (کمافی الصحیحین وغیرہما) اور غیر
دھار دار پتھر کا بھی یہی حکم ہے پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہے اور گولی میں سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہیں ہے اور چوٹ کی شدت
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہیں ہوتا کیا نہیں دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہوگا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار میں
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کرنے پاوے اور قبل ذبح کے جانور مرجاوے تو حرام و وقیذ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب رہا یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلیے کسقدر زندگی کافی ہے

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تم پر متردیہ حرام کیا گیا ف یعنی جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ
سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادہؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود
گر پڑے یا کوئی گرا دے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور تم پر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ
آپس میں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے **وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ** ۔ اور وہ جانور کہ جسمیں سے درندہ نے کھایا ف یعنی اس میں
سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اسکو زندہ نہ پایا ہو کہ ذبح کر لو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناء اسکے جسکو تم نے
ذبح کر لیا ف یعنی موقوذہ ونطیحہ ومتردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر ان میں سے کسیکو تمنے زندہ پا کر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا
کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنیٰ ہے پھر آیا ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو اس میں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ
پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے پھر ذکر کیا کہ طاؤس وحسن وقتادہ وغیر واحد علمائے تابعین سے
مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول
امام ابو حنیفہ وشافعی واحمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنے کے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہوگا
لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابو حنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جو زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
اور لبہ وحلق سے ذبح ونحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراء عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران میں
نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد واہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا
مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورت میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب شکار کے مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ
عَلَى النُّصُبِ** ۔ اور تم پر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب بمعنے اصنام ہے جو حجر منقوش کی بمعنے بت ہے مجاہد وابن جریج
نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے
خون ان کو مع خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علمائے تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس
حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کے وقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے جو شرک
اللہ تعالیٰ نے سخت بد تر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے (الشیخ ابن کثیرؒ) **وَأَنْ
تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ۔ ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تم پر اے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسمت یعنی حکم کو ازلام سے (کذا قال ابن جریر)
اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم وفتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھا اور نہ پیکان اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور
وہ انکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اسمیں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا)
اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد وابراہیم وحسن وغیرہم
سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ
ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک
تھا اور مومنوں پر اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون دیکھکر سفر
باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور **زجاجؒ** نے کہا کہ اسمیں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کرو یا کرو کچھ فرق نہیں ہے اور امام نووی وغیرہ نے

رسل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا۔ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ۔ یہ امر فسق ہی یعنی فسق سے شرک مراد ہی کیونکہ فسق تو فرمانبرداری سے خروج ہی پس جنے اُسکو کیا وہ گمراہی کی جہات
و شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالے عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہان اللہ تعالے جسکو چاہتا ہی آگاہ کر دیتا ہی فائدہ
اور اللہ تعالے نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بایں طور کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ہمکو
کامون مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ
کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ
لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔ الٰہی مین استخارہ وبھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا ہی
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہی اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین اور توہی سب غیب کا جاننے والا ہی۔ الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین ودنیا ومعاش وانجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال وانجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کر دے پھر مجھے اُسمین
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین ودنیا ومعاش وانجام کار مین بد ہو تو اُسکو مجھسے اور مجکو اُس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو میرے
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کر دے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات ومحرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا۔ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ۔ آج کافر لوگ تمہارے دین سے نا امید ہوے ف اسطرح کہ
تم اب اس دین سے نہین پھروگے حالانکہ پہلے اُنکو اسکی طمع تھی تو یا اسوجہ سے کہ اُنھون نے تمہارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہی کہ شیطان نا امید ہوگیا کہ جزیرہ عرب مین نمازی اُسکو پوجین ولیکن اُنہین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہی (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہی ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہی چنانچہ فرمایا کہ یہ رات ودن ختم نہونگے کہ پھر لات وعزی پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلہ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علماء نے فرمایا کہ آخر زمانے مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا۔ بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمہارے دین سے مایوسی ہی۔ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ
پس تم اُنسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علماء نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالی سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک وکفر سے نہ ڈرتے تو
اللہ تعالی اُنکو دنیا مین بھی اونچا وبلند رکھتا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرون پر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی اُنکی مدد کرے یا نکرے
اُنکو کچھ ضرر نہوگا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مین نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کر دیا چنانچہ اسکے
بعد کوئی حلال وحرام کا حکم نہین اُترا۔ اگرچہ اُسکے بعد وحی اُتری چنانچہ قولہ تعالی واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ۔ اُتری جسکے بعد نو
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوۃ وسلاما زاکیۃ تامۃ الی یوم القیامۃ و
الحمد للہ رب العالمین۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کر دی ف ازانجملہ یہ کہ دین تمہارا پورا کر دیا اور بعض نے کہا اسطرح
کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوے۔ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ اور مین نے تمہارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند پر دیا ف
شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالے کی نعمتون مین سے بڑی عظیم نعمت ہی کہ اللہ تعالے نے اُنکے لیے اُنکا دین کامل کر دیا کہ کسی دوسرے دین
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کر کے جن وانسان سب کیطرف

مرسل فرمایا پس وہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و
اللہ تعالے وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو امر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ۔ علی ابن ابی طلحہ نے
ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالے نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کبھی اسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کر دیا کبھی ناقص
نہ فرماویگا اور پسند کیا کبھی اس سے ناخوش نہوگا انتہی دین مین جن احکام کی ضرورت ہے یا مخصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اسی کا نام
ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالے عز وجل نے دین کو باینمعنے کامل کر دیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے
ہین بعض صورتین جو صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو بہتر ہین جنھون نے جد و جہد سے انکے احکام کو استنباط کیا وباللہ التوفیق پھر بیان
محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف بسبب اسکے کھایا ۔ **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِّإِثْمٍ** ۔ درحالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانے مین اسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے ۔ **فَإِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ** ۔ لہ بخلاف المائل لاثم ای المتلبس بہ کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لا یحل لہ الاکل ۔ تو اللہ تعالے بخشنے والا ہے اسکو جو اسنے کھا لیا اور
رحم کرنیوالا ہے اسپر اسکے حق مین کہ اسقدر مباح کر دیا ۔ یہ شیخ سیوطی رح کا قول ہے اور ہمارے علماء حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہو کر حرام چیز کھائے
تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہو جاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی ہے مگر اسپر سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے پس بعض نے کہا
کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہو جاتی ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہوا اب
رہا یہ کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانے مین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور
شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ مفسر سیوطی رح نے کہا کہ مخمصہ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہو جاتی ہین جو گناہ کا مائل
نہو برخلاف اس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین مشغول ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان
حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھا لیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورہ بقرہ مین لقولہ غیر باغ ولا عاد سے ایسیونکو نکالا جو
بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون ۔ پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہاء حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہاء عراق کے نزدیک
معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراءۃ غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد
کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش
نکرے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے اسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اسکو عفو فرماتا ہے ۔ مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ اسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے ۔ اور ایک روایت احمد مین ہے کہ
جو اللہ تعالے کی رخصت قبول نکرے اسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا ۔ اسیواسطے فقہاء نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہو جاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف
ہو اور سوائے مردار کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا
نملے جیسے کہ بہتیرے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہو جاوے اسیوقت اسکو یہ روا ہو جائیگا ذکرہ ابن کثیر رح
ثم ذکر حدیثا عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا ۔ یعنے
ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف فاقہ
پہونچتا ہے تو مخمصہ کیوجہ سے کب ہمکو مردار حلال ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تمکو صطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

بھی نہ ملے تو پھر تمکو مردار مین اختیار ہے (رواہ احمد وتفرد بہذا الوجہ وہو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) وعن ابن عون قال وجدت عند الحسن رح کتاب سمرۃ رض فقرأتہ علیہ فکان فیہ
ویجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنے ابن عون رح نے کہا کہ مین نے حسن بصری رح کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین نے حسن رح کو پڑھ سنایا اور اُسمین
یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا (رواہ ابن جریر) اور اصطباح سے صبح کا کھانا اور
اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض روایات مین ایک پیالہ دودھ ان دو وقت مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابوداؤد رح کے سنن مین نجیح عامری رض سے روایت ہے کہ نجیح نے
آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمھارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نصطبح ونغتبق یعنی صبح کو اور شام کو دودھ
کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کردی (تفرد بہ ابوداؤد) ابونعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح ونغتبق کی تفسیر
فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیر رح نے فرمایا کہ شاید صبح وشام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہو سکتا تھا پس قدر کفایت تک کھانے کے لیے حلال
کردیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ
تعالیٰ اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون ۔ خوف الٰہی یہان حوالہ ہے اُس وید ار کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنے جب امر امتحان تمیز
بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور اُنسے خوف نکھو اسبات رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کی جگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے
مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ‌ؕ قُلۡ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ۙ وَمَا عَلَّمۡتُمۡ مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُكَلِّبِيۡنَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُوۡنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ‌ فَكُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ‌ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ؕ

اُنکو سکھاتے ہو اس سے جو اللہ تعالیٰ نے تمکو سکھایا ہے سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ کا نام لو اُسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ○

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ من الطعام یعنی مفسر رح نے من الطعام سے ماذا کا بیان بتلایا کہ مراد اُنکی اس سوال سے یہی تھی کہ کھانیکی چیزون مین
اُنکو کیا حلال ہے بقرینہ ما بعد کے اور جواب اسکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو با فراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزونکو فرمایا کہ قُلۡ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ
المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اُسکو نجس نجانے اور یہ بنا بر قول امام شافعی رح کے ہے چنانچہ جو چیزین عرب والے نجس خیال
کرتے ہین وہ اُنکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے اُنکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار وخون قبل تحریم کے عرب
والے حتی کہ قریش اُنکو استعمال کرتے وکھاتے تھے اور نیز اُسکا موکول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل بادیہ عرب بہت سی چیزونکو جنکا طیبات
مین سے ہونا قطعی ہے طیبات مین سے نجانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش
کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اُسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف طبائع ممکن
بلکہ قطعًا موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون ومردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہی دشواری ہے کہ دور ودراز والے اطلاق عرب کے
محتاج رہے باوجودیکہ بعثت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت یا کراہت تحریمی کتاب اللہ
وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل رح نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے اُنکو حلال لینے کا حکم کیا اور تفسیر

ابن کثیرؒ میں ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ عدی بن حاتم وزید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یارسول اللہ حضرت باریتعالےٰ نے مردار حرام فرمایا پس ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں فرمایا ہے کہ بندوں کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث انپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث میں لوگوں پر مدار نہیں ہوسکتا اور قولہ تعالےٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے مگر وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہو پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکالنے کے بعد حلت ہے۔ **وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ** اور جو سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے مگر چونکہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسرؒ نے صید مقدر کیا یعنے شکار پکڑا ہوا ان جانوروں کا جنکو تمنے سکھلایا اور وہ جوارح ہیں شیخ ابن کثیرؒ نے اوپر کی آیت سے ملاکر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہیں وہ ذبائح جنپر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے طیبات اور حلال کیا گیا تمھارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنے کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانور و پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہؓ و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے اور امام علی بن الحسین زین العابدینؒ رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے و مثلہ عن الحسن البصری ایضاً۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جیّد روایت کی کہ باز وغیرہ شکاری پرندوں نے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اسکو مت کھا اور کراہت سعید بن جبیر و مجاہد سے مروی و منقول از ضحاکؒ و سدی ہے قال ابن کثیر جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑتے ہیں کتوں کے مانند کلب ہیں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقیہ اماموں و غیرہم کا ہے اور اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا و قال حدثنا ہناد و حدثنا عیسیٰ بن یونس عن مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا قال ابن کثیر اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنے کیا کیونکہ انکے نزدیک واجب القتل ہے اسے شکار کرنا نہیں جائز ہے وفی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح مسلم وغیرہ۔ اور ان حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لہ خیرا یعنی اسکے واسطے بھلی کمائی کردی۔ ویقولون لا جارح لہ یعنی اسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے وقال اللہ تعالیٰ و یعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالےٰ جو کچھ تم بھلائی و برائی دن میں کماؤ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں نے آکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ دی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اسکے واسطے روک لیا تو جبتک اسنے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر والحاکم و صححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعبؒ سے بھی اسکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا اسکے الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کواسب جمع کاسب یعنے کمانیوالا اعم اس سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا سیاہ گوش وغیرہ ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا **مُكَلِّبِينَ** مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا تمنے درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلاتے اور ادب دیتے ہیں شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب میں نے کتے کو شکار پر چھوڑا قال ابن کثیر احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منہ سے دبوچ لینے والے ہوں۔ و قال ایضاً اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا و سیاق کلام فیہ چونکہ اسوجہ کا ضعف پوشیدہ نہیں لہذا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اوتعالےٰ نے تعلیم جوارح کی بقید تاکید فرمائی **تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ** یعنی سکھلایا تم نے

جوارح کو درحالیکہ تم مکلّب ہو چھوڑتے ہو ایسے ہو شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ تم انکو ادب سکھلاتے ہو ایسے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالیٰ نے عقل دیکر تعلیم فرمائے ہیں۔ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار میں سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے رکھ لیا ہو یعنی تمہارے واسطے رکھنا بایں طور کہ مار کر انہیں سے خود نہ کھا دیں پس حلال ان جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہوں کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑیں برخلاف ایسے جوارح کے جو سکھے ہوئے نہوں کہ انکا شکار مارا ہوا حلال نہیں ہے پھر سکھے ہوئے ہو جانیکی پہچان یہ ہے کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے اور شکار کو پکڑے وہ ارے مگر اسمیں سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب ہے امام مالک کے باقی تینوں ائمہ کا ہے لیکن امام ابوحنیفہ نے شکاری پرندوں میں اس شرط کو تنزیہ کیواسطے قرار دیا کیونکہ انکی تعلیم اس حد تک متعذر ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک تمام تو ہر پرندوں میں یہ شرط نہیں کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہے کہ شکاری جانوروں میں شرط مذکور معتبر ہے پھر کہتے ہیں تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب سے کم تعداد ہے جس سے اسکا سکھ جانا پہچانا جاتا ہے پھر اگر جارح نے شکار میں سے کچھ کھا لیا تو ظاہر ہوا کہ اسنے اپنے مالک کیواسطے نہیں پکڑا تھا پس اس شکار کو کھانا حلال نہیں جیسا کہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دیا تو جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے تم اسکو کھاؤ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہاں اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہیں ہے شریک نہ ہو گیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہیں پڑھا ہے پھر اگر اسنے پکڑ کر اسمیں سے کھا لیا تو اسمیں سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہے کہ اسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہو یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل حلال ہے اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہے بقولہ تعالیٰ۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور چھوڑنے روان کرنے کے وقت بسم اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دو (یعنے ائمہ حنفیہ کا) الف اور یہی جمہور کا مذہب ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مما امسکن فرمایا یعنی من تبعیضیہ سے بایں وجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانوروں میں سے بعض اجزا حرام ہوتے ہیں مانند کھال ہڈی دم وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ میں سات شمار کیے ہیں اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اگر سکھے ہوئے جارح نے بدون روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور علماء سلف و خلف کے نزدیک اسکا کھانا حلال نہیں ہے اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگوں نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک مولف مذکور سے یہ مطلب غافش سرزد ہوئی اور مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہو دے تو قولہ تعالیٰ واذکروا اسم اللہ بالکل معدوم ہوا جاتا ہے بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اسکو روان نہیں کیا تو جانور خود تسمیہ نہیں کہہ سکتا ہے پھر مترجم یہاں تلخیص کلام شیخ ابن کثیرؒ لاتا ہے جس سے مولف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہو جائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہے واضح ہو کہ شیخؒ نے حدیث عدی بن حاتم کو صحیحین سے ذکر کرکے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون انما امسک علی نفسه یعنی آنحضرت صلعم نے عدیؓ کو کہا کہ پھر سکھے ہوئے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اسنے شکار پکڑا ہو اگر شکار میں سے کھا لیا تو اسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جارح نے اسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخ نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہے اور شافعیؒ کا یہی صحیح قول ہے کہ جب کتے نے شکار میں سے کھا لیا تو وہ مطلقاً حرام ہوتا ہے اور اسمیں کوئی تفصیل نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور سلف سے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مطلقاً حرام نہیں ہوتا پھر بروایت ابن جریر از سلمان فارسیؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابوہریرہؓ و عبداللہ بن عمرؓ وارد کیا کہ کتا اگر شکار میں سے کھاوے یا نہ کھاوے اسکا کھانا حلال ہے اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہیں اور کہا کہ حضرت علیؓ و ابن عباسؓ سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہے اور عطاء و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہے اور یہی قول شیخ زہری و ربیعہ و مالک کا ہے اور یہی شافعیؒ کا قدیم قول ہے پھر ابن جریرؒ کی اسناد و بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسیؓ مرفوعاً وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اسکو پایا درحالیکہ اسنے شکار میں سے کھا لیا ہے تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے اور سعید کا سلمانؓ سے سننا معلوم نہیں اور ثقات راوی اسکو بدون

رفع کیے سلمانؓ کا کلام روایت کرتے ہیں **قال ابن کثیر** یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعاً مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہؓ یعنی
خشنیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھدے تو شکار رکھ اگرچہ کتے نے اس میں سے کھالیا ہو
(رواہ ابوداؤد والنسائی) **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اسکے مانند جانور کے کھالینے سے شکار حرام
نہیں ہوتا ہے یہ احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر پکڑتے ہی کھالیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتمؓ اور اگر
دیر تک منتظر رہا کہ اسنے مالک کے لیے پکڑا تھا حتی کہ حلال ہوا پھر بھوک وغیرہ کیوجہ سے کھالیا تو حلال رہیگا حرام نہوجائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانیسے
حرام ہوجاتا ہے بدلیل حدیث عدیؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانیسے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی ابن جریر نے
روایت کی ہے یہیں ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھالیا تو شکار رکھنا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور **ابن کثیرؒ**
نے کہا کہ انکے واسطے یہی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا ابو سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم کہا کہ میں نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اس میں سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم
اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا میں نے کہا
اگرچہ قتل کرڈالے فرمایا اگرچہ قتل کرڈالے جبتک کہ اسمیں سے نہ کھاوے میں نے کہا یارسول اللہ اگر ہمارے کتوں کیساتھ غیر کتے ملجاویں فرمایا کہ تو مت کھا
یہانتک کہ تجھکو معلوم ہوجاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے میں نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تو نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اسنے
خرق کیا تو اس شکار کو کھا **قال ابن کثیر** پس جہۃ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نہ کھاوے اور باز میں یہ شرط نہیں لگائی پس
دلالت پائی گئی کہ ان دونوں کا حکم فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم **قال المترجم** پہلے مذکور ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں دو مسئلہ باقی
رہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانور انکا تعلیم کرنا و رکھنا اور سوائے کھانیکے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں
سیکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے و لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے ہیں پس اس سے توفیق یہ کہ
سکونت کی جگہ سے الگ رکھے اور نیز ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسر اوقات میں اسکے شکار کی حاجت ہو کیونکہ حدیث صحیح میں
یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتا رکھے تو اسکے ہر روز اسکی پانچ نیکیاں مٹجاتی ہیں لیکن صحیح ہوا کہ چرواہے کو چوپایوں کی نگہبانی و کھیت والے اور باغ والے کو اسکی نگہبانی و شکاری کو اپنی
معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور یہاں چوروں کا خوف ہو اسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاوی میں صحیح
ہے پس یہ قیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ نہو اور مسلمان نے اسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو
شکار پر چھوڑنیکے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اسنے شکار اسکے لیے پکڑ رکھا اسمیں سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کرکے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف حلال ہے اور
شکار کا حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور نظر کیطرح بالا سے اسکی تفصیل معلوم ہوگی
ہی فقط یہ مسئلہ دوم آنکہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا اس اثنے بدون زخمی کرنیکے بوجھ یا دبنکی چوٹ سے قتل کیا اس میں آیا حلال ہے یا نہیں تو تحقیق یہ
ہے **قال ابن کثیر** اسمیں علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عموم روایات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ کیوجہ
نووی و رافعی وغیرہ متاخرین نے شافعیؒ سے یہ نقل کرکے تصحیح کیا مگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے وہ کلام محتمل ہے اور ابن الصباغ نے بروایت
حسن بن زیاد از ابوحنیفہؒ بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریر نے سلمان و ابوہریرہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے حکایت کیا و لیکن یہ غریب ہے ان
بزرگوں سے اسکی تصریح نہیں پائی گئی شاید ابن جریرؒ نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم و جرح کے حلال نہیں اور

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار ہو بقول ابن الصباغؒ مرجح ہی اور یہی امام ابو یوسفؒ و محمدؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا اور یہی مشہور از امام احمد بن حنبلؒ اور یہی اشبہ بصواب و انفق اصول شرع ہی اور ابن الصباغ نے اُسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے بھڑنیوالے ہین اور ہمارے پاس چھری نہین سو بھلا ہم نصب سے ذبح کرلین فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اُسکو کھاؤ الحدیث تمامہ جو صحیحین مین ہی پس یہ مورد اگرچہ سبب خاص مین ہی لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہی پھر اس مسئلہ مین کتے سے خون بہانا پایا گیا تو شکار حلال ہوا اگر کہا جاوے کہ آلۂ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن والظفر۔ حدیث مین استثنا موجود ہی یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و ناخن کے پس کتا جو آلۂ ذبح نہین بلکہ ذکوۃ کیواسطے شکار مین ایک چیز ہی اُسمین داخل نہوگا تو جواب یہ کہ لفظ حدیث عام جامع ہی **وقال المزنی** ہر مین خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہی اور کہتے ہین کوئی شرط نہین ہی پس شکار مین دونون متحد ہوے تو کتے مین بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب ہی مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہی **قال المترجم** یہ بنابر اصل اتفاقی کے ہی پس ہماری طرف سے جواب یہ کہ تیر سے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال نہین پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہی اور علت جامعہ دونون مین یہ کہ دونون آلۂ صید ہین اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم ثابت ہی پھر قیاس کیون کیا تو جواب یہ کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہی جیسا کہ چارون ائمہ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز قولہ فکلوا مما امسکن علیکم۔ اپنے عموم پر قطعاً نہین ہی کیونکہ اگر اُسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہین ہی تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہی کہ عموم نہین رہا اور موقوذہ عموماً حرام ہی پس جسکا عموم باقی ہی وہ اسپر مقدم ہی اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیہ ہی اور نیز صید مسئلہ مذکورہ مین سے دم مسفوح نہین نکلا تو مردار پر قیاس کرکے حرام ہوا نیز۔ آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہی کچھ بھی اُسمین سے نسخ نہین ہوا اور نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ۔ ہونا چاہیے پس ان دونون مین بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اُسکے بیانکے واسطے ہی پس ہمارے مسئلہ مین جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کردیا کہ داخل آیۃ التحریم ہی اور جو گھائل ہوکر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہی پس کتے کی صورت مین بھی یون ہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہی اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ مین بحث ہے تو داخل آیۃ التحریم ہی مگر بوجہ نادر الوقوع ہونیکے آپکی تفصیل نہین فرمائی اسیواسطے شکار مین سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم مین جو صحیحین وغیرہ مین ہی بیان فرمادیا اور یہ بھی عموم آیۃ التحلیل سے اکثرون کے نزدیک تخصیص ہی کیونکہ صحیح یہ کہ اکثرون کے نزدیک اگر پکڑے ہوے شکار سے کتے نے کچھ کھالیا تو پھر اُسکا کھانا حلال نہین چنانچہ یہی حضرت ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین اور احمد و مظہور شافعی کا مذہب ہی واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالے نے تاکید فرمائی بقولہ **وَاتَّقُوا اللّٰہَ** یعنی ڈرو اللہ سے ف پس جو حدود مقرر فرمائے ہین اُنسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو۔ **اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ** اللہ تعالی بہت جلد حساب کرنیوالا ہی ف اللہ تعالی علام الغیوب ہے بندونکی نہایت حقیقت ظاہری و باطنی جسکی انکو خود خبر نہین سب جانتا ہی اور تمام عالم جسکے علم سے نادان ہی سب اللہ تعالے جل جلالہ کے علم مین ہی پس یہ سب بندونکی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالے جلد حساب کرنیوالا ہے چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدمیون کی مقدار پر ہو جائیگا جیسا کہ حدیث مین ہی ف عرائس البیان مین ہی قولہ یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ۔ یہان سالکون پر صدقہ بارگاہ الٰہی ہی منحصر ہے دروازہ پر پڑے ہین دنیا و آخرت مین طیبات ان بندون کیواسطے جو حضرت خالق عز و جل کی محبت مین غرق ہین و مشاہدہ ہی اور ما سوائے اُسکے اُنپر حرام ہی کیونکہ ان لوگونکو سوال یہ ہی کہ کیا حلال ہی اور حلال فقط مشاہدہ ہی اور سوائے اسکے درحقیقت حلال نہین ہی اور تصدیق اُسکی اس مشہور قول کا جو ذکر کیا تو ان لوگون پر حرام ہی کہ اہل آخرت ہین اور آخرت ان لوگون پر حرام ہی جو اللہ والے ہین **شیخ نوریؒ** سے پوچھا گیا کہ عارف کا رزق کیا ہی فرمایا

حق سبحانہ تعالیٰ رزاق ہے۔ حدیث صحیحین وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یہ اول دلیل ہے کہ جبلت انسانی ان اوہام سے بالاتر ہے ولیکن جبتک شریعت محمدؐ وارد
نبوت پر قیام نکرے تبتک اُن اوہام سے نہ نکلیگا اور حدیث الدجال میں ہے کہ اُس وقت میں کہ پانی و دانہ کچھ نہ ملیگا تو یاد آلہی و اسکی ثنا صفت اہل ایمان کو کھانے و پانی
کا کام دیگی اقول بغیر آب و دانہ ہمارے شیخ عارف محدث رحمہ اللہ تعالیٰ نے قریب یک ہفتہ کے یا زیادہ بسر فرمایا اور محدد مجھسے قریب چھ ماہ تک دوسرے شخص کا تذکرہ
فرمایا اور یہ فضائل و اشارات ہیں و اللہ الہادی الی الصواب الیہ المرجع و المآب شیخ یوسف بن الحسین رح نے فرمایا کہ پاکیزہ رزق تیرے لیے وہ ہے جو بدون تکلف کے
اور بدون حرص نفس کے تجکو ملجاوے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئیں تمکو سب چیزیں ستھری اور کتاب والونکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمھارا کھانا اُنکو حلال ہے اور قید والی

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتیں مسلمان اور قید والی عورتیں اُن لوگوں سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب تم اُنکو اُنکے مہر دیدو

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫

قید میں ہوجانیکو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہوجاوے ایمان سے اسکی محنت ضائع ہوئی

وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۧ

اور آخرت میں وہ خسارہ والون میں سے ہے

ع ۵ ۵

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ۔ الیوم سے وہ دن مراد ہے جس میں نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت کا دن ہے بعض نے کہا کہ
یوم معین مراد نہیں بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمھارے لیے حلال کیگئیں طیبات حلال پاکیزہ چیزیں۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
اور یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانور تمکو حلال ہیں پس مفسرؒ نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتوا الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو
شامل تھا اسکو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص کیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہے کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہیں اسواسطے
کہ باقی اطعمہ حلال ہونیکی خصوصیت اہل کتاب سے نہیں اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہی اور اس دعویٰ اجماع میں تامل ہے اور طعام ہر اس
چیز کا نام ہے جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہون کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہیں اور شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ
ابن عباسؓ ابو امامہ رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل سے کہا کہ طعام سے مراد انکے ذبائح ہیں اور علماء کے
درمیان اس امر پر اجماع ہے کہ انکے ذبائح مسلمانونکے لیے حلال ہیں اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہیں اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ
تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اگرچہ جناب باریتعالیٰ میں ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہوں جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہے تعالی اللہ علوا کبیرا۔ پس جو شیخ ابن کثیرؒ نے
ذکر کیا یہی اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتابونکے معتقد اور ظاہر میں مدعی ہیں جنمیں ذبائح کا حکم مذکور ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہے کہ فرمایا تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین میں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتے ہیں سواے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان
نے نقل کیا کہ حضرت عائشہؓ و ابن عمرؓ و علیؓ نے فرمایا کہ جب تو سنے کسی کو اہل کتاب میں سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا نام لیتا ہے تو اُس ذبیحہ کو
مت کھا اور یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہے اور تمسک انکا بقول اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہے۔ قال المترجم اور یہی اصحاب
حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھنی ہوئی بھیجی اور اسکے دست میں

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوا تھا البر آپ نے دست سے لیکر نوچا پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے نہ کھائیں مجھمیں زہر ملا ہوا ہے تو آپ نے پھینک دیا اور آپکے
ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مرگئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے کیوں ملایا اُسنے کہا میں سوچی
کہ نبی نہونگے تو مرجاوینگے اور ہمکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی دیگر احادیث میں اہل کتاب کے یہاں کا گوشت کھانا مذکور ہے
اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاریٰ ہی یہاں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امم سے جو کوئی اُنکے دین میں گیا وہ بھی
انھیں کے حکم میں ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین میں داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود کا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک جو بعد نزول
قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاریٰ عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور پڑھا قولہ ومن
یتولہم منکم فانہ منہم الآیہ اور یہی قول حسن و عطاء بن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہؒ کا ہے **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے سامرہ
و صابئہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاریٰ مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے ان سب کا ذبیحہ جمہور کے
نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول درباب بنو تغلب روایت ابن جریرؒ ذکر کرکے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف میں بہتیروں کا قول ہے اور سعید
بن المسیب و حسنؒ کے نزدیک نصاریٰ بنی تغلب کے ذبیحہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ **قرطبیؒ** نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی کا
ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب میں سے ہو یا کوئی اور ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں جو نصاریٰ دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑ کر مرغی کبوتر
وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی شک نہیں کہ کتاب آسمانی نہیں ہے اسیواسطے فتویٰ اسپر دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہیں واللہ اعلم اور تفسیر **ابن کثیرؒ** میں ہے
کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہنود وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے میں انکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری میں عبد الرحمن
بن عوف سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاویں اور نہ اُنکی عورتوں سے نکاح کیا جاوے اور اسمیں خلاف
کرنیوالے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہیں سو جب انکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہاء نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے میں اپنے نام پر گیا ہے
بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہیں ہے **قال المترجم** اس زمانہ میں بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح میں ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ و لوگوں کو
گمراہ کرینگے اب لکھوں میں بیٹھے جاتے ہیں جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب شمار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے و گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صلعم سے جو کتب حدیث میں موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اُسکو گمراہ جانیں **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاہم حل لہم اور طعام تمہارا اُن کیلیے
حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ انکو کھانا کھلاؤ **زجاجؒ** نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ویحل لکم ان تطعموہم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلادیں
خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات و مجازات کے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ تو طرفین سے حلال ہے اُنکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور آگے جو
حکم اُنکی عورتوں سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہیں ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرلے اور یہ روا نہیں ہے کہ عورت مسلمہ کسی کتابی
مرد کو بیاہ دے پس متنبہ رہنا چاہیے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے۔ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال کردیں تمہارے
واسطے مومنہ عورتوں سے آزادہ پاکدامن عورتیں اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ**
مِنْ قَبْلِكُمْ حلال کردی گئیں تمکو اہل کتاب میں سے محصنات ف مفسرؒ نے یہاں محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جو جمع حرہ یعنی آزادہ عورت
ہی بنابر آنکہ شافعیؒ کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہیں درست ہے اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریرؒ نے مجاہد سے
نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتیں نہ باندیاں آہ شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنے پاکدامن عورتیں نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے دوسری روایت نقل کی
اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں اور کما آیت سے ظاہر ہے کہ محصنات وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا سے پاکدامن ہوں جیسے

[illegible]

دوسری آیت میں فرمایا محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان پھر لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنھوں نے محصنات کی عفیفہ سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب مذکور ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے کہ عیسیٰ میرا پروردگار ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیہ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہانتک کہ آیت اتری یعنے قولہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ و نصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و نصاری بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق مشرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ اُسکو اہل کتاب فرمایا ہے اور واضح ہو کہ محصنات کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور و ارجح ہے پس یہ عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل جیسے ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجہ اولی نکاح روا ہے اور آئمہ شافعیہ کا قول اضعف ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہیں جائز ہے اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنات مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنات بھی حلال ہیں۔ اِذَآ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ای حل لکم ان تنکحوھن یعنی حلال ہے تمکو اُنسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم اُنکے اجور یعنے مہور جمع مہر ہیں۔ اِذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر بقدر ضرور ہوگا اور یہ وہم بتقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ متاکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا یعنے جیسے وہ عفائف ہیں ایسے ہی خوشی خاطر سے اُنکے مہر اُنکو دیدو اور جابر بن عبد اللہ اور عامر شعبی و ابراہیم نخعیؒ و حسن بصریؒ نے فتوی دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر سب دیا یا کچھ دیا پھر اُسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کردیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس کردے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتوں سے بطریق نکاح و عفت ہے اور بطور متعہ و کسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ مُحۡصِنِیۡنَ مترو جین غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ یعنی حالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو نہ یعنے اُنسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ۔ اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ اُنسے زنا کرو۔ اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح اُنسے زناکاری و عشقبازی میں نہ پڑے ہو۔ قال ابن کثیرؒ پس جیسے عورتوں میں احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ ناکاح جو گناہ سے نہ پرہیز کرے اور جو سامنے آوے اُس سے اپنے کو نہ بچاوے او متخذی خدان یہ کہ عورت سے آشنائی کرکے خفیہ زنا کرے اور ہر صورت میں مرد بدکار و عورت بھی بدکارہ ہوئی اور یہ اجرت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہوں یہیں سے امام احمدؒ کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کا زنا ثابت ہے تب تک اُسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار توبہ نکرے اُسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنے مرتد ہو گیا تو اکارت گیا اُسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونے سے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اُسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اُسپر کچھ ثواب ملیگا۔ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔ اور وہ آخرت میں بُرے حال خسارہ والوں میں ہوگا۔ جبھی ایسا ہوگا کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کافر مرے

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہے قال فی العرائس قولہ تعالے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہے کہ ایمان یہان معرفت ہے یعنی جو شخص کہ معرفت کے بعد نکرت
مین خوار ہو کر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالی سے محجوب ہے اور اسکے لیے عقد
محبت و معرفت بندھا ہی نہین اور جو کچھ اسنے راہ طریقت مین پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ تر اشارہ یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالی کو پہچانا اور اسکی معرفت کو پہونچا پھر
انوار توحید سے سست ہو کر ہستی مین انانیت کا دعوی کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہے تو وہ محجوب ہے کیونکہ اسنے بسبب انانیت کے ربوبیت کا کفر کیا پس جو کچھ اعمال معرفت کے
لیے تھے سب باطل ہوے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہے تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تو از سر نو عبودیت کیواسطے عمل
کرے کیونکہ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ تو سب اسکے دعوی باطل کے سبب سے گئے بعض نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالی کی معرفت و یقین عطا فرمانے پر اسکا شکر ادا نہ کیا تو اسنے اعلی درجہ ایمان سے اپنے
آپکو گرا دیا جس سے اسکے اعلی ریاضات و اجتہادات سب برباد ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان مین سابقہ احسان الٰہی عز وجل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے نہ دیدار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا
اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو ڈالو اپنے منہون کو اور ہاتھونکو کہنیون تک اور مسح کرلو
بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي
اپنے سرون کو اور دھو ڈالو پاؤن ٹخنون تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا
سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
سفر مین ہو یا کوئی تم مین سے آیا جاے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نہ پاؤ پانی تو قصد کرو زمین
طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ
پاک کا سو مسح کرلو اپنے منہون کو اور ہاتھونکو اسمین سے اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے
لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور تم پر اپنا احسان پورا کر دے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا
عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جب تم نے کہا تھا کہ ہمنے سنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالے
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
جانتا ہے جیون کی بات کو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ ای ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنے جب تم قیام کا ارادہ کرو اِلَى الصَّلٰوةِ نماز کیطرف
وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حدث ہو یعنے پیشاب پخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہین اور مفسر نے اشارہ کیا
کہ قمتم یہان بمعنے ارادہ قیام ہے اور مراد قیام سے یہ کہ نماز مین مشغول ہونا اور اعلی رکن اسکا قیام ہے جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہے کہ بیٹھکر پڑھتے ہین
پھر اگر درمیان نماز مین مثلاً قعدہ مین وضو ٹوٹ جاے تو وضو کرکے اسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو کا حکم دیا پس
ایک جماعت اسی طرف گئی ہے کہ جب ارادہ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیر رح نے کہا کہ بہت بزرگان سلف یعنی صحابہ نے کہا
کہ مراد یہ ہے کہ جب تم ایسے حال مین نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسرون نے کہا کہ اذا قمتم من النوم الی الصلوۃ یعنی نیند سے اٹھکر

نماز کی طرف ارادہ کرو اور یہ دونوں معنی قریب ہی قریب ہیں۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت میں یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کر و سو اگر ارادہ
کرنا محدث ہو تو اسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہے یعنی اُسکا وضو موجود ہے تو اُسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام میں یہ واجب تھا پھر جو طاہر
ہو اُسکے حق میں منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انسؓ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازونکو
ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا
کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپ نے وضو کیا اور اپنے دونوں موزونپر مسح فرمایا اور نمازوں کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہیں کرتے تھے تو فرمایا کہ اے عمر میں نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد
طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوہ خندق میں بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں اور شیخ **ابن کثیرؒ** نے یہاں کثرت سے
احادیث نقل کی ہیں بالجملہ یہ مقرر ہو گیا کہ مراد آیت میں وہی معنی ہیں جو مفسرؒ نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو
فضیلت خود بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن میں جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے
واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اُس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابو حنیفہ کے مذہب میں صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے
درست نہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرائض وضو میں سے چار باتیں ذکر فرمائی ہیں اول قولہ **فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ** ۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو۔ ف
اور مستحب ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین
مرتبہ ناک میں اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہیں پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ بدرجہ اوسط ہو یہی
امام محمد رحؒ نے موطا میں کہا اور ابن الہمام نے اسمیں کلام کیا ہے اور اعلیٰ و اولیٰ یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنت یہی ہیں اگر دو مرتبہ کرے تو بھی کافی
ہے لیکن تین مرتبہ اسمیں بھی اعلیٰ ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ میں ہے اور ڈاڑھی کی
تمام تحقیق عین الہدایہ میں ہے **بیہقیؒ** نے کہا کہ ڈاڑھی میں خلال کرنا عمار و عائشہؓ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اُسکے
ترک کی اجازت ابن عمرؓ و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمیں نخعی بھی ہیں مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک میں پانی دینا غسل میں امام ابو حنیفہ
کے نزدیک واجب ہے اور وضو میں سنت ہے پھر فرض دوم قولہ **وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ** ۔ اور دھو ہاتھونکو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت
سے اُسکا بیان وارد ہوا ہے ظاہر یہ کہ مفسرؒ نے اسمیں خلاف پایا کہ الیٰ کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو سنت کیطرف رجوع فرمایا اور
سیبویہ اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہیں اور ایک قوم نے کہا کہ الیٰ فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل
ہونا یا نہونا دلیل پر ہے جہاں جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہیں داخل ہوتا ہے اور **جملؒ** نے کہا کہ نحویوں کے نزدیک یہی اصح ہے اور
بعض نے کہا کہ الیٰ بمعنے مع ہے اور یہی **ابن کثیرؒ** نے تفسیر میں اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے **دارقطنیؒ** نے باسناد حسن از عثمان
رضی اللہ عنہ روایت کی اور اسمیں ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ وضو رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی
تھا اور ضعیف اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک ہوگا (یعنے پچھلی دفعہ ۱۲)
جہانتک اُسکا وضو پہونچا ہے (رواہ مسلم) و نیز ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں وضو بڑھانیکی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو میں حاصل ہی نہیں ہے پھر فرض
سوم قولہ **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ** ۔ اور مسح کرو اپنے سرونکو ف مفسرؒ نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے اور

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کمتر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے فقط
اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک با زائدہ ہے ای امسحوا رؤسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما فی قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق۔
اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ۔ یعنی تیمم میں مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے اور یہی مذہب سیبویہ کا اور یہی زمخشری نے کہا
اور شرح مہذب میں ایک جماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت میں اور جب متعدی پر داخل ہو جیسے آیت
مین تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب میں ایسی صورتین جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو کو حکم دیا کہ بکر کو مارے یا چھووے تو یہ
ضرور نہیں ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھووے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آوے کافی ہے اسیطرح یہاں بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی ہے اب شافعیہ
نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہیں کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت مین جسپر مدار ہے اسکو مسح نہیں کہتے لہذا سنت کیطرف رجوع
کرنیسے بعض حصہ سر کا ادنی درجہ معلوم ہوا جیسا کہ حدیث مغیرہؓ میں ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ صادق تھا
ممنوع نہیں جیسا کہ ابن کثیرؒ نے اعتراض کیا لیکن شرع میں فرض مقدر ہے اور مقدار تعین نہیں پس ادنی مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہیں ہوئی لہذا
اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمین مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث میں تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے کہ
اس اختلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح میں جو احادیث ہیں دلالت کرتی ہیں کہ مسح تمام سر کا ایک بار ہے اور بعض روایات میں تین بار آیا ہے اور اول یعنی ایکبار
مختار ہے اور تین بار منع نہیں ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہیں بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہیں یہ بھی جو تھا فرق قولہ۔ **وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی
الْکَعْبَیْنِ**۔ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنوں تک۔ وارجلکم ایک قراءۃ مین نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوہکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ
مین وامسحوا برؤسکم۔ سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ میں ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ
سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی میں نصب کے صورت والے معنے مراد ہیں اسلیے کہ مسح یہاں ٹخنوں تک کہنے سے مقصود ہی
نہیں ہے چنانچہ دونوں قراءۃ پر معنی یہ ہیں کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیسا کہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو
ہڈیاں ابھری ہوئی ہر پیر مین پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوئی ہیں اور یہی چاروں اماموںؒ و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنکا
کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہاں انگلیوں کی نسین جا کر ملگئی ہیں اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ ذکر دیا گیا اسطرح کہ وہ تو ہر پاؤن میں ایک
ایک ہی حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعاب ہوتا جیسے وجوہ و مرافق و رؤس مین جمع کا صیغہ ہے علاوہ بریں اہل اللغۃ کے بالکل خلاف ہے
اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منہہ و ہاتھوں کیساتھ بیان کر دیا جاتا تو مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسرؒ آیت میں جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور ہے
یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منہہ و ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور پاؤں بھی دھوئے جاتے ہیں لیکن انکے بیچ میں سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان اعضا کے پاک کرنے
مین ترتیب رکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہاں یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو سیدھا ساق تک نہیں آتا ہے
معنے یہ کہ دھوؤ الی الکعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ترتیب
سنت موکدہ ہے اور واو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہیں ہے پس فصل کر دینے میں اور مسح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنے میں تنبیہ و ارشاد ہے کہ پاؤنپر پانی
بہانے میں اسراف نہ کریں کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہیں۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسرؒ اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ وضو میں پہلے سے نیت کرنا واجب ہے
جیسے اور عبادات میں ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات میں بدون نیت کے ثواب نہیں لیکن وضو میں دو جہت ہیں ایک تو وہ خود عبادت
ہے اور دوم یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کر لی تو وضو میں عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جائیگا اگر نیت نہ کی تو ثواب نہ ہوگا لیکن نماز کیواسطے صحیح

ہو جائیگا یعنے اس سے نماز ادا ہو جائیگی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہو ئی تو وہ کچھ بھی نہو گی کیونکہ آمین ایک ہی جہت ہے پھر واضح ہو کہ مفسر نے اکلیل مین کہا کہ ارجلکم مین قرارۃ نصب تو پاؤن دھونیکے واسطے ہے اور جر کی قرارۃ موزون پر مسح کرنیکے واسطے ہے کیونکہ قراۃ کا متعدد ہونا بمنزلہ تعدد آیات کے ہے اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ ٹھیک صواب یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ قرائتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہانسے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر ہین کہ آنحضرت صلعم و صحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونیمین تو اُنکی سزا ایک دوزخ کی آگ سے جلین گی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہؓ مین سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہے اور **حافظ الحدیث ابن حجر** نے کہا کہ صحابہؓ مین سے کسی سے پاؤن دھونیمین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہے اگرچہ اُنکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤن پر کبھی اُنھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونیمین مفوض کر دیا ہے کو اختیار ہے انتہی کلامہ **ابن العربی** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہے کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے ابن جریرؒ کے جو فقہائے مسلمین سے تھے اور ماسوائے انکے اور لوگون مین سے فرقہ رافضہ نے خلاف کیا ہے **قال ابن کثیر** قولہ تعالی وارجلکم الی الکعبین اسمین ارجلکم بنصب پڑھا گیا کہ عطف ہے وجوہکم و ایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے وارجلکم پڑھا بنصب پھر کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن دھونا واجب ہے اور عبداللہ بن مسعود و عروہ و عطا و عکرمہ و حسن و مجاہد و ابراہیم و ضحاک و سدی و مقاتل و زہریؒ و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہے و اس قرارۃ پر پاؤن دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہے جیسا کہ سلف کا قول ہے اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہے ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہے نظر بر نیکہ چہرہ و ہاتھ جنکا دھونا واجب ہے اُنکے بعد بیچ مین مسح سر کو بیان کر کے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے مگر امام ابو حنیفہؒ نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہے کیونکہ آیۃ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہے اور واؤ کو ترتیب پر دلالت نہین ہے پھر دوسری قرارۃ اسمین ارجلکم بالجر ہے اور اسی سے فرقہ شیعہ نے مسح راس پر عطف کر کے پاؤنکا مسح نکالا ہے اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی پاؤن پر مسح کے قائل تھے حالانکہ اُنکے قول کا یہ مطلب نہین ہے جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریر نے موسی بن انس سے روایت کی کہ موسی نے انس سے کہا کہ ای ابو حمزہ ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ ہاتھ دھو و سر و پیر مسح کرو اور پاؤن دھو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث کے بہ نسبت اُسکے پاؤنکے نہین ہے سو تم پیرونکے تلو سے اور اوپر اور ایڑیان مع اُسکی جانب کے دھویا کرو تو انسؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالی سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وامسحوا برؤسکم وارجلکم موسی بن انس نے کہا اور انسؓ جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** معنی اس روایت مین یہ ہین کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن دھونے مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انسؓ نے رد کر دیا کہ اللہ تعالی نے تو ارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرما کر ارشاد کیا ہے کہ پاؤن دھوتے وقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہے اور اسراف نکرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قریب بمسح کے ہے اسواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے اور یہین سے زمخشری وغیرہ نے جواب پایا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہے جیسا کہ شافعیہؒ نے گمان کیا بلکہ اس فائدہ کیواسطے ہے کہ پاؤن دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی بست ہلد ہلد ہلاؤ پھر **ابن کثیر**ؒ نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نازل ہوا قرآن بمسح اور سنت بغسل (اسنادہ صحیح ایضًا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ۔ کہا کہ مسح ہے پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمر و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن بصری فی روایۃ و جابر بن زید و مجاہد فی روایۃ سے اسیکے مانند مروی ہے اور ایوب نے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے شعبی نے کہا کہ جبریل مسح کا حکم لائے اور کہا کہ تو یہ نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہے کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاتا ہے اور جو مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا ۔ (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** یہ چند آثار

ہیں اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہی لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہیں روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے مروی ہی اور نہ انہیں پوری توضیح ہی اور نہ
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین میں سے کسی کی تصریح ہی کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن انہیں تنقید کرنیوالے عارفین
حدیث کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہیں جیسا کہ اصول حدیث میں مصرح ہی چنانچہ انہیں آثار کو ظاہر علت کے ساتھ **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ ان آثار میں
غرابت ہی اور سخت غریب ہیں اور اگر لیے جاویں باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہیں ہی تو اس طرح محمول کر کے لیں کہ انہیں مسح سے مراد
خفیف دھونا ہی کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پاؤں دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پاؤنمیں موزہ ہونیکی
صورت میں مسح کرنے پر محمول ہی یہ قول امام شافعیؒ کا ہی **قال المترجم** اور پوشیدہ نہیں کہ ہر دو قراۃ ثابت ہیں پس قرآن مجید جو سات حرف پر
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہی کہ قراۃ بالنصب و بالجر یہاں مفید دو احکام ہی اور مفسرؒ نے مقدمہ میں اسکو مشرح لکھا ہی پس اسکو غلط و خلاف صواب ٹھہرانا
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہی بعید ہی اسلیے کہ قراۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہیں اور قراۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
و سنت نہیں تو لا محالہ قراۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہیں تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہی مسح پر
لیکن دوسری قراۃ سے واحادیث مذکورہ سے یہاں مسح بمعنے خفیف دھونا ہو **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہی کہ جر کی صورت میں عطف
رؤسکم پر ہی اور وہاں مسح سے غسل خفیف مراد نہیں ہی تو جواب ہی کہ اسجا میں مسح سے ایک معنے اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونوں کو شامل ہیں
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہیں پس اشکال مندفع ہو گیا فافہم اور **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہی جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہ رح سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
میں لوگوں کے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر انکے پاس ایک چھوٹے برتن میں پانی آیا اس سے لپ بھر کر منھ و ہاتھوں
و سر و پاؤنکو مسح کیا پھر کھڑے ہو کر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے میں نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہی جسکو حدث نہو (صحیح بخاری میں بھی اسکے بعض معنی مروی ہیں) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث متواترہ
پاؤں دھونا ضرور واجب ہی اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہی اور ایسے ہی جسنے دونوں کا مسح و دونوں کا دھونا تجویز کیا اسنے
بھی خطا کی ہی اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اسنے آیت سے پاؤں پر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر میں شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہی کہ اسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیروں کا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہیں پس ملنا ضرور ہی تاکہ انپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہیں کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے میں غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی و اولی و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہی جو قراۃ
بالنصب کے معنے ہیں تو وہی مذہب ہی پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم وجود برابر ہی اور قراۃ بالجر ضرور ماؤل ہی پس **ابن کثیرؒ** نے ان احادیث کو اسطرح
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباس و معاویہ و عبداللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب پہلے گذریں کہ رسول اللہ
صلعم وضو میں پاؤں دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو میں پاؤں دھوئے پھر فرمایا کہ
یہی وضو ہی کہ اللہ تعالی نے نہیں قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث جسمیں صحابہؓ سفر میں آگے بڑھکر وضو کرتے تھے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب ہاں پہونچے تو عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے اپنے پیروں کو چھپڑنا شروع کیا پس آپنے بلند آواز سے
فرمایا کہ پورا پورا وضو کرو ایڑیوں کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہی (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے

موجود ہے اور صحیح مسلم میں بھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہے کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار۔ اور عبد اللہ بن الحرث
بن الجزء سے ہے کہ رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار۔ ایڑیوں اور تلووں کے لیے آگ سے
عذاب ہے (رواہ البیہقی والحاکم) اور **ابن کثیر** رحمہ نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے۔ جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار (رواہ احمد) اور نیز جابر بن عبد اللہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پاؤں میں بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو
اُسنے نہیں دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے
دیکھا جنکی ایڑیوں کو پانی نہیں پہونچا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی مکرر
بتاکید فرمایا پس مسجد میں کوئی شریف و وضیع نہ باقی رہا مگر آنکہ میں نے دیکھا تو وہ ایڑیوں کو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے
بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنمیں سے ایک کی ایڑی میں یا ایک ٹخنے میں بقدر ایک درم کے
یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہیں چھوا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار۔ کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی
ایڑی میں ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہیں پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا۔ (رواہ ابن جریر) **ابن کثیر** رحمہ نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر
ہے کہ اگر پاؤں پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح تمام پاؤں بالاستیعاب
نہیں ہوتا ہے اسباغ درکنار رہا بلکہ مسح میں تو اسیقدر کافی ہے جیسے موزہ پر مسح کرنے میں ہوتا ہے۔ **اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر نے**
فرقہ شیعہ پر یہی حجت وارد کی ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم میں خشک چھوڑ دی
تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹ کر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک
شخص وضو کرکے اُسوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا
کہ واپس جاکر اچھی طرح وضو کر آ اُوکہذا (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلھم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے
سب راوی ثقہ ہیں۔ لیکن ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہیں ہے اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہے حالانکہ مجھے موسیٰ بن اسمٰعیل نے
باسناد خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہیں اور امام احمد رحمہ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیہ
حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُسکے پشت قدم پر ایک
خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہیں پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کو اعادہ کرے اور ابو داؤد نے اس کو حدیث
بقیہ سے روایت کیا جسمیں اسقدر زائد ہے کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (و ہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمان رضی اللہ عنہ میں جو درباره
صفت وضوء آنحضرت صلعم ہے موجود ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے
خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیوں میں خلال کر اور ناک میں پانی چڑھانے میں اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ
اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبد اللہ بن یزید ابو عبد الرحمن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبد اللہ الدمشقی کہا کہ ابو امامہ
کہتے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے
آپ وضوء سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہیں کوئی تم میں سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر اسکا اُسکے

گناہ اُسکے منھ اور نتھنون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھووے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے چہرے کے گناہ اُسکے چہرہ کے کنارون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونون ہاتھ کہنیون تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اُسکے دونو ہاتھون کے گناہ اسکی انگلیون کے پورون کے سرون سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر آنکہ اُسکے سر کے گناہ اُسکے بالونکے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونون قدم ٹخنون تک جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا مگر آنکہ اُسکے قدمونکے گناہ اُسکی انگلیونکے کنارونسے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اُسکے لائق ہی پھر دو رکعتین پڑھے مگر آنکہ وہ اپنے گناہونسے ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اُسکی مان اُسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہی کہ مین نے اسکو رسول اللہ صلعم سے سنا ہی بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رضہ نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہوگیا اور ہڈیان رقیق ہوگئین اور موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہین کہ مین اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھون پھر اگر مین نے ایک دو تین بار ہی سنا ہوتا مین تو اسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہی (رواہ احمد و ہذا اسناد صحیح وہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم**

اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہ رضہ سے صحیحین مین ثابت ہی اور صحیح مسلم کی اس روایت مین ہی کہ پھر اپنے دونون پانون دھووے جیسے اسکو اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہی پس دلیل ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین پانون دھونیکا حکم ہی اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث کے طریق سے علی بن ابی طالب رضہ سے روایت کی کہ علی رضہ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنون تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہین سے اس حدیث کی مراد ظاہر ہوتی ہی جو عبد خیر رح کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونون قدمونپر پانی چھڑکا حالانکہ دونون پانون مین جوتیان تھین پس انکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیونکے اندر انکو خفیف دھویا پس اسمین تو کوئی تامل نہین کہ جوتی کے اندر پانون کو دھووے بخصوص جبکہ عرب کی جوتیان ہون لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والون کا رد ہی جنکو اپنے وسوسہ مین تعمق ہوتا ہی اور یہی حال اس حدیث کا ہی جو ابن جریر رح نے حضرت حذیفہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونون نعلین پر مسح کیا (ہذا حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمین بجاے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزون پر مسح کیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعل ہی یعنی موزون پر نعلین یعنی پس مراد ایک ہی ہی اور ایسی ہی حدیث امام احمد رح حضرت اوس بن اوس کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوے (وقد رواہ ابوداؤد ایضاً) اور معنی یہ کہ موزونپر مسح کیا یا موزے بنعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزون پر مسح منسوخ ہوگیا تو یہ وہم ہی چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہی کہ جریر رضہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا تو انسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت مین ہی کہ اعمش رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے فرمایا کہ سلف صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آتی تھی کیونکہ جریر رضہ بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوے تھے اور یہی امام احمد کی روایت جریر مین خود جریر رضہ سے مصرح ہین اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزون پر مسح کرنا ثابت ہوا ہی بقول و بفعل پس روافض نے جو اسمین خلاف کیا وہ جہل و گمراہی سے ہی اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہین اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ مین جیسے یہ مخالف ہین ایسے ہی

اس آیت کریمہ سے جو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہی مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے اصلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہی اور اہل حق و اہل سنت نے جو اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم کے حکم و طریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کر دیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح کے قائل ہوکر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہی حالانکہ جمہور امت کے نزدیک ساق و قدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اُردو مین ٹخنے کہلاتے ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین ذکر فرمایا ہی یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہی اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہی پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اس کو تین مرتبہ فرماکر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈال دیگا کہا نعمانؓ نے کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہی (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ و ابوداؤد و علقہ البخاری جزما) یہ صریح ہی کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن الحرث التیمی الجابرؒ یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ یعنے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین اُنکو فضیحت کر دیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہی اور متبع راہ سنت و مطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہی اور بعد اس تفصیل و توضیح و تحقیق کے گمراہ ہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی و ضلالت مقدر ہو چکی ہے اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل و تیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے بیان فرمایا۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا**۔ فاغتسلوا۔ اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نکھر لو ف یعنے غسل کر لو۔ اور چونکہ اطّہر بتشدید مبالغہ ہی اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطًا واجب ہے پھر تیمم سے آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى**۔ اور اگر تم بیمار ہو ف یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہونچاتا ہی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہی۔ **اَوْ عَلٰى سَفَرٍ**۔ یا تم مسافر ہو یعنے راہ راہ منزل بیابان طے کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہی۔ **اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ**۔ یا کوئی تم مین سے پخانہ سے آیا ف یعنے اُسکو حدث ہوا پس پخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہی اور مراد یہ کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پخانہ جانے سے یا پیشاب سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ**۔ یا تُمنے ملامسہ کیا عورتونکو جماع کیا یا فقط چھوا ہر حال اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً**۔ پھر تمنے پانی نہ پایا ف اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے استعمال پر قدرت نہین ہی کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہی تو ایسی صورت مین یہ حکم ہے کہ **فَتَيَمَّمُوْا** پس قصد کرو۔ **صَعِيْدًا طَيِّبًا**۔ روے زمین پاک کا۔ **فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ**

مِّنْهُ - پس اس پاک زمین سے اپنے چہرون و ہاتھون پہ مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہی - اور مفسرؒ نے ظاہر کردیا کہ مسح بدو ضرب ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مارکر چہرے پہ پھیر واور دوسری دفعہ مارکر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو جیساکہ معروف ہے اور سنت سے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہی یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو مسح کرنا چاہیے ہی اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہی اور یہی احوط ہی اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھون پہونچون تک مسح کرنا تیمم ہی اور ابن حجرؒ نے اسکو بھی قوی کہا ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبیؒ سے جو وضو مین پیرون کے مسح کا قول غریب مذکور ہوا باین تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا برقول محدثین رحمہم اللہ تعالے و ابن عباسؓ و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہؓ کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہی حالانکہ وضو مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی و اصح ہی چنانچہ ابن حجرؒ نے اسپر ایک حدیث حسن مبیّن کی اور طحاویؒ نے حدیث بیر جمل مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہی یعنی محمد بن ثابت العبدی متفرد راوی ہی ولیکن اسکی متابعت موجود ہی تو روایت حسن الاسناد سے کم نہو گی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ - اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضو وغسل کی فرضیت کے ساتھ تیمم بھی مشروع فرمادیا حالانکہ وضو وغسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا - وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ - ولیکن اللہ تعالے چاہتا ہی کہ تمکو پاک کردے ف حدث وگناہون سے - وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے باین طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان کردے - لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا - وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ - اور تم لوگ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِيثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالے کے عہد کو - الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ - جو ہم تم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - إِذْ قُلْتُمْ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہو گی جو ہمارے جی کو پسند ہی یا ایسی نہو گی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالے نے اسکو اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالے لیا تھا اور اسمین یہود کو یاددہانی ہی کہ انھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے تھے کہ محمد صلعم کے اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللَّهَ - اور ڈرو اللہ تعالے سے ف یعنے اللہ تعالے کے عہد توڑنے سے ڈرو - إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ - اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو دلو مین پوشیدہ ہی ف پس جو پوشیدہ نہین ہی وہ بدرجۂ اولیٰ جانتا ہی ف اشارات عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہی جوارواح کیواسطے حدیثیّت ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرے پر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہی کہ غبار شہوات سے گردآلودہ و حدوث سے میلا ہی اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہی کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس و عظمت سے تجلی فرمائی تھی

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آگیا ہی پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہوجائیگا اور یہی حال دیگر اعضا کا بھی ہی پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لائق ہی کہ اس چہرہ سے اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائیں اُسکے جسم سے حتیٰ کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہی ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعًا ہی کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالے کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہوجاتا ہی اور جسنے اللہ تعالے کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضا پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ **قال الشیخ** اور آیت مین اشارہ ہی کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا عم محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہی پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہوا تب نماز اُس کی مواصلت ہی اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہی اور رکوع اسکا خشیۃ ہی اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور مناجات اُسکی انبساط ہی اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہوکر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابوعثمان رح** نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سوائے اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہی اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہوسکتا ہی حکم بجالاتے ہین اور **سہل رحمہ اللہ** نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہی کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک رہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑکر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہی مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسوائے سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہی کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہی پس محبین سے حرج اُٹھادیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کردیے باین طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکا اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہی کہ اللہ تعالے نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہوجاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہی اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہی بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ اوتعالے تمکو تمھارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہی تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استادؒ نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہی کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو حکم عبادت مین اپنا بستر جماوے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف پر برابر جاری ہے اور جب احکام عبودیت پورے نہو سکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہی پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمھارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہی اور اپنی رحمت سے تمھارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہی۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہی کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

تھا وہ کسی طرح ہمسے ادا نہوا اور شرم سے سر در گریبان رہین سہ باز آی کز شرم گنہ سر تا قدم بگداختم + گوہی کہ در سر داشتم از گریہ پا ہون سر گردش + اور یہی وہ شکر ہی جو قولہ لعلکم تشکرون سے بندون کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رہ نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم کے واسطے تو اُنکے نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہی اور دونون مین بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ نعمت الٰہی یہان ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار کا شوق اُنکے دلو مین بھر دیا اور میثاق جس سے بندون کو مضبوط عہد مین لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اُسکے سوا اسے غیر سے مشغول نہون اگرچہ جنت اُس کی نعمتین ہون **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتین بہت کثرت سے ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا ہان یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھکر نعمت معرفت ہے اور مواثیق بہت ہین اور سب سے بڑا میثاق و عہد یہ ہی کہ ایمان لاوین **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب زر سے لکھکر تفسیر مین داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق پر نعمتین فرمائین تاکہ نعمتون سے منعم پر شاہد ہون **قال المترجم** یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیٔ شہید جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہو سکتا ہی اگر ایک دم غور کرین اور قلب مین توفیق الٰہی کی درخواست کرین اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق و سب یقین ایسے عقلی براہین و دلائل اذعان سے اسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہین اُسکے سامنے بالکل اوہام کے بندے معلوم ہوتے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

اے ایمان والو کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

عدل نہ چھوڑ دو عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہی **كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ** اے ایمان والو اللہ تعالے کے واسطے خوب قائم ہو جاؤ ف یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے مین اللہ تعالی کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہی اور للہ تعالی ہونیکے یہ معنے ہین کہ اُسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالی ہی کیواسطے قیام کرو لوگونکے دکھلانے سنانیکو نہو **شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ** بالعدل شاہد ہو عدل کے ساتھ ف یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین مین روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری مان نے کہا کہ مین اسقدر پر اکتفا نہین کرتی ہون جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرا دے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تاکہ آپکو اس عطیہ پر گواہ کرے تو آپنے فرمایا کہ تو نے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہین تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالے سے اور عدل کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ مین جور پر گواہ نہین ہوتا ہون پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کر دیا۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ** ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بغض کسی قوم کا **عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا** اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو ف یعنی اُس نے کسر لگالو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق مین نازل ہوئی جنہون نے حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانون نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہی اس سے درگزر نہ کرو اور بعض نے کہا کہ قریش کے حق مین نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق مین ایذائین دی تھین تو حکم دیا کہ انسے خلاف عدل کوئی برتاؤ مت کرو

اور حق یہ ہی کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہی خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل حق کو چھوڑنا نچاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُنکے مثل مت ہو جاؤ۔ اِعْدِلُوْا۔ عدل کرو دشمن اور دوست دونوں کے حق مین ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا۔ ھُوَ۔ اے العدل۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب بتقوی ہی حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا۔ کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوا کسی کو مستقر احسن و حسن کچھ نہین ہی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اور ڈرو اللہ تعالے سے ف اُسکے حکم کے برخلاف مت کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالے تمہارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمہاری نیکیون پر ثواب دیگا۔ اس مین تاکید کے ساتھ وعدہ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالے پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرماویگا اور اسمین خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والون کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ اُنکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ

کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا

منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آئتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو

نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ

احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تمپر ہاتھ چلاوین پھر روک لیے تمسے اُنکے ہاتھ

عَنْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والون کو

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ وعدہ دیا اللہ تعالے نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے اچھا وعدہ۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار رہین تو اُنکا حال سنو بقولہ تعالے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین خوار عذاب ہونگے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ۔ اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اس سے مراد صلح کے موقع کا حال ہی کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف مائل ہوے ولیکن قریب اسی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالے نے اُنکو اسقدر مغلوب کر دیا کہ صحابہ مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کرکے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کرکے اُن سب کو

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کا سبب نزول والا قصہ ہے جو قولہ تعالےٰ۔ واذکنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ الآیات کی تفسیر میں گذر چکا
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کر ڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے یہود بنو قریظہ
دیت میں شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت میں شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور اُن خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد کیا
اور جبریل نے آپ کو خبردار کر دیا کہ آپ مدینہ کو بہانہ سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی میں ہے پس یہ آیت اس قصہ کیطرف اشارہ ہے
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہے جو جابرؓ سے روایت ہے اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہو کر درختون کے سایہ میں
ہو گئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے گھسیٹکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یہی کہا
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان میں کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور انکو اعرابی
کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپکے پہلو میں بیٹھا تھا آپ نے اُسکو کچھ عذاب نہیں کیا (رواہ عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر
والبیہقی) اور معمرؒ نے کہا کہ قتادہؒ اسکے مانند ذکر کرتے اور یہ بھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بچاویگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجھکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ رحم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا الٰہ الا اللہ **قال المترجم** ایسا ہی **ابن کثیر** وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق میں یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہے کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اُسنے کہا کہ نہیں تو لیکن میں یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نہ لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جا کر کہا کہ میں تمھارے پاس آدمیون میں سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون **قال المترجم** یہ روایت صحیح ہے اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہو گیا ہو اور معالم وغیرہ میں ہے کہ جبریل نے
اُسکو مار کر اوندھا جھکا دیا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت میں بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہے اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کر کے صحیح کہا اور اسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہے اور حق یہ ہے کہ اعرابی کا قصہ ایک نہیں ہے بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہے پھر بیان تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ جو معمر کی روایت قتادہؒ میں ہے کہ عرب میں سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصۂ اعرابی مذکور کا خود صحیحین میں موجود ہے پھر ان وجوہ تاویل میں سے ہر ایک میں قصد قوم ظاہر ہے
لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہے جو **مفسر سیوطیؒ** نے اختیار فرمایا ہے کہ قولہ اذ ہم قوم۔ میں قوم سے مراد قریش ہیں پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ **اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ**۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھا دین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور
فتک یعنی غفلت میں قتل کر ڈالنا۔ **فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ**۔ پس اللہ تعالےٰ نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے ف
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ **وَاتَّقُوا اللّٰهَ**۔ تقویٰ کرو اللہ تعالےٰ سے وہی بچانے والا ہے اُسی پر بھروسا کرو۔ **وَعَلَى اللّٰهِ**
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالےٰ ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہے ف مومنون کو یقین ہے کہ اُسکے قبضۂ قدرت میں سب
چیزین ہیں جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے خود کسیکے فعل میں کوئی تاثیر نہیں پس جو کچھ اللہ تعالےٰ فرماوے اسمین اسکی اطاعت یقینی خوشی کیساتھ
ضروری ہے اور منجملہ ان امور کے جہاد ہے جسکے واسطے اللہ تعالےٰ نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعًا اللہ تعالےٰ کے بھروسے پر
پورا کرنا فرض ہے اور یہ سب امتحان ہے پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہیں ہے مگر ظاہر میں آزمائش ہے پھر بنی اسرائیل کی اگلی عہد شکنی

بندون کو جنھون نے اپنے وہم سے اللہ تعالیٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوے اور بھروسا کیا تو آبرو دار ہوے اور اللہ تعالیٰ نے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے وہی بیان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا انھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوے اور جنھون نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہمنے اُنمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

مین تمھارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور اُنکی مدد کروگے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو مین اُتارونگا تمسے بُرائیان تمھاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ

کہ بہتی نیچے اُن کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اُسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

سو اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کردیے اُنکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے اُنکی ایک دغا کی

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمِنَ

مگر تھوڑے لوگ اُنمین سو معاف کر اور درگذر اُنسے اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور وہ

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا

جو کہتے ہین آپ کو نصاری اُنسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی تھی پھر لگادی

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اُنکے آپسمین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتادیگا اُنکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا فن لیتے ہوئے عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوۃ الخ مذکور ہے کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین وجہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر اُنھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوگئے بیان سے اگلی امتون یہود ونصاری سے عہد لینے اور اُنکے توڑنے اور پروردگار ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہے کہ سعید وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالیٰ ۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۔ اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب مقرر کیے ف یعنے ہر قبیلۂ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب یعنے کفیل وشاہد ہے اور یہان دیگر اقوال بھی ہین اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کار پرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کرلی تھی کہ وہ لوگ ایمان اور تقوی پر رہینگے۔ **وَقَالَ اللّٰهُ** - اور اُن لوگون سے اللہ تعالےٰ نے بتاکید فرمایا کہ - **اِنِّیْ مَعَكُمْ** - مین تمھارے ساتھ ہون ف یعنے تمھارا حامی ومعاون ہون - **لَئِنْ** - لام قسم یعنی قسم ہے مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم - **اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ** - قائم رکھوگے نماز کو ف اور مروی ہوا کہ پچاس وقت کی نماز ان پر مفروض تھی وحدیث معراج اسکی مؤید ہے - **وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ** - اور ادا کروگے فرض زکوۃ کو - **وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ** - اور ایمان لاؤگے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہوگے چونکہ نجات کے لیے نماز وزکوۃ کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز وزکوۃ جبھی کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا - **وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ** - نصرتموہم اور انکی مدد کروگے ف یعنے رسولون کی مدد کروگے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے وعن ابن عباس انکی اعانت کروگے اور تعزیر بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم وتوقیر پس بنابر اول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون وکافرون کو رد کروگے یا ہر بُری بات اُنسے دور کروگے اور بنابر دوم انکی توقیر رکھوگے - **وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا** - اور اللہ تعالےٰ کو قرض حسنہ دوگے ف اس طرح کہ اُسکی راہ جہاد مین خرچ کروگے کہا گیا کہ ادا ء زکوۃ سے فرض مراد ہے اور اس سے مستحب ومندوب عام ہے پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہے اور فرائض کے جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہے اور شاید کہ یہ جان ومال کو شامل ہو بمانند قولہ تعالےٰ ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم بان لہم الجنۃ الآیۃ - حاصل یہ کہ اگر یہ سب تم ادا کروگے تو - **لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ** - تیرے تمھارے گناہ کفارہ کردونگا ف تمکو بخشدونگا پس جہنم سے بچے رہوگے - **وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** - اور تمکو ایسے باغات مین داخل کرونگا جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بےمثل وبےمثال نعمت مین سرفراز ہوجاؤگے اور یہ انتہا سے مراد ہے بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام ومصر کردیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے - **فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ** - پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا - **فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ** - تو وہ راہ حق سے بھٹکا ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہے اور ثابت ہولیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہے اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالےٰ نے اپنی شرع ورسولون علیہم السلام سے واضح کردی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہورہا اور اسیکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہے پس جو یہان صراط مستقیم پر ہے وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیسا کہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہے اور **شیخ ابن کثیر** نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلۃ العقبہ مین جب انصار سے بیعت وعہد لیا تو اُنہین بارہ نقیب تھے اُسید بن حضیر سعد بن خیثمہ رفاعۃ بن عبد المنذر وقیل ابو الهیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم یہ تین نقیب تو قبیلہ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ سعد بن الربیع عبد اللہ بن رواحہ رافع بن مالک براء بن معرور عبادہ بن الصامت سعد بن عبادہ عبد اللہ بن عمرو بن حرام منذر بن عمرو بن خنیش یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے کارپرداز عارف اور اُنکی طرف سے سمع وطاعت پر حضرت صلعم سے بیعت ومعاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین مین روایت ہے

کہ برابر لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے انمین بشارت ہو کہ آپ کی امت مین بارہ
مرد خلیفہ عادل وحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین
سے ہین اور یہ نہین ہو کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہو انھین مین سے ہونگے اور مترجم کہتا ہو کہ انکے
پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا
اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بن جاوینگے سو
مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین پس اللہ تعالے ہمکو تمکو ثابت
وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہو کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہو تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر
ہونگے تو اس اعتقاد والے غالبًا اُنسے منحرف ہوکر نہ مانینگے اللہم حفظنا اور شیخ ابن کثیرؒ نے بعد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی
جو مسلمان ہوے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ بھی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ سمجھ کے بسبب اسکو مان گئے اعوذ باللہ
من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيْثَاقَهُمْ
لَعَنّٰهُمْ پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کردیا ف یعنے دور کردیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے
وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۔ اور انکے دل سخت کردیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہوسکتے اور
یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہو وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیثون مین
ہو کہ دل سب اللہ تعالے کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہو پھیرتا ہو اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ
حضرت باریتعالے عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ او تعالے عزوجل نے آپکو تمام عالم اول وآخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔
اہل ایمان کو لازم ہو کہ پانچون وقت نماز مین ۔ اہدنا الصراط المستقیم ۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہو عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل
باستثناے اُنکے جنکو خود حق تعالے نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہوگئے کہ منھ سے ایمان
کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا ۔ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف
یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلمات کو
جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے
جہان اللہ تعالے نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسر کے نزدیک صحیح ہو کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریفًا تبدیل کی
ہو اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہو اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالے
عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ ۔ اور قولہ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیہ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباس رض کے کہ تحریف
فقط تاویل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہو کہ اُنھون نے توریت مین سے
ابتدا مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک
لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسیٰ علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا
علیہم السلام کے ساتھ لاحق کردیا اور معنوی تحریف ہر فرقے نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علمانے کہا کہ تمام تحریف

انکی یعنی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالے کی نہین بیان کرتے اور ساتھہی الگ کتابین لکھتے انکو توریت بتلاتے۔ وَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۔ ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا به فی التوراة من اتباع محمد صلعم ۔ یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ اُس چیز کا جس کا
توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کیجیو۔ وَلَا
تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ برابر تو انکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع ہوتا رہیگا
ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین سوا
انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہو گئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ۔ پس اُنسے عفو و درگزر کر اللہ تعالے نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی ف مفسرین نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہی یعنے قولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہ کا قول ہی اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہی جنکے ساتھہ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہی واللہ اعلم۔ وَ
مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى ۔ یعنے اُن لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا یا بالجملہ یہ متعلق ہی بقولہ۔ اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
ہمنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان ہیون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۔ پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھہ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے فَاَغْرَيْنَا ۔ ادفعنا۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
و بغض ڈالدیا قیامت تک ف باینطور کہ آپسمین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہی اُسکو دین سمجھتا ہی پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہی کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے انمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن انکی ہمت دنیا پر مقصور ہی تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہی اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغرا کے معنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالے بتلاویگا جو وے کرتے رہے ف پس ان اعمال پر
انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالے کو منظور ہی ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولقد اخذ اللہ تا قولہ
نقیبا۔ حضرت حق سبحانہ تعالے نے جب امر عظیم کو اپنے بندون پر چاہا تو پہلے اسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالے کی مراد کے موافق قیام کرین
اس وجہ سے کہ خلق ضعیف ہی اور انکی نہایت مین قصور ہی پھر جب اولیاء الہی نے اسمین بقدر حیثیت اپنی عبودیت کو بصفت رضا و تسلیم ادا
کیا تو اسکے بعد اللہ تعالے شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدائش بصفت ضعف ہی اور اولیا کی پیدائش بصفت قوت ہی

اور ہر امت مین اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو معارف وکواشف کا بار اُٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا وامتحان کے میدان مین
در آئے اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہین کہ نقیب وابدال ونجیب و اولیا واصفیا ومقربین وعارفین وموحدین وصدیقین وشہدا و صالحین و
اخیار وابرار وغیرہ ہوتے ہین اُن سب کا رئیس بنام غوث ہی اور پیشوا اُنکے مختار ہین اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہین اور نقیب اُن کے دس
عدد اور نجیب اُنکے چالیس عدد اور خلفا اُنہین ستر عدد اور امنا اُنکے تین سَو عدد ہوتے ہین اور اُنہین سے ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام
مین سے کسی کی صورت پر اور رسولون علیہم السلام مین سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہی اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر
اُنکو کوئی پہچان نہین سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوا ہے حق عز وجل کے کچھ نہین پہچانتے ہین چنانچہ بقول معروف
اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی - میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین اُنکو میرے سوا کوئی نہین پہچانتا ہی حضرت عبد اللہ بن مسعود سے
مرفوعًا روایت ہی کہ زمین مین اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہین اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر
ہین اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہین اور پانچ بندے حضرت جبرئیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور تین بندے حضرت
میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہین اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہی پھر جب اُنہین سے یہ ایک جو قلب اسرافیلؑ ہے مرا تو
اللہ تعالیٰ بجائے اُسکے تین مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والون مین سے ایک کو کر دیتا ہی اور
جب پانچ والون مین سے مرا تو سات والون مین سے ایک اسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب سات مین سے مرا تو چالیس والون مین سے ایک اسکا
قائم مقام کر دیتا ہی اور جب چالیس مین سے مرا تو تین سو مین سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب تین سو مین سے کوئی مرا تو عام مین سے
کوئی سرفراز ہو کر اُسکا قائم مقام ہوتا ہی اور یہ لوگ امت کے واسطے بہتری کی دعا مانگتے ہین سو اُنہین زیادتی و کثرت ہوئی ہی اور یہ جبر وظلم کرنیوالون پر بد دعا
کرتے ہین کہ اُنکی کمر ٹوٹ جاتی ہی اور مینہ کا پانی مانگتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہین تو مخلوق کے واسطے کھیتی اُگتی ہی اور دعا کرتے ہین تو
مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہی شیخ ابو بکر الوراق نے کہا کہ یہ ابدال اگلی امتون سے اخیار وابدال ونجیب و اوتاد ہوتے چلے آتے ہین چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا - اور یہی وہ لوگ ہین کہ ضرورتون اور حاجات ومصیبتون مین اُن کی طرف رجوع لائی جاتی
ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ اس امت مین چالیس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر
ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا یہی لوگ اپنے
اپنے عصر مین سوائے تمام خلق کے سردار ہین قال المترجم یہ حدیث اور حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی دونون اہل تنقید کے
نزدیک ثابت نہین ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہی چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر
مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنالے یعنی وہ جہنمی ہی اور ظاہرا شیخ رحمہ اللہ کو یہ بات
ظاہر نہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجہ ثبوت نہین پہونچی ہی واللہ اعلم پھر مترجم کہتا ہی کہ بدون تعداد کے بیان کے صحیح طبرانی ایک صحاح
کی روایات مین وجود بندگان خاص الٰہی کا ذکر ہی لیکن تعیین یا پانچ سو اولیا خاص کا وجود ہر زمانہ مین حدیث مرفوع مین مروی ہی اور اس حدیث
مین اگرچہ اہل تنقید نے کلام کیا ہی چنانچہ شیخ ابن الجوزی و صاغانی نے افراط کیا ولیکن حدیث درجہ حسن تک نازل نہین ہی اور
شوکانی نے اسکے حسن ہونیکا اقرار کیا ہی بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علماء ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث وابدال وغیرہ مین
ہی سوائے نزدیک کچھ نہین ہی اسواسطے کہ صحیح اسکا ثبوت لفظی کی طرف ہوا جاتا ہی کیونکہ اسکا کوئی ثواب بیان کرنے کے معنے مین

نہین تاکہ اُسکے ثبوت پہ دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ بدعتی ایسے امر کا ہوجاتا ہی جو شان نبوت
اسلیے کہ ثواب وعذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور امت والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان چیز مین ثواب یا عذاب ہی مگر
اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ ائمہ
کبار از اولیا ابرار جنکی صلاحیت پہ اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انہین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھ لیے گئے ہین تو انکی
طرف نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب۔ اور مراد میری اولیا سے کیا ہے سو وہ بزرگ ہین جو
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار ہارے تا باللہ تعالے صابر و شاکر تھے۔ جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت امام علامہ
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور انکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ما سوا ئے انکے گیارہ اقسام باجیہ
وشمراخیہ وغیرہ کے احوال کو بفصل لکھ کر اہل ایمان کو انکے مکر و فریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز انکے اقوال
وافعال پہ کاربند نہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اُس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ہے ۵ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست۔ پس بہر دستے نشاید داد دست۔ بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہر کسی کے معتقد نہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپ کس کوشش سے شرع پاک پہ لوگو نکو راست
کیا اور یہ وہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیر دہین چل سکتا ہی پس جو شرع پہ نیک ولی نظر آوے وہ گویا یقینی ولی ہی اور جو شرع پہ نہیں
وہ اگر مجذوب ہو گیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہنچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھ دیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پہ ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر مرد اپنا مذاہب سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالے فرمان وحکم و چال چلن سے برخلاف ہو کر اُس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ و خوب فرمایا ہے ۵ خلاف پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی رہ گزید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود دجنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالے کے اُن باتو نمین بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل وانصاف و حق کی پیروی سے درگذر نکرین واسلام شیخ ابو عثمان مغربی رح نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور اُمنا
سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پہ مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب ولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے انکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالے کسی کو قائم مقام فرماتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہی
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی مین
ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو وزیر آسمانی جبرئیل و میکائیل

ہیں اور دونوں وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہیں و قدہ مشہر حاقولہ نہا الفضھم میثاقہم لعنا ہم۔ جب اللہ تعالےٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو انکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ غضب قہر کے احکام طاری ہوتے ہیں اور انسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہو جاتے ہیں پھر اسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ او تعالےٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہو جانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ انھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرنے سے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہو ویسے وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہو گیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا حق مال ادا کرنے پر عہد کیا تو اسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کر لیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالےٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوا کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت اپنے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ انکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ

اے کتاب والون آیا ہی تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تم پر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الْكِتٰبِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتٰبٌ مُبِينٌ ۝ لا يَهْدِي

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیزوں سے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہوا اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور انکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِإِذْنِهٖ وَيَهْدِيهِمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - خطاب عام ہی یہود و نصاریٰ دونوں کو شامل ہی یہی مفسرین نے موافق دوسرونکے اختیار کیا ہی اور الکتاب میں لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونوں کو حاصل آنکہ اے یہود و نصاریٰ **قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا** - آیا تمہارے پاس ہمارا رسول یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ **يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ** ظاہر کرتا ہی تمپر بہت باتوں کو جو تم کتاب میں سے یعنے توریت و انجیل میں سے چھپاتے تھے مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی میں حکم تھا کہ محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کر ڈالو جیسے ہماری شریعت میں حکم ہی مگر یہودی اسکو چھپاتے اور کہتے کہ منھ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارو پس آیۃ الرجم کو چھپا ڈالا اور مانند ان آیات کے جو اس رسول کی صفت میں تھین انکو بھی اس رسول صلعم نے ظاہر کر دیا پس یہود کو بتلایا کہ تمھاری توریت میں محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و انکی امت کے فضائل

و وضع و اخلاق و بعض مسائل اور یہود کو اُنپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہی اور نصاریٰ پر ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد احمد مصطفےٰ صلعم
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیوں کو عام آگاہ فرمایا ہی اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاریٰ پر ظاہر تھے ولیکن چھپتے تہین کہ تمھاری کتاب
مین ہو نیکو کھلے کھلے بیان فرماتا ہی۔ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ اور ترک کرتا ہی بہتیرکو اسمین سے ف یس بہت کو بیان نہین کرتا جب کہ
اسمین کوئی مصلحت متعلق نہین الا یہ کہ اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا احال بطریق صفت ہی یعنے ایسا رسول آیا ہی کہ تم مین سے بہتوں کو
عفو کرتا ہی مواخذہ نہین فرماتا لیکن اول ارجح ہی حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسمین سے بہت باتین ایسی ہین جنکے بیان سے کوئی فائدہ
متعلق نہین تو اُنکو چھوڑکر باقی جن سے مصلحت و تعلق کا حکم ہی اُنکو بیان فرماتا ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اُسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب یس رجم اس چیز مین
تھا جسکو اُنھون نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ نور سے مراد آنحضرتؐ اور تفسیر نسبت
اسلام و حق کے زیادہ مربوط وارجح ہی یعنے آگیا تمھارے پاس اللہ تعالےٰ کیطرف سے نور یعنے محمد خاتم النبیین۔ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین یعنے ظاہر ہی یا یعنے حق کو باطل سے جدا کرنیوالا۔ تو اسمین اشارہ ہی کہ اہل کتاب جن باطل امور کو پھیلایا تھا
اُنکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہی اور حق کو لاتا ہی پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ۔ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ یعنے یہ کتاب ایسی ہی کہ اللہ تعالےٰ
اُسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہی۔ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ۔ ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالےٰ کے رضیات کی بایں طور کہ ایمان لاوے۔
سُبُلَ السَّلَامِ۔ ای طرق السلامۃ۔ راہہائے سلامتی کی۔ حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہی کہ جو بندہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالےٰ
سلامتی کی راہونکی ہدایت فرماتا ہی اور یہ راہین بھی شرائع اسلام ہین جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ ہین یہانسے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالےٰ کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالےٰ کی خلاف مرضی چلنا ہی جسکا انجام جہنم ہی کیونکہ
مخالف تو باطل راہ پر ہی اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہی وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔ اور قرآن ایسے شخصونکو تاریکیون سے نور کیطرف لاتا ہی بارادۂ الٰہی ف یعنے اللہ تعالےٰ کے ارادہ و تاثیر و
توفیق سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والونکو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہی پس جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا وہ
اندھیرے سے نکلتا ہی نہین کہ اسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہین لاتا اور جو مسلمان ہین اُنکو مژدہ ہی کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھین اور اُسکے
حکمون پر عمل کرین اُنکے دل روشن ہوجائینگے اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین نور و حجت ہی اور نیز ثابت ہی کہ پڑھنے و عمل کرنیوالا قرآن کا
خوشبودار پھل کا درخت ہی اور ثابت ہوا کہ قرآن مجید الاعارف بالکمال اور اسکا دل انوار اور ایمان و یقین روشن ہوتا ہی اور خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَيَهْدِيهِمْ
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ اور یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی مرضیات کی متبعین بندونکو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہی اور صراط مستقیم
جیسا کہ مفسرؒ نے کہا کہ دین اسلام ہی پس معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ثابت ہی وہ ہر وقت نمازین صراط مستقیم کی ہدایت مانگو اور قرآن پڑھے
اور اسپر عمل کرے تو جسقدر اسکے دل [illegible] اور اسکا یقین [illegible] ہوا ہی [illegible]
سبب گناہونکے ہوا اسکے دل [illegible] یقین کو گرد [illegible] آخر کار ایسا ہوجاتا ہی کہ اُسکے دل کو گویا یقین ہی نہین رہا اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان
گھٹتا بڑھتا رہتا ہی ف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ آیت مین اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے
نور معرفت بدون کسی وسیلہ کے جسکے حاصل ہوتا ہی پھر نور و کتاب دونون ازل کے صفات مین سے دو صفت ہین کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہ

چلنے والوں کی جذب کر لینے کو ظاہر ہوئی ہیں بعض نے فرمایا کہ تم نور توحید و نور کتاب کو اُسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو قال المترجم
شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ ۔ سے نکالا ہو کہ جار لازمی ہے یعنے آنا اُسکا محض بفضل حق سبحانہ ہے پس ازل میں
جنکو مختار کر لیا تھا درحقیقت اس نور وکتاب کا آنا اُنھیں کے واسطے ہے ورنہ دوسروں پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالے یہدی
بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور وکتاب میں سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونوں مقام عین الجمع یعنے معدن
الصفات میں واحد ہیں ۔ اور اس کلام پاک میں اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالے سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہوں کی طرف ہدایت
فرماتا ہے اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہیں بتاتا ہے قال المترجم توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب و نور جب صفات
ازلی ہیں تو اسی سے ہدایت فرمانے کے یعنے یہ ہوئے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت پس
وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگوں کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ ۔ سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالوں کو اور ایمان
بتوحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ دلطیف دقیق جید اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل میں اُٹھانے
تو بہت شیطانی وساوس دور ہوں اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت درباب مسئلہ جبر واختیار و قضا و قدر و توحید ذات
اور یہ کہ ہدایت اُسکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہوں اور جو شخص ان مقامات میں وساوس شیطانی آنے سے تنگ
ہو اسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللہم اہدنا الصراط المستقیم ۔ رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالے نے انبیاء و اولیا کے واسطے
ازل میں پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام میں پہونچ گیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی میں اسکی مراد کے موافق عنایت کے سبب
زندگی بسر کر جاوے مگر متابعت نہیں ملی لیکن اسی شخص کو جسکے حق میں سابقہ ازل میں اُسکی رضامندی ہو چکی ہے بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہوں میں سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کر دیا
تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا و تسلیم میں لاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اندھے پن اور بہوسات اور شیطانی خیالات و
اُسکے دعوے اور اُنکا بیہودہ پن بیان کرکے رد کر دیا بقولہ تعالے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا
بیشک کافر ہوئے جنھوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے
اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سارے اور اللہ کو ہے سلطنت
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ
آسمان اور زمین کی اور جو دونوں کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہیں یہود
وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ
و نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو
مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اُسکی پیدائش میں بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

اور جو دونون کے بیچ ہر اور اُسیکی طرف رجوع ہر۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ اور قطعًا کفر کیا ان لوگون نے جنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر ف حیث جعلوہ الٰہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاریٰ ۔ واضح ہو کہ نصاریٰ بہت فرقے ہو گئے تھے اور اب بھی موجود ہین اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہا ئے نصاریٰ مین اول تین فرقے تھے چنانچہ اوپر بیان گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فریق ہوئے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اُٹھا لیا اور یہ لوگ موحد و دیندار تھے اور دوسرے فریق نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلا لیا اور تیسرے فریق نے کہا کہ نہین ہم مین خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فریق نے ملکر فریق اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ ابن کثیر اور ابن عباسؓ سے روایت ہر کہ نصاریٰ نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہر اور اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہر کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو الٰہ معبود ٹھہرایا اور قطعًا معلوم ہر کہ الٰہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہی ہیں گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر چنانچہ یہی تاویل کلام مفسرؒ سے ظاہر ہر ولیکن یہ جو مفسرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہر نصاریٰ مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہر کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہر جیسا کہ ابتدائی تین فریق مین سے فریق سوم کا قول مذکور ہوا اور یہی ظاہر آیت ہر اور سب نصاریٰ کا یہ قول نہین بلکہ اُنہین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے تاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلا دیا پھر اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہر اور واضح ہو کہ مسیحؑ کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ کسی سلیم العقل کو ان کافرونکا اندھاپن سمجھ سکے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق و معبود بلکہ اپنی ماں کا کیونکر خالق ہو سکتا ہر اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی ماں کو جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکو اللہ عزوجل نے رد فرمایا بقولہ ۔ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کر سکتا ہی حکم الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریم کو اور اسکی ماں کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہر سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہر جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام الٰہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہر ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا وہ جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہر ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہر وہ جو چاہتا ہر کرتا ہر جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسیکی مخلوق و بندے ہین اور ہر مسلمان و ہندو و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہر کہ اُسیکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب سے ڈرین جیسا کرینگے پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاریٰ اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۔ یعنے انہین سے ہر ایک فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین ف سراج وغیرہ مین ہر

کہ مفسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاری اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف
مضاف ہے اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ - یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولون کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاری سے مراد بنی اسرائیل
کے یہود و نصاری ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا
فخر ہمکو حاصل ہے مترجم کہتا ہے کہ انکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلون کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم
آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہے ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اسکو بھی کہتے ہین قال المترجم
اور مفسرین نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت
و رحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہے سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالی کا بیٹا ہے اور نصاری نے مسیح علیہ السلام کو
یہی زعم کیا اور چونکہ یہ دونون انھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین
حالانکہ یہ قول انپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب
الہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ و احباؤہ
ای ہم لوگ اسکے انبیاء سے نسبت رکھتے ہین جو اسکے بیٹے ہین جنپر اسکی عنایت مبذول ہے اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہے اور اپنی کتاب سے
نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوب سے کہا کہ انت ابنی بکری - پس اسکو اسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے
پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کر دی چنانچہ بہت سے انکے عقلا جو اسلام پر ہوے انھون نے انکو رد کر دیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے
عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاری نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسی علیہ السلام نے انسے کہا کہ انی ذاہب الی ابی
و ابیکم - یعنے ربی و ربکم یعنی عیسے نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمھارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمھارے
پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہے کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسے کے
واسطے دعوی کیا ہے پس انکی مراد یہی کہ ہملوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ یہود نے
توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری یعنے اے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنواریونکی اولاد پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ
و احباؤہ - بہر حال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہے کہ یہود و نصاری اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک
فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے جل جلالہ نے اسکو رد کر دیا کہ قُلْ
لہم یا محمد - کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے پیر سے رسول محمد صلعم - فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ - پھر کیون تم کو تمھارے
گناہون پر عذاب کرتا ہے اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب
کرتا ہے حالانکہ اسنے تکو عذاب کیا کہ مسخ کرکے بندر و سور کر دیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مرگئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور
امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہے کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہے اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا
محال ہے حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہے اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ
دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات - یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی
آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہو یہ تمھارا دعوی خلاف ہے اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان الخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رح

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا تو فقیہ عالم نے کچھ جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھدی **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہے اور اسکا شاہد مسند امام احمد مین موجود ہے چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا کھیلتا تھا سو جب اُسکی ماں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور دوڑ کر اُسکو لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہوسکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بھی واللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ واللہ ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلاے مصیبت کرتا ہے (ہذا حدیث مرسل) اور مدارک مین کہا کہ قولہ فلم یعذبکم ۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فمسخہم قردۃ وخنازیر ۔ یعنے کیون تمہارے اگلو نکو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ صادر ہوے پس اُنکو مسخ کرکے بندر و سور کردیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمہارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کردیا تھا پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو ۔ **بَلْ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ** ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہے ف سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمہارے لیے اور بُرائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہے ویسی ہی تمپر ہوتا ہے تم سب کا یکسان حال ہے ۔ **يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ** ۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہے بخشتا ہے ۔ **وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ** ۔ اور عذاب کرتا ہے جسکو عذاب دینا چاہتا ہے ف اللہ تعالے مالک مختار ہے اُسپر کچھ اعتراض نہین ہے جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہے کسی کا اجارہ نہین ۔ **وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا** ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہے ملک آسمانون و زمین کا و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسیکا مملوک مخلوق ہے اُسکا کرم ہے کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ **وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ** ۔ اور اُسیکی طرف لوٹ کر جھکانا ہوگا ف عرائس البیان مین ہے کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ و احباؤہ ۔ کا قران یہود و نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجد قدم سے مست ہو کر مجلس اُنس مین حالت انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور اُنس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے اُنکی ناک گردن توڑ دی چنانچہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے محبت بھیجکر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ جو بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق یعنے او جھوٹ دعوی کرنیوالو ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہے جو ماسوائے حق عزوجل سے پاک ہوگیا ہے قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہے کہ اس مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس دلی کو چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہے اور اس مقام مقدس کی خوشبو بھی دُشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہے اور عذاب کرنا عدل ہے

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ عَلٰى فَتۡرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ

اے کتاب والو آیا ہے تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے اوپر موقوف ہو جانے پیغمبرون کے

[illegible] ۱۲

تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ

کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آ چکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ہر چیز کے قادر ہے

ع ۳

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ۔ یعنے اے یہود و نصاریٰ ۔ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا ۔ تمہارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آ گیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاریٰ کیواسطے ثابت فرمایا بہ خلاف نبوت موسیٰ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا ۔ يُبَيِّنُ لَكُمْ ۔ جو تمہارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے ۔ عَلَىٰ فَتْرَةٍ ۔ انقطاع ۔ مِنَ الرُّسُلِ ۔ یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان میں ہو گیا تھا ۔ اذ لم یکن بینہ و بین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمأتہ و تسع و ستون سنۃ کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انہتر سال تھی اور فترۃ در اصل بمعنے سکون ہے یعنی رک جانا اور ٹھہر جانا اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسر رح نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولوں کا انقطاع ہو گیا تھا اور یہاں سے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوے تین نبی اسرائیل سے اور ایک بنام خالد بن سنان العبسی جزیرۂ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی و بینہ نبی یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُسکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسی رضہ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہ رح سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطی رح نے ابن عباس رضہ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نوسو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان میں ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسوا اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انہتر برس کا زمانہ تھا

قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۷ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچسو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کیوقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہو گئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری رح ارجح ہے اور اسمیں کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا التطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالے عز و جل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل و طموس السبل و تغیر الادیان و کثرۃ عبادۃ الاوثان و النیران و الصلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان تمام بلاد میں اور جہل و فساد عام عباد میں پھیل گیا تھا سوا اسے چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور راشد کالعدم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعی رضہ میں ہے کہ نبی صلعم

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جن باتون سے تم جاہل ہوگئے ہو منجملہ اُسکے جو آج مجھے
تعلیم فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفاء یعنے مسلمان مائل بحق پیدا
کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور اُنکو حکم کیا کہ میرے ساتھ
شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب کو ممقوت
رکھا سوائے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجھکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے
سبب مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اُسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالیٰ نے
مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ ای میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کر ڈالینگے فرمایا کہ تو
اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم اُسکے
پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہی جہاد کر اور جنتی بندے
تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابتدار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار
اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین
ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر آنکہ اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ
مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر آنکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا
(رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمہارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول
برحق بھیجدیا۔ اَنۡ۔ لَا۔ تَقُوۡلُوۡا۔ تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ۔ مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ
وَّلَا نَذِيۡرٍ۔ ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا۔ ف اور واضح ہو کہ فترت کے بعد
بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ ای پروردگار تیری عبادت واجبی ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ
خلط و خبط ہوگیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا۔ ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر۔ اور بقاعی نے
کہا کہ قولہ یبین لکم۔ مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے
کبھی منقطع نہوگا اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کر دیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت مین
اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور برابر
یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سوائے فتنہ دجال و یاجوج و ماجوج کے کہ عالمونکو اُسکے دفعیہ کی طاقت نہوگی۔
(انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض اکابر نے استنباط
کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس امت کے عالم لوگ بمانند بنی اسرائیل کے انبیا علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین
نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اور یہ استنباط صحیح ہی لیکن
عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہوگیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے بیان کی واللہ تعالیٰ اعلم
بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کر دی پھر فرمایا۔ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّنَذِيۡرٌ۔ اب تمہارے پاس

بشیر ونذیر آچکا ہے یعنے اب تو تمھارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ ۔ اور منجملہ ہر شئے کے ہے کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شئی کے یہ ہے کہ چاہے رسولوں کو تترا یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور چاہے علیٰ فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر ۔ میں قول شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اسکے معنے یہ کہ او تعالےٰ بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندۂ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم میں نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا کسیکو جہان میں اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○

پاک میں جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور الٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان میں

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ

بولے اے موسے وہاں ایک لوگ ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نجاوینگے جبتک وہ نکل جاوین وہاں سے پھر جو

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

اگر وہ نکلین وہاں سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مرد نے ڈر والوں میں سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

اُن پر حملہ کرکر دروازے میں پھر جب تم اُسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جبتک وہ رہینگے اُسمین سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ

رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ

سو تو فرق کر ہم میں اور بے حکم قوم میں کہا تو وہ اُنپے بند ہوئے چالیس

سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

برس سرمارتے پھرینگے ملک میں سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگوں پر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ متعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال ۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے پس یہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے ۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جبکہ تم میں انبیاء بنا دیے ف یہ یاد دہانی تو طیہ تمہید ہے اور فیکم بمعنے منکم ہے یعنے
تمہیں میں سے یہ انبیاء بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہے ورنہ کسی قوم میں اور قوم کا نبی ہونا بھی اُنپر احسان ہے پھر اگر انہیں میں سے ہو
تو نعمت زیادہ ہو گئی جیسے عرب کو عجم پر باوجود باجود حضرت صلعم فضیلت ہے اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء۔ آنکہ حضرت ابراہیمؑ کے
وقت سے حضرت موسےؑ تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد میں بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰؑ تک برابر یہ دستور رہا کہ جب کوئی نبی وفات
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل میں سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ مجموعی تعداد
صدہا ہو جاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰؑ پہ انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کر کے آنحضرت صلعم کو تمام
انبیاء و رسولوں کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلوں سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ
وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا۔ اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسرین نے ملوک کی تفسیر خدم و حشم والے بیان کی اور قتادہؒ سے مروی ہے کہ پہلے
پہل انہیں لوگوں کو خادم ملے ورنہ انکے پہلے خادم والے نہیں ہوتے تھے اور ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ
بنی اسرائیل میں جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباسؓ سے بھی مانند اسکے مروی ہے
اور یہاں سے جورو کے مکان مذکور رہے پس حاصل معنے یہ ہوئے کہ او تعالیٰ نے تمپر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تمکو تمہاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد از آنکہ تم فرعون کی غلامی میں ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہاں
بھی تقدیر کلام یوں ہے کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم میں ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینہ مذکور کے اور بعض اس اشعار کے
انہیں بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہے کہ ہم وہ خاندان ہیں کہ ہماری بادشاہت ہے اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہیں اور یہی ظاہر ہے
پھر اہلیت کے فافہم اور بعض نے یہاں سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جواب دیا
کہ انہیں ملوک بہت ہوئے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال ہی مہمل ہے اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہے جس قوم میں
اللہ تعالیٰ نے دیدیا سب پر احسان ہے لہذا غیروں پر بھی یہ احسان موجود ہے ہاں کمال نعمت یہ کہ بادشاہ دیانتدار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل میں واقع ہوا فتامل۔ وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ۔ اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہیں دیا کسی کو عالمین میں سے
ف مفسرین نے اس مبہم کی تفسیر میں کہا کہ یہ من و سلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتیں پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہیں اور مفسرین نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا مگر شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمیں شک نہیں کہ اسمیں ایک علت ظاہر یہ موجود ہے کہ او تعالیٰ نے اسکو بزبان موسیٰ علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
و زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادیں علاوہ بریں بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزیں نہیں دی
گئیں مگر سب سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین میں سے کسیکو نہیں دی گئیں ولیکن اس سے افضل دی گئیں تو سوق کلام جو امتنان کیواسطے
ہے وہ جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو میں وزیر سے یہ کہنا زیبا نہیں کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین میں سے کسی کو نہیں ملا پس
مرجح وہ ہے جو مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ۔ یعنے عالمین سے وہ سب لوگ مراد ہیں
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ و سلسلے موجود تھے رواہ الحاکم و صححہ پھر اس احسان و امتنان الٰہی کو یاد دلا کر حرف مقصود بیان فرمایا
يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ۔ اے قوم تم اس زمین مقدسہ میں داخل ہو جیو

اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے لکھدی ہے ف یعنے اس پاک زمین مین داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللہ
لکم کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے اسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہے اور قتادہؒ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کردیا مانند
نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمھارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمھاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح
ازل مین مقدر کیا کہ تمھاری ہوگی جو تم مین سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہے پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین
اور جامع قول قتادہؒ ہے کہ وہ تمام ملک شام ہے اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے
کہ بادشاہت امت محمدی مین ہوگی اور صحیح ہوا ہے کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم لیکن موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اس
زمین موروثی مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پچھونڈی ف
والحاصل لاتنہزموا خوف العدو۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ
قوم عاد بڑے زبردست زورآور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو انکے مقابلہ مین پامردی
کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہوکر مت بھاگنا۔ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔ یعنے اگر بھاگوگے
تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہوجاؤگے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل
کو جہاد پر آمادہ کرکے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی
جنکو اللہ تعالیٰ نے نقیب فرمایا ہے روانہ کیے تاکہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہونچے تو انکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند
قوی ہیکل بڑا لنبا چوڑا ہولناک ملا اور اسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا
انمین نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبا نے جواب دیا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے انکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے
کافی تھا پھر انکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جاکر اپنی قوم کو خبر کرو کہ انکے انگور کی یہ مقدار ہے (کذا رواہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن
عباس) پھر ان نقبا نے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بددل ہوگی لیکن آخر مین سواے دو کے دس نے عہد
توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکاری جواب دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا
قَوْمًا جَبَّارِيْنَ۔ قوم نے کہا اے موسیٰؑ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوے قوم عاد کے دراز قد
بڑی قوت ور تھے اور یحییٰ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین جانتا کہ کس قدر ناپا مگر زمین مین
پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قدونکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل
ڈر گئے اور کہا۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہونگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ
اسمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین۔ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا
دٰخِلُوْنَ۔ فیہا۔ پھر اگر وہ لوگ اسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے
تو ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہم سے اس حکم کی تعمیل نہین ہوسکتی ہے جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو قَالَ
رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ۔ ان لوگون سے کہا دو مردون نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف
کرنے مین ف اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقبا کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

یا ڈرنے والون سے کہا ۱۲

بھیجا تھا اور ان دونون کا حال یہ تھا کہ۔ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا۔ ان دونون پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا تھا ف باین طور کہ اُن کو گناہ سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوے پس انہین دونون نے تو جو کچھ جبارین کے حال سے آگاہی پائی تھی اُس کو چھپایا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ اُنھون نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کو مع اُس کے جو گذرا تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھا گئی بالجملہ اُن دونون بندون نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے انعام کیے ہوے تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ۔ اُدۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ۔ ای بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہوت یعنے اس شہر کے دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہین فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھین غالب ہوگے ان دونون نے بوجہ اسکے کہی کہ اُنکو اللہ تعالےٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس اُنھون نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہین کہی تھی بلکہ عین ایمان و اعتقاد کی بات تھی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ اور ان دونون نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالےٰ ہی پر تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہوت یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسا کرکے چلو گھسو اور لڑو۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِيۡهَا۔ یعنے بنو اسرائیل کہنے لگے کہ ای موسیٰ ہم ہرگز نہین داخل ہونگے کبھی جب تک جبابرہ لوگ اسمین موجود ہین۔ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ سو تو جا اور تیرا رب ورجا کر دونون لڑو ان عمالقہ سے۔ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ۔ ہم یہین بیٹھے ہین ف بنی اسرائیل نے سخت بےتمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو اُنکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و عواس کو اُنہین بہت وقعت ہوتی تھی اسی نے ظہور کیا پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہی کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہو کر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باری تعالیٰ مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونونکے بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہی اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت سے پیدا کیا اور ایسی نا پاک تو نسے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ایکہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و تلوار و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے مشورہ لیا تو اول ابو بکرؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ ای لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبون مین سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگونکی طرف اشارہ رکھتے مین تو قسم ہی اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کرین اور آپ اسمین گھسین تو ہم سب گھس پڑینگے ہم مین سے کوئی ایک بھی نہین پیچھے رہیگا اور یہ بات ہمکو بُری نہین لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑین ہمکو آپ لڑائی مین صابر و صادق پاوینگے امید ہی کہ اللہ تعالےٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ ہمکو اللہ تعالےٰ کی برکت کے ساتھ لے چلین آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوے اور حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے

بدر کے جانے مین مشورہ لیا تو عمرؓ نے مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ انصار تم یہ کون رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہے تو وہ بولے کہ ہم سب مطمئن ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ۔ اذہب انت وربک فقاتلا انا ھہنا قاعدون ۔ بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون ۔ بلکہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہو کر دشمنون سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبد اللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی والتفسیر پس اللہ تعالیٰ کے واسطے حمد وثنا مرضیہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور ڈر ہی اپنے حواس کے پابند ہوئے جبکہ عمالقہ کے ڈیل وڈول کو مہیب دیکھا اور واضح ہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بعض تفسیر والون نے بدون تنقید وتحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی بیٹی تھی اور تین ہزار دو چار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰؑ نے اسکو عصا سے قتل کیا لیکن شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہے اور سراسر خلاف اُس حدیث کے ہے جو صحیحین مین ثابت ہے چنانچہ اسمین ہے کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد وجسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اُسکے گھٹنون تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ وافترا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا نقل فرمائی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ اور یہ فرمایا ۔ وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین ۔ یعنے ادتمام نے نوحؑ کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کر دیا اور فرمایا ۔ لاعاصم الیوم من امر اللہ الامن رحم ۔ یعنے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہے اسکے سواے آج کوئی بچنے والا نہین ہے پھر جب نوحؑ کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر وولد الزنا کیسے بچ سکتا ہے یہ سب بیہودہ باتین ہین کہ شرع وعقل کوئی اُسکو جائز نہین رکھتی ہے فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کر لی ہین کہان تک اُنکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتون سے بچاوے اور انکو کلام خدا ورسول کے معانی کا شوق دلاوے جو اُنکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیا اور ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰؑ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا ۔ قَالَ ۔ موسیٰ حینئذ ۔ یعنے موسیٰؑ نے اسدم کہا کہ ۔ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ ۔ الا ۔ اَخِيْ ۔ ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ ۔ اے پروردگار میرے مین نہین مالک ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونون کے سواے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کر لون ۔ فَافْرُقْ ۔ ای فافصل ۔ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۔ پس تو فیصلہ کر دے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین ۔ ف پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی ۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۔ یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا درحالیکہ ۔ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۔ متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان ٹھٹے ہین دت اور وہ نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور بھٹکے رہنا اُنپر عذاب تھا ۔ فَلَا تَاْسَ ۔ ای فلا تحزن ۔ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۔ پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیوف روی انہم کانوا یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدؤا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الا من بلغ العشرین

قیل وکانوا ستاٰة الف۔ روایت ہی کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کرکے چلتے پھر جب صبح ہوئی تو اپنے آپ کو وہین دیکھتے جہان سے چلنا شروع
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا اُنکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے (کما رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس)
پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا وابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پرانے ومیلے نہونا اور پتھر سے بارہ چشمے
بضرب عصائے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو اُنکے حواس ونظر کی بنیاد کو کاٹنے والے تھے جیسے ہمارے
زمانہ کے فرقہ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اوتعالےٰ قادر مختار ہی ہر چیز ہر دم اسیکے حکم وتاثیر سے
اپنا کام دیتی ہی جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالےٰ کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر بلطف وقہر ہر طرح
جاری ہی اور یہ بات کھلی ظاہر ہی بہرحال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے سوائے اُسقدر لوگونکے
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہی کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع وکالب بچے
تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلہا ابدا۔ انہین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ قال فانہا محرمۃ علیہم
پر وقف تام ہی یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا۔ پھر اگر کہا جاوے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسۃ التی
کتب اللہ لکم۔ حالانکہ یہان محرمۃ علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مر گئے اور داخل نہوے۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت اُنھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ اُنکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ پر وقف ہی اور قولہ یتیہون فی الارض
حال ہی پھر مفسر نے لکھا۔ ومات ہارون وموسیٰ علیہما السلام فی التیہ وکان رحمۃ لہما وعذابا لاولئک وسال موسیٰ ربہ عند موتہ ان یدنیہ
من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر فادناہ کما فی الحدیث۔ یعنے ہارون وموسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی۔ اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدسہ سے
اسقدر نزدیک فرما دے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالےٰ نے اسیقدر نزدیک کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی قال
المترجم اسمین اختلاف ہی کہ آیا موسیٰ وہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہی کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالےٰ جانتا ہی اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسر رح نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہی اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ سے
قریب بیت المقدس کے تودہ ریگ احمر پاس مروی ہی اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسر رح نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معہ وقاتلہم وکان یوم الجمعۃ ووقفت لہ الشمس ساعۃ حتی فرغ
من قتالہم وروی احمد فی مسندہ حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس۔ یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا
روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین ایک حدیث روایت کی کہ
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سوائے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے قال المترجم اسمین اختلاف ہی

کہ سورج کیونکر حبس ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھر گیا بعض نے کہا کہ ٹھہر گیا اور بعض نے کہا کہ اُسکی رفتار سست کردی گئی اور صحیحین میں رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابوہریرہؓ مرفوعًا اور اولی یہ ہی کہ سورج مانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم مجبور
چیز ہی جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہاں کو حکم ہوا بندہ بہ مقدار جاریہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوا تو نہیں چلا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہیں ہوا پس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریرؒ و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسیٰ نے فتح کیا تھا
اور یوشع اُن کے مقدمۃ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یوں استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسیٰ علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکور کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیوں ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسیٰ کے لشکر پر بد دعا کی تھی **قال ابن کثیر** یہ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض ہیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج و عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسیٰ کا اُسکو قتل کرنا عوام میں مشہور ہی روایت کیا تو اُسکی اسناد میں راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کر کے حدیث صحیح جس میں
موسیٰ کا تیہ میں وفات پانا مذکور ہی سہو ہو گئی۔ گر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسیٰ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالے قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ ۔ وغیرہ کو تیہ میں گرفتار رہنے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق میں تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل میں چالیس برس پھنسے رہنے میں صریح غور
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیوں تعرض نہ کیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسیٰ نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
اُنکی عملداری میں تھے اور آخر جبارین کے معاملہ میں جو پانچ قلعوں پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ اُنکے بیت المقدس بھی تھا جس سے محروم
رہے اور مترجم نے سورۃ البقرہ الم کی تفسیر میں تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس میں ہی کہ قولہ تعالے
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت، بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک بایں معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کر دیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قشیریؒ نے کہا کہ بادشاہت تمہاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمہارے نفوس تمہارے مالک نہیں ہیں اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہیں رکھتے ہو قولہ
تعالے واتاکم مالم یؤت احدًا الخ اسمیں بھی کامل نعمت مشاہدہ حضرت عزت اور آیات و معجزات میں اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت و علوم
کے آداب سے آراستہ کر دیا اور جب اللہ تعالے کسی قوم کو دنیا میں و دین میں سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کر دیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالے سے امیدوار رہو اور اگر عارف اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اُسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہل رح نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت میں پھنسانا یہی توکل ہی واسطی رح نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالے پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالی پر
متوکل نہیں کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اُسکو سبب کر دیا اور اسمیں معرفت الٰہی کی قلت ہی **قال المترجم** شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدیں سبب توکل کیا کہ اللہ تعالے نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزاق سے اللہ تعالے پر
توکل کیا اسلیے کہ واللہ تعالے نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اُسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا اللہ

تعالیٰ پر متوکل ہو فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ۔ قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہے کہ ذرہ برابر بھی کوئی اپنے نفع وضرر کو نہیں پہچانتا پس آگاہ کر دیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہے اور کبریائی کی ردا بیت میں حدوث کی ہستی کیا ہے قال المترجم توجیہ اشارہ یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سواے نصیحت کے بنواسرائیل سے خطاب قدرت کچھ نہیں کیا اور رسیدہ جناب الٰہی میں دست بدعا ہو کر اسی طرح عرض کیا جو درحقیقت مشعر تعریف کبریا وجلال ہے فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالیٰ فلا تاس علی القوم الفاسقین ۔ میں کہا کہ اسے موسیٰ ہمنے جو کچھ اُنکے حق میں حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہیں اس قصہ میں ان یہود کے لیے جو بالفعل موجود تھے اور اپنے کبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلانے تھے تو اُنکی واجبی سرکوبی و اُنکے فضائح وعیوب کا تحقیقی اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ ورسول سے مخالفت اُنکا شیوہ قدیم ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات سے فرعون کی غلامی وعذاب سے رہا ہو کر بجاے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور اُنکی آنکھوں دیکھتے فرعون دریاے الم میں غرق عذاب الیم ہوا اور ہنوز دیر نہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک میں پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لا شریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا اسپر بھی عمالقہ سے جو دسواں حصہ نہونگے باوجود وعدہ فتح وظفر کے ڈر گئے اس جبلت وا لے کالانعام ہیں اُنکے قبائح مانند نیچریوں کے ظاہر خاص وعام ہیں لیکن بہتان وافترا سے یہی کہے جاتے ہیں کہ ہم ابنا اللہ واحباہیں دنیا کی چندروزہ عیش وعشرت کے پیچھے دین کھو یا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم میں ڈبو یا اللھم احفظنا ایمانا وجمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ

اور سُنا اُنکو احوال تحقیقی آدم کے دو بیٹونکا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ

دوسرے سے کہا میں تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے سوا ادب والوں سے اگر تو ہاتھ چلا دے گا

لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مجھپر مارنیکو میں ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھپر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا

میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

بے انصافونکی پھر اُسکو راضی کیا اُسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اُسکو مار ڈالا تو ہو گیا زیاں والوں میں

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اُسکو دکھلا دے کسطرح چھپاتا ہے عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

بولا اے خرابی مجھسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہوں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ۔ ای اتل یا محمد ﷺ تو مکہ ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سنا ف یعنے امت کو تنبیہ کر کہ ظلم اور بدخصلت سے

احتراز کرین جیسے یہود مین ظلم و عہد شکنی کی خصلت ویسی ہی جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ خبر دو فرزند آدم کی ٹھیک ٹھیک یعنے حقیقت کے ساتھ سنا دے اُنکو خبر دو بیٹون آدم کی ٹھیک جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیرؒ کی تفسیر مین ہی کہ اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہی تو یہود و انکے مانند لوگون کو جو بغاوت و حسد و عہد شکنی مین سرگرم ہین آدم کے دو بیٹونکا قصہ سنائے کہ دونون مین سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دُونون حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل مین سے جنکی مثل واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہی اور انھین کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آئیندہ آیات مین ظاہر اور یہ کلام بھی محتمل ہی اور اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونونکا نام قابیل و ہابیل تھا سدیؒ نے ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و چند صحابہؓ روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی دوسرے بطن کا لڑکا بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ اُنکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھین اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑ یا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی اور میری جوڑ یا ہوئی ہی مین ہی اُسکا مستحق ہون مگر باپ نے حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نانا اور دونون نے اللہ تعالےٰ کی نذر مین قربان رکھا کہ دونون مین سے کون اس لڑکی کا مستحق ہی۔ (بعض روایت مین قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت مین کوئی فقیر نہ لیتا تھا ان دونون نے بغرض ثواب و رضاے الٰہی کے ایسا کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہی) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہی عرض کیا کہ نہین تو ارشاد ہوا کہ مکہ مین ہی وہان جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے بھی اور پہاڑون سے کہا انھون نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا مین امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہون تم جاؤ اور لوٹ کر اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ مین بھی حج کو گئے تھے کہ دونون نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیے جاتا کہ مین ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہون اور اپنی جوڑ یا کا زیادہ مستحق ہون پس ہابیل نے اپنے مواشی مین سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت نوجوان مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیان لایا جسمین ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو توڑ کر کھا لیا (یعنے بدنیتی سے رکھا تھا نہ اسکے کہ قربان عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہوا قلیما کو باوجودیکہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف مین لاویگا) پس جب دونون نے میدان مین قربان رکھا تو (بعض روایت مین ہی کہ آدم موجود تھے انھون نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوین کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل مین جل گیا (بعض روایت مین آدمؑ سے کہا کہ آپ نے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر سکیگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو پرہیزگارون ہی سے قبول کرتا ہی رواہ ابن جریر سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد مین ایک ہی پیٹ کے جوڑ یا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نہ کر دین بلکہ دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہین اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑ یا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر انکے ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور مین تجھے اپنی بہن بیاہ دون اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنی بہن کا خود

زیادہ مستحق ہون پھر دونون نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا اور کھیتی والے یعنے قابیل کا قبول نہوا پس قابیل نے اُسکو قتل کر ڈالا رواہ ابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ جید یہی اللہ تعالے نے فرمایا کہ واتل علیہم نبا ابنی آدم ۔ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ۔ ای اللہ وہو کبش لہابیل و زرع لقابیل ۔ جبکہ دونون نے نذر پیش کیا قربان کو اللہ تعالے کی جناب مین ف اور وہ ہابیل کا تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیون کا گٹھا تھا ۔ اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالے کی جناب مین تقرب چاہا جاوے اور اگلی امتون مین یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہی کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب مانند عورت وغیرہ کے نکاح کے نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ مین کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیوین پھر ایک وقت ہابیل و قابیل دونون بیٹھے تھے آپسمین کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کرین پس ہابیل نے اپنی بکریون مین سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے اپنی زرع مین سے اپنے نزدیک خراب کو دیا ۔ فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا ۔ پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونون مین سے ایک جس سے قبول کیا گیا اُسکا نام ہابیل تھا اور قبول یون ہوا کہ آسمان سے بے دھوین کی آگ اُتری اور اُسنے قربان ہابیل کو کھا لیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمۃ حدثنا حماد بن سلمۃ عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما ۔ کہا ابن عباس نے کہ بکریون والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھون اور بڑے سینگ والا سپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالے نے مینڈھا قبول فرمایا اور اُسکو جنت مین چالیس خریف تک محفوظ رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح مین فدیہ دیا گیا اسنادہ صحیح (فدیہ اسمعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمعیل بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہی قولہ تعالے ۔ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۔ اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا کہ آگ نے نہین کھایا اُسکا نام قابیل تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دلمین حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس و ابن عمرو وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہی کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان مین رکھا تھا یعنے آنکہ اُسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت ابن ابی حاتم مین ہی کہ آدمؑ نے دونون سے کہا تھا کہ اللہ تعالے نے مجھے وعدہ دیا ہی کہ میری ذریت مین ایسے بندے ہونے والے ہین جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونون قربان لاؤ تاکہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن عباسؓ مین بھی یہی دلالت ہی کہ قابیل کو حسد و غضہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے بھائی سے کہا کہ تو لوگون مین ناموری پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور مین بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر مین حضرت آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہی اور مفسر سیوطیؒ کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہی کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدمؑ جب حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا جو آگے فرمایا قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۔ ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک دونی ۔ یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ مین تجھے قتل کر دونگا اُسنے کہا کہ کیون تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میرا مردود ہوا ۔ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالے تو متقیون ہی سے قبول فرماتا ہی ف پھر اگر تیرا قبول نہوا تو میرا اسمین کیا قصور ہی سراج مین لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ لاقتلنک کا جواب ۔ انما یتقبل اللہ من المتقین ۔ کیونکر ہوا تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اُسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اپنے بھائی کو قتل سے

وعید کے تو جواب دیا کہ تجکو جو کچھ پہونچا وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر نہیں پہونچا پس تو مجھے کیوں قتل کرتا ہے اور کیوں اپنے نفس کو عذاب نہیں کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہیں کرتا جس سے قبولیت ہو جاتی ہے پس یہ جواب نہایت حلم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہے اور اسمین اشارہ ہے کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہو جاوے اور اسمین دلالت ہے کہ طاعت اسی بندے سے قبول ہوتی ہے جو مومن متقی ہو انتہی کلامہ اور معاذ بن جبل رض سے روایت ہے کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین کنف الرحمن مین ہو جاوینگے انسے حضرت باری تعالے کے درمیان کچھ حجاب نہ ہوگا پھر معاذ رض سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین کہ فرمایا لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم ۔ لَئِنۡ بَسَطۡتَ اِلَیَّ یَدَکَ ۔ واللہ اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ لِتَقۡتُلَنِیۡ تاکہ تو مجھے قتل کرے مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ اِنِّیۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ تجکو قتل کرون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہے کہ مین بھی یہ فعل کر سکتا ہون ولیکن خالص بخوف خداے تعالے اسکو ترک کرتا ہون اور عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالے کی کہ آدم کے دونون بیٹون مین جو مقتول ہوا وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھا(ے رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخی ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ انھون نے حضرت عثمان بن عفان رض کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا ۔ اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہو جائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط الآیہ ۔ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابو ہریرہ و خباب بن الارت و ابو بکر و ابن مسعود و ابو واقد و ابو موسی و خرشتہ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھا یا ہے قال الحافظ ابن العساکر وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابو ذر رض کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد و مسلم و اہل سنن ثابت ہین چنانچہ اس حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے ابو ذر رض سے کہا کہ ای ابو ذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے واسکے رسول کو اسکا علم خوب ہے فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کر لے مین نے کہا کہ اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انہین جا جنمین تو ہے اور انہین رہ مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اٹھاویگا تو جس حال مین وہ ہین اسمین تو بھی انکا شریک ہو جاویگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے روع ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے قال المترجم اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ ۔ پر اس امت مین سے جنھنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین۔ اور صحیح و سنن مین وہ حدیث ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو جنت کی بشارت دی اور پھر
عثمان آئے تو انکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہی کہ حضرت عثمان کو اشارہ سے فرمایا کہ اگر
اللہ تعالےٰ تجکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا اسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ و شر نہ کے وقت خلافت سے دست بردار
ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیسا کہ صحاح بن ثابت ہی لہذا باغیون سے قتال بھی نہین کیا اور صبر
کے ساتھ کلام اللہ تعالےٰ پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون کے نمونہ ہین چنانچہ
ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہی اور قابیل بُرائی و ظلم و قتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اُسکا بدانجام آگے مذکور ہوگا
اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون بیٹون مین سے
پہلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہوجا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھ دی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین باوجود زبردست
ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد رہ سے مروی ہی کہ اس زمانہ مین اُنپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پر مار ڈالنے کا حربہ نکرے اور قاتل
کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علمانے کہا کہ اسطرح بندگی فرض
ہونا ممکن ہی اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو لیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کرنا
اور روکنا بالاجماع جائز ہی پس جائز ہوے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ آیا دفع کرنا و روکنا واجب ہی یا نہین تو
اصح یہ ہی کہ روکنا واجب ہی کیونکہ ایسا حملہ آور ایسی بات کرنا چاہتا ہی جو شرع مین سخت حرام ہی اور حرام و منکر سے منع کرنا و روکنا واجب
اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہی جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مذکورۂ بالا نہین جائز ہی لیکن ہمارے
علمانے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جس لڑائی مین شبہہ ہو وہان ہاتھ روک
کے جیسا کہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہی انتہیٰ کلامہ علی مافی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالےٰ کہ اُس زمانہ والون پر
فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے اسکو نہ روکے اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہی کہ قابیل نے ہابیل کو اُنکی بیداری و ہوشیاری
مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجکو مار ڈالونگا اور
ہابیل نے نصیحت کردی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہی تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے
سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکورہ کی ضرورت نہین ہی ولیکن عامۂ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین مارا اور بعض آثار
مین ہی کہ سوتے مین مارا جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ آتا ہی۔ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ
النَّارِ۔ یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا ہے
پھر تو دوزخیون مین سے ہوجائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجکو قتل کرون اور دوزخیون مین سے
ہوجاؤن اس سے وہم ہوتا ہی کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا و ارادہ کیا تو زمخشری رح نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنے حقیقی نہین ہی بلکہ
بات یہ ہی کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی و خواہش ثواب کے
قتل ہونے و گردن جھکانے پر مضبوط کرلیا تو مجازاً گویا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ نہین تھا اور نیز اسمین
لطیف نصیحت ہی کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہوا اور یا قاتل کو جہنمی ہونے سے خود اسنے بچے پس

نفس مطمئنہ امین سے یہی اختیار کریگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر۔ یعنے مین ان دونون باتون مین سے یہ
اختیار کرتا ہون کہ تو ہی ای قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہے کہ جو مذکور ہے وہ محذوف پر دلالت کرتا ہے پھر قولہ تعالے ان
تبوء باثمی واثمک سکے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الّا تزر
وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اُٹھاتی کوئی جان دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ اُسپر
اُسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو میرے اس گناہ کیساتھ جو
مجھپر ہو جاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اُٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ
جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہو چکے ہین وہ بھی تیرے مجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اصل یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول
کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ باین معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی
نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیون مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہو جاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہوین یا کافی نہوین تو مظلوم کی بُرائیان لیکر
ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہے پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہے اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالھم واثقالا مع
اثقالھم الآیۃ ۔ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی ۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ
واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل ۔ اور اُس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہو چکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ
مفسرین منے معنے بیان کیے ہین اور مترجم کہتا ہے کہ یہی شیخ سیوطی رح نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا ۔ **وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ**
تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تتمہ قول ہابیل ہے ولیکن شیخ مفسر رح نے اُسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے اوتعالے فرماتا ہے کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمون کی
سزا ہے جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا یہی صحیح ہے اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہے اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین
اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نکھاوین پھر فرمایا ۔ **فَطَوَّعَتْ لَهٗ** ۔ طوعت وطاعت
بمعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای حسنت وسولت لہ نفسہ وشجعتہ ۔ اچھا کام جتایا اور ملمع بنایا اور اُسکو شجاعت دلائی وقال المفسر رح
کما قال قتادہ رح ای فزینت لہ ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا ۔ **نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ** ۔ یعنے اُسکے جی نے اُسکو اپنا بھائی مار ڈالنا
اچھا کام دکھلایا پس اُسنے بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کے احکام کو تحقیق
جاننا چاہیے ورنہ اگر اپنی رائے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی رائے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار
وخراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل و رائے کے ہین جنمین حواس ظاہرہ و باطنیہ کو دخل نہین ہے
اُنمین کبھی رائے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذراسی بات یہ ہے کہ
اگر وہ محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہے باوجودیکہ یقین اس امر کہ سوا اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس
نہین پڑتا اسی طرح حواس کے پیچھے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اُٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھانمتی سے عاجز ہو جاتے ہین
اور بدحواس ہو کر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین ۔ **فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** ۔ ہوگیا بسبب قتل
کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہے ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین
خوار ہوا شیخ ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رض کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھاردار ہتھیار سے قتل کیا اور

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود وجماعۃ صحابہ جو ابتدائے قصہ مین بروایت ابن جریر تھوڑا مذکور ہوا اسکا تتمہ یہ ہی کہ پھر قابیل کے نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی رائے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین رہا اور ہابیل جسکی عمر بیس برس کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑ ونکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک روز تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا اسنے پتھر اُٹھا کر اُسکا سر کچل دیا اور لاشہ میدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اُسکے روبرو ایک جانور کو پتھر سے سر کچل کر مارا اُسنے سیکھ لیا رواہ ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اُسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے آکر ماجرا بیان کر دیا انھون نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دوبارہ سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون پر یہی چیخ رہے اور مین اور میرے پسر اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور سبز حسین کا فرہ و رنگ متغیر ہوا اور قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑ گیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا جبھی سے خون زمین مین جذب ہونا ممنوع ہو وعن ابو اقدی حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین وعن محمد بن اسحٰق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھکر نہین چھپایا تو حام کا جسم سیاہ ہو گیا اور حبشی اُسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے کہا کہ آدمؑ نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے پچاس برس بعد اللہ تعالےٰ نے آدمؑ سے شیثؑ کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیثؑ کو اللہ تعالےٰ نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت مخلوق سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدمؑ کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی راے سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی وعن مجاہد اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات لہو نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالےٰ نے سب کو غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالےٰ دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور اُنپر اعتماد کرنا نہین چاہیے اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالےٰ نے دو فرزند آدم اور اُنکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنیکی خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اُسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور رہیں جیسے یہ بات کہ کس کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدمؑ موجود تھے کہ نہ تھے ان سب باتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اُسکی حاجت نہین کہ ہم اُسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی ہی اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم۔ یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں مطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ دنیا مین قیامت تک بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی سٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین عذاب جہنم مین سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہی جو امام احمدؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی نفس نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدمؑ پر اُسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اُسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہی وقد رواہ البخاری و مسلم و البقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد پس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ آدمؑ کا جو بیٹا

ف منوی معنے اسکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جیسا کہ ابو الشیخ نے [illegible] ۱۲

اپنے بھائی کا قاتل ہوا وہ دوزخیوں سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہی کہ دوزخیوں کے عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہی اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفاً روایت کیا ہی پھر جب قابیل قاتل قتل کر چکا تو اُسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع به لانه اول میت علی وجه الارض من بنی آدم فحمله علی ظهره - پھر قاتل مذکور کو کچھ نہیں سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اُسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا - اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو میدان مین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے - فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ - پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین مین وقت اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اُسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہی کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا - لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ - تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہی یعنے مردہ بدن - اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہی کما قال تعالیٰ بدت لهما سوآتهما الآیه - چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو - قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ - کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا - فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ - تاکہ اپنے بھائی کے مُردے کو پوشیدہ کر دیتا - فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ - پس شرمندہ ہو گیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا و افصح ہو کہ ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرؒ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ نکلا - قال فی العرائس قوله تعالیٰ اذ قربا قربانا فتقبل الخ - ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اُسکی انتہائی نکوئی و طاعت سب بُرائی و معصیت ہو جاتی ہی ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت و حسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا - قوله انما یتقبل الله من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہی پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول و طاعت قبول ہی کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہلؒ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقویٰ و اخلاص دو شرط ہین ابن عطاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلامیؒ نے کہا کہ قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ مین یاد الٰہی ہی چنانچہ فرمایا و اسجد و اقترب - یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہی کہ سب سے زیادہ نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہی کہ سجدہ مین ہوتا ہی اور اہل خوف کی علامت یہ ہی کہ وہ کسی سے قتال نہین کرتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کر کے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے چونکہ مطیع نفس و بندہ واسطہ تھا بخواہش نفس اُسنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

اسی سبب سے - لکھا ہمنے - بنی اسرائیل پر - کہ جو کوئی - مار ڈالے ایک جان سوا بدلے جان کے - یا فساد کرنے پر

معانقہ

فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۭ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۭ

ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگون کو

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ

اور لا چکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنمین اسپر بے ملک مین دست درازی کرتے ہین

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ - الذی فعلہ قابیل۔ یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا۔ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہے پس فرض کردینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ بنی اسرائیل پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہے تو اسمین اور واقعہ قابیل و ہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ اشکال فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کردی گئی کہ قاتل اس لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کرکے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام جہان کو قتل کر ڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہے پس اس بیباک و بے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہے چنانچہ پہلے گذر چکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولے الالباب۔ بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین واہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہے کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک۔ یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لادے پھرنے سے خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہے کہ یہ کچھ نہین ہے اور صحیح قول جمہور ہے اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کردی اُس سے یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا۔ سے وہم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا ہے پس اس ایجاب وکتابت سے اظہار مقصود ہے نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم وعدوان سے قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض مشروع کیا اور اُن کو آگاہ کردیا کہ۔ إِنَّهُ ای الشان۔ بات یہ ہے کہ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ۔ یا بغیر فساد کے مارا جسکا دوسرا النفس مرتکب ہوا ہو۔ اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا گویا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور اُسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت رکھی کہ اُسکو نہ مٹا وے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمدًا قاتل و راہزن و زانی کا احترام نہین ہے یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمدًا ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس کی حرمت اُٹھا دی گئی ہے اور نیز خاص کردیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہے لہذا جب اُسنے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر و مردہ برابر ہے پس اسی سے جہاد مشروع ہوا باوجودیکہ اگر کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی اُنکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد جورو والا ہو اور عورت خاوند والی ہے بلاعذر قتل نفس ہے پس اُسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جامین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفوس کی حرمت بھی اُٹھا دی گئی حاصل اینکہ جن نفوس کی حرمت خود اُٹھا دی گئی ہے اُنکے سوا باقی سب نفوس محفوظ و محترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت کی تو گویا سبکو

مار ڈالا اور اسیطرح اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْیَاهَا۔ بان اتنع من قتلها۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ
باقی رکھا باین طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا
اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً چور و والا ہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا
شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مرجاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے
اور جلتے کو بچاوے جب ایسا کرے۔ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ گویا اُس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت
نفس واحد کو مصئون و محفوظ رکھنا اُسکے سب ہمشکل کا حفظ ہی۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے
پاس۔ رُسُلُنَا۔ ہمارے بہت رسول۔ بِالْبَيِّنٰتِ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی
بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ پھر اس کے بعد
بھی اُنہین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ و فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے
ہین ف قال فی العرائس قولہ من احیاہا الخ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اُس نے
بدکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرست تو نظرت کھوئی پھر اگر سب شہوات و
گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب
خیر اسکی نیت سے سر انجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کر لیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے
کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ اوتعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلاف انمین از راہ استعداد پیدا کیا
پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہو یا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی
و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر دریائے تمام
نفوس مین پہونچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤں کو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤں کو تشریف و تحسین ہی
اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا
یہی سزا ہی اُنکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کریے
اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ
یا سولی چڑھائے یا کاٹے اُنکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اُس ملک سے یہ
لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ
اُنکی رسوائی ہی دنیا مین اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی
قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

ع ۸ / ۵ / ۹

ونزل فی العرنیین لما قدموا المدینۃ وہم مرضیٰ فاذن لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الی الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا
الراعی واستاقوا الابل۔ اور نزول اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ نکلکر اونٹون کی طرف جاوین اور انکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لیگئے **قال المترجم** مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر وتشریح ہی اور مترجم چاہتا ہے کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ **اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ**۔ محاربت لڑائی وجنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین آپ کی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد انکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم وتشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت وعظیم ہونے کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ ورسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا ورسول سے تعدی وجدال کے ساتھ خلاف کرین پس محاربت یعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے وراہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد کرنے پر سعی کرنا کسی طرح کے شر وفساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب بہتیرے سلف نے کہا کہ درم ودینار کا قرض بھی ملک مین فساد کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ **وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا**۔ اور فساداً کو نصب بنابر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ اللہ نے فساداً پر سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی ورفساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ **اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا** کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ **اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ**۔ یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے جاوین۔ **اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ**۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا الاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت واقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیوے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر شیخ ابن کثیر یہ ہی کہ عکرمہ وحسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اسنے توبہ کرلی تو سزائے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے سے اگلے گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جاملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر اور ایسا ہی بطریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی وابوداؤد نے روایت کیا **قال المترجم** شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے سے سزا یاب ہونا بو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب اسلام لایا بایں طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہوجاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کرچکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ھ۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو عین اسکی دلیل ہو کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہو جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت
مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم - یعنے تمھارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو
اللہ تعالے بخشنے والا ہو حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑ کر اسلام لاوے تو معاف
ہوجاتا ہو بدلیل آیت وحدیث واجماع مذکورۂ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانونکے حق مین ہو جو نکلکر راہزنی کرین اور یہی
قول ابوحنیفہ ومالک وشافعی وغیرہم کا ہو اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہو پھر تفسیر ابن کثیر رح مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رض
ہو کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد وپیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالے نے آنحضرت
صلعم کو اختیار دیا کہ عفو تھا۔ے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص سے کہ نزول
اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) قال المترجم یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین قال ابن کثیر صحیح یہ ہو کہ
آیت عام ہو خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہو اور قرطبی رح نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین
نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا ان مسلمانونکو بھی شامل ہو جو اسطرح محاربہ وفساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین
ہو پھر واقعہ نزول جسکا حاصل شیخ سیوطی رح نے ذکر کیا ہو تفسیر ابن کثیر مین اسطرح مذکور ہو کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر
قبیلۂ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب وہوا سے انکو استسقا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دُبلے
پڑگئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ اُنکا موت اور دودھ پیئین اُنھون نے یہی کیا
جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لےگئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر
لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑ لائے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوا ڈالے اور آنکھون مین کیلین گرم کرواکے
اور حرّہ مین اُنکو ڈلوا دیا حضرت انس رض نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنمین سے زمین چاٹتا تھا یہانتک کہ سب مرگئے
اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ - رواہ البخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین
ہو کہ یہ لوگ قبیلۂ عکل وعرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہو کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین الآیہ اور بعض روایت مین ہو کہ جریر
بن عبداللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے
نشان قدم پہچانتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے
تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین چبھوائی تھین اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ سے قصہ روایت
کیا پھر ابوہریرہ رض نے کہا کہ انھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاؤا الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی
تسمیر چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اسمین ہو کہ پھر بیمار ہوکر اونٹون کا موت اور
دودھ پی کر توانا وتندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا نگہبان چرواہا تھا یہ ظلم
کیا کہ پچھاڑ کر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے پھر اونٹ ہانک لےگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ
ایک جماعت صحابہ رض سے مروی ہو اور سعید بن جبیر نے یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد
کبھی کسیکو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ شناعت کرو (رواہ ابن جریر) قال المترجم مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعاً صحاح مین

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی اسکے یہی معنے بیان کیے کہ
اُنھون نے چرواہے کے ساتھ یہی کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح مذکور ہی اور بعض نے کہا
کہ پھر نزول آیت سے عذاب مخصوص ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی اور بعض نے کہا کہ جب حضرت
صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے اونٹ کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا تو
اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پاک رہے پس
صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض نے کہا کہ بدلیل
اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور جو منع ہی اُسمین شفا
نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا ضرور ہی اور
بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر عرینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث مین ہی کہ وہ
پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلیدونکو یہ پاک نا موافق ہوا اور انکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہو گئے
لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستونمین ہو اور اسی عموم سے جمہور علما نے
استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالکؒ و اوزاعیؒ و لیث
بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالکؒ نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس مسلمانونکا سردار
اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہوگا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحابؒ نے کہا کہ محاربت فقط راستونمین ہو سکتی
ہی اور شہرون یعنی آبادیونکے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہونچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین
مالکؒ نے بھی آبادی مین محاربت نہونا فرمایا ہی جیسا کہ ابن المنذر نے نقل کیا پھر قولہ تعالی ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر
کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صورتونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام
مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے اور
چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پاؤن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیبؒ و مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی یہ سب
ابن جریر نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استنباط ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی لفظ او سے تخییر
مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام۔ اور جمہور علما نے کہا کہ آیت مین او مختلف صورتون مین
مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعیؒ نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس۔ رہزنونکے
حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط
قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ پاؤن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر مال
بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اُس سرزمین سے خارج کیے جاوین وقد رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا بنحوہ و روی ابو مجلز و سعید بن جبیر
و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین و ائمہ فقہ کا قول ہی لیکن صورتیکہ
اُسنے راہگیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے پہلے چاہے اُسکے ہاتھ پاؤنکو

خلاف جہت سے کاٹ دے یا نہ کاٹے اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور دار یا یہ کہ یہان ہی زندہ سولی دیا جاوے یا پیٹ مین نیزہ مار کر اوس اتار اجاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک اسلطور زجر کے اسکے جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت انکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے او ینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تاکہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دار الاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن ابن عباس وانس بن مالک وسعید بن جبیر والضحاک والربیع بن انس والزہری و مالک و دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر یا صوبہ کو نکالا جاوے اور دوسرون نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے نفی با این معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہی اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہو کر تنگی مین گیا پس روے زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر و قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ اس باب مین حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کر نا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان والونکو آزار پہنچاوے سبب سزا انکے کارونکی ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ انکے لیے دنیا مین خواری ہی اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہو اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین انکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین اسکے واسطے اب عذاب نہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر او تعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علماء نے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند احادیث کے حالانکہ انسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نکرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین اور نیک کام مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو انمین سے کوئی بات پہنچی اور وہ سزا دیدیا گیا تو وہ اسکا کفارہ ہو گیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اسکو عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالے نے اسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا کریم ہی اس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اسپر دوبارہ مواخذہ کرے رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وقال الدارقطنی رفعہ صحیح وقد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہو جاتا ہی پھر آیت مین ایک تاویل یہ بھی ہی کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا یعنے محاربہ کرنے والون و رہزنون مین سے جن لوگون نے توبہ کر لی مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ تم قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلی تو۔ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

رحیم ہے یعنے توبہ کرنے سے جو اُنھون نے بُرائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہے۔ عبر بذٰلک دون فلا تحددہم لیفید انہ لا یسقط عنہ بتوبۃ الا الحد ودا للہ
تعالے دون حقوق الآدمیین کذا ظہر لی ولم ارمن تعرض لہ واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب ہو اصح قولی الشافعی ولا یقبل
توبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا وہو اصح قولیہ ایضا۔ یعنے اللہ تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ
اللہ تعالے غفور رحیم ہے اور یون نہین فرمایا کہ تم انکو سزائے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے سے فقط اللہ تعالے
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی اللہ تعالے نے مقرر کی ہے وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے چنانچہ جسکا
مال لے لیا ہے یا تو اُسکا مال دیوے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کرادے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور مین نے نہین دیکھا
کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیۃ السرقۃ مین
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیر نے متنبہ کردیا ہے چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام پاک سے ظاہر
ہوگیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسر کے قابل اعتماد ہوگیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ آمین لوگون کو تنبیہ ہے کہ خلق الٰہی پر کار بند ہو کر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے تان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ
شیخ الحافظ ابن کثیر یہ ہے کہ یہ عفو و مغفرت درصورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو ظاہر ہے اور رہے گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا ہے اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو وجوب قتل و سولی و قطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین اور ظاہر آیت یہ ہے
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضؓ کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ و فساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی و ابن عباس و عبد اللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علیؓ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علیؓ نے اسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ ایسون کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المومنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہے رواہ ابن جریر اور نیز شعبیؒ نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس جبکہ وہ زمانہ خلافت
عثمانؓ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا وہ سالیو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُسنے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہے مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے اللہ و رسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجھپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کرکے حاضر ہوگیا تب ابو موسیٰ کھڑے
ہوگئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہے اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کرکے آیا اور پہلے محاربہ کرچکا ہے پس اب اس سے کوئی سوا
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہے تو نجات پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص رہا جب تک اللہ تعالے
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون ماخوذ ہوکر قتل ہوا رواہ ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی و محاربہ کیا اور راہ خوفناک
کردی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام و امام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کرلی اور باعث
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو
الغفور الرحیم پس ٹھہر گیا اور کہا کہ اے بندہ خدا اُسکو دوبارہ پڑھ اُسنے پھر یہی آیت پڑھدی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کرلی پھر تائب
ہوکر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کرکے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابو ہریرہ کے گرد اُنکے اصحاب
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہوگیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوئے اُسنے کہا کہ تمھارے لیے کوئی راہ اب میری

طرف نہین ہر بن تمھارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرکے آیا ہون تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہر اور اُسکا ہاتھ پکڑکے مروان بن الحکم کے پاس لائے اور وہ امیر معاویہؓ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہر تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہین اور نہ قتل ہوسکتا ہر پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑا گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر مین جہاد کو روانہ ہوے پس رومیون سے مقابلہ ہوا پس ان لوگون نے اپنی کشتی کو اُنکی کشتی سے قریب کردیا پس علی اسدی حملہ کرکے رومیون کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اُسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھاکر لوٹ گئی اور سب کے سب سمندر مین غرق ہوگئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُسکی راہ مین

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

شاید تمھارا بھلا ہو جو کافر ہین اگر اُنکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہر سارا اور اُسکے

مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ اُتنا اور کہ چھڑوائی مین دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ اُنسے قبول نہ ہو اور اُنکو دُکھ کی

أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ

مار ہر چاہین گے کہ نکل جاوین آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اور اُنکو

عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝

عذاب دائم ہر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ ۔ یعنے تقوی کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ ۔ یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو بایں طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو **وَابْتَغُوا** ای اطلبوا اور طلب کرو ۔ **إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** ۔ اللہ تعالے کی طرف وسیلہ ۔ ای مایقربکم الیہ من طاعتہ ۔ یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اُسکی بندگی ہر در اصل وسیلہ وہ چیز ہر جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہر جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہین اُنہین سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلی وسیلہ ہر اور بعض صوفیہ کی عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہر کہ کافرون سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہر اور نفس کشی بڑا جہاد ہر تو مطلب اس عبارت کا یہ ہر کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہر اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات مین پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہر کیونکہ یہ دشمن سامنے نہین اور چوٹ نہین کھاتا اور حاوی ہورہا ہر اور یہ ظاہر ہر کہ جو بندے خالص نیت سے تقوی کے ساتھ جہاد کرتے ہین تو ظاہر ہر کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونون کے جامع ہین اور سابق مین مختصر عبارت مین اسکے فضائل بیان ہوچکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہر وہی مجاہد و ابووائل و ابن زید و بہتیرون سے مروی ہر اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیت قولہ اولٓئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الآیۃ پڑھ دی اور قتادہ رحمہ نے کہا یعنے اُسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **قال الشیخ ابن کثیرؒ** تقوی کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہر

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہی کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین سے مروی ہوئی اسی معنے کرہی اور مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہی اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص منزلت جنت کا نام بھی ہی اور وہ منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہی یہان مراد نہین ہوسکتی ہی اور یہ عرش سے سب چیزسے زیادہ قریب ہی عمرو بن العاص رضؓ نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی اُسکے مثل کہتے جاؤ پھر مجھپر درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالےٰ اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہی پھر اُسکے بعد تم میرے واسطے درخواست کرو کہ اللہ تعالےٰ وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ اللہ تعالےٰ کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہوسکتا ہی اور مجھے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم اور یہ معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ ۔ لاعلاء دینہ یعنے اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی اللہ تعالےٰ کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان کرکے پوچھا کہ انمین سے اللہ تعالےٰ کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فھو فی سبیل اللہ یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہی الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تفوزون تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالےٰ نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہی پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک و بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مباین از اول فریق ہین اسیواسطے ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے۔ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔ اگر یہ صورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہی سب انکے لیے ہی۔ وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ ۔ اور اسکے برابر اور بھی ہی۔ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ تاکہ قیامت کے عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۔ اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا لعصاۃ المسلمین۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب الیم ہوگا اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور نیز گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھاکر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا۔ يُرِيْدُوْنَ ای یتمنون۔ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ ۔ تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے لیکن حکم قطعی ہوچکا کہ۔ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۔ کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا تاکہ سمجھ لیا جاوے اور جو نکہ

کفر بڑی جہالت و اندھاپن ہے جس سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہے چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت و راہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہے
اُسمین بالکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقہ نصاریٰ کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامون مین کتنے ہوشیار اور ہوش و حواس والے ہین اور
دین کے معاملہ مین وہی تین خدا کہے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالےٰ نے قولہ
وما ہم بخارجین منہا ۔ سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۔ اور اُنکے لیے عذاب دائمی ہے
ف مقیم یعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہے اور اُسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کردیا کہ یہ مخصوص کافرون کے
لیے ہے اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقہ معتزلہ وغیرہ
جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہے تو اُنکا قول مردود ہے جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور
احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہے زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع و ضعیف و غریب و منکر
ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب
فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف و بیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہے وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے
فن سے وقوف نہین اور صحیح و ضعیف و موضوع مین اُسکو تمیز نہین ہے یہ کتنی بڑی جہالت ہے کہ موضوع و منکر سے تو دلیل لاوے اور گنہگار
مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع بتلاوے لیکن مترجم اہل ایمان و انصاف کی آگاہی کیواسطے
اختصار سے بیان کرتا ہے واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث و اخبار سے جو بتعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کچھ گنہگار اہل توحید و اسلام
اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رضی سے روایت
ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی برا
ٹھکانا ہے حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہے کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اور تعالےٰ فرماویگا کہ تو جھوٹا ہے اس سے بہت
آسان تجسے کہا گیا مگر تو نے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاو رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالے جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوینگے
تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا حضرت جابر رضی نے جواب دیا کہ آیت کو
اول سے پڑھ یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیۃ ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہے جو کافر ہین روایت
ابن مردویہ واحمد و مسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رضی
کی تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق
کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہے بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات مین سے ہوگیا ہے اسواسطے کتب
عقائد مین بیان کیا جاتا ہے ف عرائس البیان مین ہے کہ قولہ تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہے کہ حسن تقویٰ اچھا
وسیلہ ہے اور تقویٰ یہ کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے سب سے نظر اُٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقویٰ سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے
کہ سوائے حق تعالےٰ کے بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہے کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہے یہ عمدہ معنے مفہوم ہین
چنانچہ تو دیکھ کہ شاعر کہتا ہے ؎ ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواک شفیع + یعنے معن جو مرد کریم و سخی ہے اُسکی صفت کرم کو

خطاب کر کے کہتا ہے کہ ای معن کے کرم تو ہی معن سے میری حاجت کو چپکے سے بیان کر دے کیونکہ معن ایسا کریم ہے کہ اُسکے پاس کسی غیر کی سفارش کی ضرورت نہین وہی خود بذریعہ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہے پھر وسیلہ بیان محبت و معرفت الٰہی ہے اور اسی سے اسکی طرف استعانت ہے کہ بندہ مراد کو پہونچ جاتا ہے **قال المترجم** سلسلہ کلام یون ہے کہ ظلم و غدر یہود و اہل کتاب پھر قصہ ہر دو پسر آدم علیہ السلام و نیک کا نیک و بد کا بد انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر نہونا اور وہی فساد و ظلم کیے جانا جسکا نتیجہ پہونچنا عین عدل ہوا پھر سزا اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے منھ موڑ کر اوتعالے کی طرف تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون ذبح لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کرو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت　تو کاٹ ڈالو　اُنکے ہاتھ　سزا اُنکی کمائی کی　تنبیہ اللہ کی طرف سے　اور اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

زور آور حکمت والا ہے　پھر جسنے توبہ کی　اپنی تقصیر کے پیچھے　اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو　معاف کرتا ہے　بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ يُعَذِّبُ مَنْ

بخشنے والا مہربان ہے　تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہے سلطنت　آسمان　اور زمین کی　عذاب کرے

يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے　اور اللہ سب چیز پر　قادر ہے

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا - جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو - سرقہ بکسر الرا اُس چیز کا نام ہے جو چُرائی جاوے اور سرق مصدر ہے اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہے کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہے جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ و الزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ - مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون مین ہے پھر قولہ فاقطعوا ایدیھما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کر دینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو پس یدیھما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہے جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما - مین قلباکما - نہین آیا ہے اور مراد ید سے یہان دہنا ہاتھ ہے اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراءۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونونکے دائین ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے **قال ابن کثیر** یہ قرارت شاذ ہے صرف مؤید اس تفسیر کی ہے کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہے ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین ہوگئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہے پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہے اور جمہور سلف و فقہ کے چارون اماموں کے قول مین مراد پہونچا تک ہے کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہے کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے اور یہی صحیح حدیث مین مروی ہے **قال المفسر** و بینت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا - وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسرے من مفصل القدم ثم الید الیسری ثم الرجل الیمنی وبعد ذلک یعزر - اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال لغت مین سب پر

صادق ہو لیکن شرع میں جس سرقہ میں ہاتھ کاٹا جائیگا وہ سرقہ ہو کہ چوتھائی دینار یا اُس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا
مذہب ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درم یا اتنے کا مال ہو اور یہ بھی سنت نے ظاہر کیا کہ دایان ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے
دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پائون یعنے بایان پائون اُس جوڑ سے جہان قدم و ساق ملے ہین کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی
تو بایان ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چُرایا تو دایان پائون کاٹا جاوے پھر اُسکے بعد اگر چُرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعی کا
مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایان ہاتھ اور دوسری بار بایان پائون کاٹا جاوے پھر تیسری بار اُسکو تعزیر دیجاوے گی
قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یون ہو کہ چور کے واسطے سزائے قطع زمانۂ جاہلیت مین بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہو گئی تھی کہ اُنھون
نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چُرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن مین ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ
کے شرع مین یہ سزا بھی متوافق وارد ہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوئے ہین اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہین کہ چور اگر
کوئی چیز چرائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہو اسمین سرقہ کی مقدار مین کوئی تخصیص نہین ہو
پس ان لوگون نے مال مسروقہ مین کوئی مقدار محدود نہین رکھی اور یہ بھی قید نہین اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ[1] چرا وے اور تمسک انکا
اُس حدیث سے ہو جو صحیحین مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالے چور پر کہ
ایک بیضہ چُراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور رسّی[2] چُراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو پھر سوائے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے
سرقہ مین حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہو حتی کہ چارون ائمہ فقہ مین سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار مین علیحدہ
ہو پس امام مالک کے نزدیک تین درم سکہ دار کھرے یا اس قدر دامون کا مال یا اُس سے زیادہ کو اگر حرز سے چُرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے
اور اس سے کم مین سزائے دیگر کا اختیار ہو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور حجت اُنکی حدیث ابن عمرؓ ہو کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چُرانے
والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درم تھی رواہ البخاری ومسلم ایضًا اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے
دام تین درم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب مین یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالک نے مؤطا مین
باسناد صحیح از عمرہ بنت عبدالرحمن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اُسکی قیمت اندازہ کرائی پس
تین درم کو اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہائے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہؓ
مین سے کسی سے انکار ثابت نہین ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہو اور اسمین دلالت ہو کہ پھلون کی چوری مین
ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمین خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز مین کر لیا گیا ہوگا اور بغیر اثر
بحیثیت مذکورہ حنفیہ و شافعیہ دونون پر حجت ہو کہ اول نے دس درم اور دوسرے نے چہارم دینار کا کیون اعتبار کیا کیونکہ اسمین تین درم کی مقدار
مذکور ہو **وقال المترجم** اس حدیث و اثر مین اگرچہ یہ تنصیص نہین ہو کہ تین درم سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تنصیص آتی ہو ان یہ حدیث فعلی ہو قولی
نہین اور اثر عثمانؓ انکا خود فیصلہ ہو وہ حدیث مرفوع نہین ہو اسکو یاد رکھو اور آگے چلو پھر **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے
کیواسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل انکی حدیث عائشہؓ ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار
یا زیادہ مین رواہ البخاری ومسلم **قال المترجم** اس روایت مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ اس سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم مین یون ہو کہ نہ
کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار مین یا زیادہ ہو **قال ابن کثیر** یہ حدیث قولی فاصل ہو اس مسئلہ مین اور چہارم دینار منضبط ہو نص

شیخ ابن کثیررح نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم کا تھا تو تین درم ڈھال کی قیمت چہارم دینار ہو گیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین **وقال المترجم** اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ مستبعد ہے کہ چہارم ہونے کو خلقت ہو جتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر ایک دینار چھوٹا کہ آٹھ ہی درم کا بنایا جاوے تو دو ہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس اس حدیث کو مسئلہ مین فاصل قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپنے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال سے حکم معلوم تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو کیونکر نفس چہارم مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالک رح سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت عمر رض و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے و عمر بن عبد العزیز و لیث بن سعد و اوزاعی و شافعی و اسحاق و ابو ثور و داؤد ظاہری کا قول ہے **قال المترجم** امام مالک نے جو اثر حضرت عثمان رض سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جسکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاق رح سے ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چرا وے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمد رح کا ہے اور امام احمد رح نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اسوقت مین چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم مین تو عائشہ رض سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار **قال المترجم** اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تا کہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے غرض مالیت ہے اور اثر مالک رح سے معلوم ہو گیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالک ہا جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرا لے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک وزن کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر **شیخ ابن کثیر**رح نے فرمایا و اما الامام ابو حنیفہ و اصحابہ ابو یوسف و محمد و زفر و کذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانہم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ و انکے شاگرد ابو یوسف و محمد و زفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو و احتجوا بان ثمن المجن الذی قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم و قد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر و عبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن و کان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فہذا ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو قد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت ان لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت دس درم تھی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامونکی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہان ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کر نہین عبد اللہ بن عمر سے خلاف کیا یعنے عبد اللہ بن عمر رض نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہہ پڑا تو جنھون نے زیادہ قیمت بیان کی ہے

ہی احتیاط کر کے لینا چاہیئے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہی کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہو جاتی ہی لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ ہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا قال المترجم پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ کی اسناد درجۂ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر و عبد الاعلیٰ تو شیوخ بخاری و مسلم ہین اور محمد بن اسحٰق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۔ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاوی نے اسی کو ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ نا انصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالیٰ سے خوف چاہیئے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتضاد بقضیہ حکم عثمان رضی اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوصاً اس صورت مین کہ شیخ ابن کثیر نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انہین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و ابراہیم نخعی و ابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہرحال جمہور سلف و خلف و ائمۂ فقہ کے قول مین سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوسرے وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابو ہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کر کے حد سرقہ کا کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابو ہریرہ رضی سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کر دین اُنسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو متعین ہوگیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور یہی وہ حدیث ابو ہریرہ رضی تو اسمین بیضہ و حبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا جو معروف ہی اور دوسرے لڑائی مین جو آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہے کا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز و کشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور یہ جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاری وغیرہ نے حضرت اعمش رح سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ و حبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت تو ہین بیان ہی پس احتمال ہی کہ آپنے زمانہ جاہلیت سے الوگی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی و بہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت کی کہ چور بیوقوف بدکار ہی کہ اُسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کر دیتا تھا اور اسی طرح اور بات ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت لینے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو چوری اعتبار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہ کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چرائے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہو جاوے تو تم اُسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تیل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن کاٹو اور تیل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہی پھر پانچوین بار تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالیٰ ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاءً بما کسبا ۔ یعنے جزا و سزا دو انکو بعوض اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزاءً کو نصب بنا بر آنکہ مفعول مطلق واقع ہی جیسے ۔ نکالاً ۔

لہ اس سے اشارہ ہی کہ بیٹے نے اگر باپ کا مال چرایا تو وہ چوری نہین ہی اور ایسے ہی فقہ مین دیگر استثنا مفصل مذکور ہین ترجمۂ عالمگیریہ و عین الہدایہ ترجمۂ ہدایہ المترجم سے تلاش کرو ۱۲ م

عقوبۃ ۔ مِنَ اللّٰہِ ۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی ۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ اے اللہ تعالے اپنے حکم مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہے ۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِہٖ ۔ پھر جسنے رجوع کیا اور نادم ہوکر چوری سے توبہ کرلی ۔ وَاَصْلَحَ ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ و رسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْہِ ۔ تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ اسمین انہ غفور رحیم ۔ کی جگہ نام پاک جلیل کو ظاہر فرمایا بغرض تصور عظمت وقال المفسرؒ فی التعبیر بهذا اما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال ۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ وہ عفو ہے پس اسمین وہی نکتہ ہے جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہے کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالے کی نافرمانی کا جو جرم ہے وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہے اُسکا حق قطع و رد المال ساقط نہوگا پس مفسرؒ کے نزدیک ہاتھ کاٹا جانا بھی حق آدمی ہے ثم قال نعم تثبت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی ۔ ہان سنت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کا ٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور یہی شافعی کا قول ہے اور کمالین مین کہا کہ یہی ابوحنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہے پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے لکھا یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ قبول کرتا ہے یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہوجاتا ہے اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہے کہ اگر وہ مال بعینہ موجود ہو تو واپس کرے ورنہ اسکا بدل واپس کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کرچکا ہے تو وہ جزا پاچکا اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹ چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوۂ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اُس عورت کے بارہ مین کون شخص ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرأت کسکو ہے سوائے اسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہے پھر وہ عورت لائی گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زید نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہے پس اُسامہ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرمادین پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالے کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالے کی شان کے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تم سے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اُس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی ۔ لفظ مسلم ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہے یعنے تو بالیقین جانتا ہے کہ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اللہ کے لیے ہے ملک آسمانون و زمین کا ۔ یعنے وہی اُسکا مالک اور وہی حاکم ہے اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ۔ جسکی تعذیب کو یعنے عذاب دینے کو چاہتا ہے اُسکو عذاب دیتا ہے ۔ وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہے اُسکی مغفرت کردیتا ہے ۔ وَاللّٰہُ

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

اے رسول نہ غمگین کریں تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ منہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَا

اور نہ ایمان لائے دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

وَلَمْ يَاْتُوْكَ ۗ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ

اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اُسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اُسکے اللہ کی طرف سے کچھ

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ

یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ

بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔا ۭ

پس حکم کر درمیان اُنکے یا منہ پھیر لے اُن سے اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا وینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ

اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ

منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اُسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اسکے اور نہیں

اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اسکے پیغمبر

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے اُن لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اس چیز کے کہ نگہبانی کروائے گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

یہودی زمانۂ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے اُکتا گئے اور اُنکے دل سخت
ہو کر ظاہر کے خلاف باطن میں منافق ہو گئے تو آخرت سے شک میں ہو کر دنیاوی مال و متاع کو نقد سمجھتے اور وعدہ آخرت کو موہوم و اُدھار جانتے
پس دنیاوی راحت و لذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے میں ڈر نہ تھا اور بموافق اخبار غیب کے یہ امت اسلامیہ میں بھی
آخر میں بعضے فرقے ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ۔ ای محمد صلعم۔ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ
یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ۔ غمگین کرے تجکو باز رہنا و انکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہیں کفر میں ف یعنے گرے پڑتے ہیں
کفر میں جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہیں تو کفر میں گر جاتے ہیں اسمین اشارہ ہے کہ ایمان میں داخل نہیں ہوئے اور کفر کے اندر گھس
پڑتے ہیں اور وہیں ٹھہرے ہوئے ہیں اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہے اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِیْنَ۔ ایسے لوگ ہیں جنھوں
نے قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ۔ اپنے منھوں سے آمنّا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانوں سے آمنّا کہا۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہیں لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہے کہ ظاہر میں زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمیں
یقین نہیں ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہے۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق میں قرار دیکر قولہ ومن الذین
ہادوا۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہے اور قوم۔ مبتدا مقدر اور مابعد اسکی صفت ہے یعنے یہودیں سے ایک قوم ایسی
ہے کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ۔ خوب سننے والی ہے دروغ کو ف یعنے یہود میں ایک جاہل قوم ہے جو دل سے جھوٹی باتیں مانتی ہے جو
اُنکے عالموں نے گڑھی ہیں۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہے کہ۔ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْكَ۔ سننے والے ہیں تجسے یہودیں سے
ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہیں ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو
اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو کہ مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہودیں سے ایک شریف مرد و ایک شریف
عورت نے زنا کیا اور اس زانی کی جورو موجود تھی اور اس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگوں نے مکروہ جانا کہ یہ دونوں شریف
ہیں سنگسار کیونکر ہوں تو اُنھوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اس کی شریعت میں آسانی رکھی گئی ہے پس اگر
دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کر کے دُرّے مار دو تو یہانتک لے لینا اور اس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیدے تو یہی پوچھنے اور سننے
کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین میں مروی ہے اور حاصل آنکہ اس فرقۂ یہود کی دو بد خصلتیں ہیں ایک تو اپنے عالموں کی مفتریات کو گوش دلسے
سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہیں اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہیں جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ۔ یُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ۔ الذی فی التوراۃ کآیۃ الرجم تحریف کرتے ہیں اُن کلمات کو جو توریت میں ہیں مانند آیت الرجم وغیرہ کے مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ
بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالےٰ نے کلم کو رکھا ہے اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہیں حالانکہ پہلے سے یہ کلمات اپنے
اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل کے اکثر الفاظ
بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجائے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کر دیے ہیں اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کر کے بگاڑ دیا اور بعض نے
کہا کہ اُنھوں نے الفاظ و معانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول میں تامل ہے اسواسطے کہ بہت سے آثار و اخبار میں دلالت موجود ہے کہ ان دونوں
کتابوں میں زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزیں بدون تبدیل کے باقی تھیں اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی میں ہے الفاظ میں نہیں ہے
لیکن یہ قول ٹھیک نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ دونوں کتابوں میں ایسے الفاظ موجود ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے

انکا ہونا ہرگز جائز نہیں ہوسکتا **قال المترجم** اور نیز انہیں بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہیں کہ اُنکے ذکر کی جرأت نہیں ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام و اُنکی بیٹیوں کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوئے تو اُنکی دو بیٹیوں نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان میں نہیں رہیگی لہذا باپ کو شراب پلاکر بدہوش کرکے اُنسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
مترجم کہتا ہے کہ اسکی شناعت میں بیان کی حاجت نہیں ہے فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہے کہ توریت و انجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہیں ہے پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہے نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ میں تفصیل ہے اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہے اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہیں جائز ہے **قال المترجم** ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہے
کہ ان کتابوں میں فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہے پس حاصل تفسیر یہ کہ یحرفون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع - یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہیں
اور بے جگہ کر ڈالتے ہیں بعد از انکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے - **یَقُوْلُوْنَ** - لمن ارسلوہم - کہتے ہیں ان لوگوں سے جنکو بھیجا کہ -
اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا - الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ - اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد فتوی
دیں کہ کوڑے مار دو - **فَخُذُوْهُ** - اقبلوہ - تو لے لو یعنے اُسکو قبول کر لینا - **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ** - بل افتاکم بخلافہ - اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دیں - **فَاحْذَرُوْا** - ان تقبلوا - تو اُسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو - **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ میں بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دیں تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دیں تو نہ لینا
کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیوں کے حق میں ہے جنھوں نے زنا کیا تھا اور اسمیں چند احادیث وارد ہوئی ہیں چنانچہ
مسلم میں عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونوں لائے گئے جنھوں نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت میں کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق میں جو زنا کرے بولے کہ دونوں کا
منہ سیاہ کرکے ہم اُنکو شہر میں پھراتے ہیں پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اُسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اُسنے اُسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دیں کہ ہاتھ اُٹھا دے پس اُسنے اُٹھایا تو اُسکے نیچے رجم کی آیت نکل آئی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونوں سنگسار کیے گئے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میں بھی رجم کرنے والوں میں تھا پس میں نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئیں آڑ دیکر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہے وقد رواہ البخاری وغیرہما ایضا اور روایت احمد و ابو داؤد میں ہے کہ یہود سے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونوں کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اُسکی شریعت کے احکام آسان کر دیے گئے ہیں پس اگر اُسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کر لینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہو جائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمیں ہے کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کیسے حکم الٰہی میں خلاف کیا تو انھوں نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابت دار نے زنا کیا تھا تو اُسنے رجم نہ کیا پھر اُسکے بعد ہی عام لوگوں میں سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اُسکی قوم والے حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا آدمی تو سنگسار نہیں ہوسکتا جب تک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سبنے ملکر باہم یہ صلاح کر لی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑ کر یوں ہے کہ منہ کالا کرکے شہر میں فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت

مسلم مین ہی کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجھے اُسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسی علیہ السلام پر توریت اُتاری ہے کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نہ کرتا ہم اپنی کتاب مین یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا پس جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو اسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ شریف و ضعیف سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ ای میرے پاک پروردگار مین اول وہ شخص ہون کہ تیرے حکم شریعت کو جسے انہون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے پس اللہ عز وجل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس جاؤ سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہی اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہی تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابو داؤد والنسائی و ابن ماجہ اور بعض روایات مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنہون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلہ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہی اور ان صورایانے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابو داؤد وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ اور جس کے حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ۔ یہ یہودی ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہی اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہی کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہی بندہ خود مختار نہین ہی۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہی ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہو کر جزیہ ادا کرنے سے انکو ذلت و خواری ہی۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہی ف یعنے دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔ سحت بضمتین ابو عمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قراءت ہی اور صواب یہ ہی کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہی (المعنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب دل لگا کر سننے والے اور سحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت ہی کہ سحت یعنے رشوت خواری تو عرض کیا گیا کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہی اور حضرت صلعم سے روایت ہی کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ و ابو داؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا جبکہ مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہی (ترجمۂ عالمگیریہ) فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

سو اگر یہ لوگ جنکی بد خصلتین اوپر بیان ہوئین تیرے پاس آوین اس غرض سے کہ تو انکے درمیان حکم کردے تو۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ تیرا جی چاہے انمین حکم کر یا اعراض فرما۔ یعنے تجھے اختیار ہے قال المفسر یہ اختیار منسوخ ہے بقولہ تعالے وان احکم
بینہم الآیۃ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہوچکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہے جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہاں مرافعہ
کریں اور شافعیؒ کے دو قول مین سے یہی اصح قول ہے اور یہی ابوجعفر النحاس نے امام ابوحنیفہ و انکے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ مین مرافعہ کرین تو بالاجماع واجب ہوگا۔ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَنْ
يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۔ تیرا کچھ نہین بگاڑ سکینگے۔ وَإِنْ حَكَمْتَ ۔ اور اگر تو نے انکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا۔ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۔ العدل۔ تو انمین حکم کر قسط یعنے عدل سے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے مقسطین کو یعنے ان بندون کو جو حکم مین عدل کرین اور مراد آنکہ انکو ثواب دیتا ہے اور یہین سے نخعی و شعبی و زہری
و سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ منسوخ نہین ہے اور یہی امام احمد کا مختار ہے کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
مین عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہے اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہے اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہین چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاوین جو انکی خواہشون کے موافق ہے ورنہ حق تو کتاب توریت مین معلوم تھا اسیواسطے آگے
تعجب لایا بقولہ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ ۔ اور کیسے وہ سچے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے۔ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ۔ حالانکہ انکے پاس توریت ہے جسمین حکم اللہ تعالے موجود ہے ف یعنے محصن زناکارون کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہے یہ استفہام تعجب لانیکو ہے حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے مین انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہے وہ جان لیوین کیونکہ
یہ جان لینا تو انپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہوچکا پس توریت مین تو یہ حکم جانتے اور منھ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۔ پھر منھ پھیرتے اسکے بعد یعنے منھ موڑتے ہین تیرے
حکم سے بھی جو انکی کتاب کے موافق ہے بعد اس سمجھ کے یہ زیادہ عجیب ہے۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہین رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہین رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہین کیونکہ اسمین جو حکم موجود تھا پہلے اس سے انحراف کیا
اور دوبارہ جب اسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اس سے اعراض کرنے لگے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۔ ہم نے
توریت اتاری تھی اس شان سے کہ اسمین ہدایت و نور ہے ف ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی سے بچے اور نور
یہ کہ حکمونکا بیان صاف تھا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ ۔ من بنی اسرائیل۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا ۔ انقادوا للہ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا ۔ حکم کرتے اس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگون کے حق مین حکم کرتے
جنھون نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور مین وعظ و نصائح و اسرار الہی درج ہیں احکام دینیہ وہ توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسیٰ پر انجیل سے بعض احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا۔ واضح ہو کہ جمہور علماء و فقہا نے کہا کہ اگلی شرائع
ہمپر واجب العمل ہین جہانتک منسوخ نہون اور صحیح یہ ہے کہ اگلی شرائع مین سے جو کچھ ہمپر لیاقت تعلیم عمل نقل کیا گیا اسپر ہم عمل کرتے ہین اور یہ
درحقیقت اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہے اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم نہایت خود کامل و مکمل در بدون

انضمام شرع سابق کے جامع ہے اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تو صرف یہ بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپکو یہودی
کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالے کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ۔ اور انبیا کی نیابت مین حکم
کرتے ربانیون یعنے انہین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ۔ الفقہا اور فقیہ لوگ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا۔ ای بسبب الذی
استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کر دیے گئے تھے یعنے اللہ تعالے نے
اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔ اور وہ لوگ
اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہے قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون و ربانیون و احبار سب کی طرف راجع ہے اور اللہ تعالے
نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علما سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہو جانے اور تحریف سے بچا دین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ
سہو نہو اور زبان سے پڑھا دین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالے نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت ہے
و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل
و مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالے نے انکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف
ہوکر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے پھر پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالے کی نگہداشت چھوڑنی
شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا
وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کر دی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف
خود کر ڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالے نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیے پر پچھتا دین اور راہ پر آدین کیونکہ اللہ تعالی ہی کی
فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا العبد اس تنبیہ کے انکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ اب بھی مت ڈرو
لوگون سے اے یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہے مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور دیہ
آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان
باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم
کے ظاہر کرنے مین سب لوگ مسلمان ہو جائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالے ہے
وَاخْشَوْنِ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالے دنیا و آخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا
قَلِيْلًا۔ اور مت خرید و میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے
دام لے لو۔ حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے
بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور جسنے اللہ تعالے کے اُتارے
حکم کے موافق حکم نکیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالے نے اُتارا ہے جو کوئی اُسکے موافق حکم نکرے وہ اس سے
کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اُسکا بیان عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالے اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کیواسطے
دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عز و جل نے یہود کے
دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہو گیا تھا اور وہ بنو نضیر تھے جیسا کہ دوسری

روایت میں ہی اور دوسرا ضعیف ومقہور ہو گیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونوں نے آپسمین صلح کر لی تھی کہ نضیر میں سے جو قتل ہو اُس کی دیت سَو وسق اور جو ضعیف قریظہ میں سے مقتول ہو اسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے پس قریظہ میں سے کسی نے نضیر میں کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا کہ دو گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب اور ایک ہی شہر ہو کہین ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تمکو دیا تھا تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمدؐ یہان آگئے ہین اب ہم تمکو اس حساب سے نہین دینگے (انصار سب مسلمان ہو گئے تھے انسے مدد تو ملتی نہین اسیواسطے ایک فریق کو جرأت ہو گئی) یہانتک کہ دونوں فریق میں لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوئے کہ محمد صلعم کو حکم بناوین پھر نضیر نے آپسمین کہا کہ واللہ محمد تمکو دونا دلوانے والے نہین ہین تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلا دے کہ آیا ہمین محمد کی کیا رائے ہی پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کرلو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقوں کو اس خبر ورسانی کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عز وجل نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختوں کی اس وارادہ سے آگاہ کر دیا پس نازل فرمایا یایھا الرسول لایحزنک الذین الآیات (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہوچکین جنمین دو زناکاروں کے واقعہ مین یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اسیکو صحیح کہا اور یہان تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایسا ہی دونوں واقعہ متقارب ہوئے اور دونوں اسمین شامل ہین ف عرائس مین ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمین صریح ہی کہ مخلوق مین سے کسیکو قدرت ایجاد نہین اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُس کے نفس کے حوالے کر کے ایسی شہوات مین مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہین تاکہ قلب مین اندھیرا ہو جاوے پھر اسمین نور برہان ومعرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ او تعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے مین کوئی قدرت نہین رکھتا اسی کے مانند ابن عطاء نے کہا ہی کہ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ مراقبہ و مراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحمہ نے کہا کہ قلب کی پاکیزگی دو چیز وںمین ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اس کلام کے معنے مین ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہین جو گوشے مین بیٹھتے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہین اور صورت یہ کہ کندھوں پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیاداروں کی مدح اپنے حق مین سنتے ہین کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا مین نہین ہی اور آپ ایسے اور آپ ویسے اور یہ زاہد بےعقل اُنکی فریبی و تکبر و غرور دلانے والی باتین خوب سنتا ہی حالانکہ نہ زاہد مذکور ایسا ہی بھی نہین اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہین کہ بادشاہ وسردار وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہین اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اُسکو رشوتین دیتے ہین پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنے جھوٹ باتین سننے والا ہی اور اکالون للسحت۔ یعنے رشوتین کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختوں سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت و بدافعال سے بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہین اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون للکذب یعنے جھوٹے دعوے سننے اکالون للسحت۔ یعنے دین بیچ کھانے والے ہین قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت ومحبت توحید کے ساتھ اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال وجمال مین مستقیم وادب کے ساتھ رہنے سے صفات حق تعالے سے موصوف ہو جاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہو گیا اور مثال

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے اور جب آگ مین پہونچا اور سرخ ہوگیا تو ناری ہوگیا یہی حال عارف کا ہے کہ جب منور بانوار باری تعالے ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بہ ربانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی ہوگیا اور احبار وہ ہین جو اللہ تعالے سے کلام آلہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور آلہی سے حق و باطل مین تمیز و فرق کرتے ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالے کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکی آیات سے عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالے سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام آلہی سے واقف ہین ابن طاہر نے مجمل اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام آلہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب و سنت سے علم حاصل کر کے اسپر عمل کیا قولہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون ۔ واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ایک فعل ہے اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف ہوتا ہے جو تصدیق ایمان سے ضد و منافی ہو ۔ پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہے اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ تھا یا عام ہے کہ اس امت کو بھی شامل ہے پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہے کہ قولہ تعالے یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین سے آخر تک مین سبب نزول دو بیان ہوئے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقون کے دربارہ مین حضرت کی رائے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دو چند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہین حکم قرار دینا ہے احتمال ہین کہ یہی سبب ہو یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہے کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کر لی تھی چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہے پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے کہ انھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کر کے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوئے بلکہ نکالے ہوئے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہے اور ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہونے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہے اور یہی مقام دوم ہے شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ و حسن بصری وغیرہم نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن بصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب ہے سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہے اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہے روایت ابن جریر ۔ مسروق نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہے تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین رشوت لینا ۔ تو فرمایا کہ یہ کفر ہے پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہے کہ شاید پہلا سوال یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا دے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبور ہو رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام ہے پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہے پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہے فافہم اور سدی نے کہا کہ معنے یہ کہ جو حکم اللہ تعالے نے اتارا اگر اسکو عمداً چھوڑا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہے علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا تو کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہے (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب ہین جو کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالے نے کتاب مین اتارا ہے قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہے پھر انکار کرے وہ کافر ہے خواہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہو جائیگا اور چونکہ قولہ ومن لم یحکم ۔ مین

من بصیغہ عموم ہے لہذا ہر شخص کو خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم تو کہا کہ مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعنی مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبدالرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر مقابلہ ایمان نہیں ہے لیکن اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا گیا تھا یعنی وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبدالرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر مانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے اور شیخ مفسر رحمہ نے کہا کہ ہم الکافرون بہ یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالیٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھ دیا ہمنے اُنپر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اوس سے پاک ہوا اور

مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جو کوئی حکم نکرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں اُنپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً عناد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینہ کے گروہ اسلے یہود میں سے اگر قریظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطائی در میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے خلاف کیا اور رجم چھوڑ کر منہ سیاہ کرنے و کوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسواسطے وہاں اُنکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اختلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ اُنھوں نے ظالم و مظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا ۔ اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ۔ إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔ جان بعوض جان کے ہے یعنی جو شخص کہ کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے۔ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ۔ اور آنکھ پھوڑ دی جاوے بعوض آنکھ کے۔ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے۔ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ ۔ اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے۔ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۔ اور دانت اکھاڑا جاوے بعوض دانت کے۔ کسائی نے نفس و عین وانف واذن کو رفع سے پڑھا۔ وَالْجُرُوحَ ۔ برفع قراۃ ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و کسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا۔ قِصَاصٌ ۔ اور جروح قصاص ہیں یعنی جرح بجرح یعنی زخم یعنی جراح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں و آلۂ تناسل و مانند اسکے اور جہاں جرح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے۔ اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں کیا یہ حکم بھی اسی سے لیا جاتا ہے مفسر نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رحمہ نے فرمایا کہ اصولی و فقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے اسیطرح مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ سے روایت کی کہ یہ حکم

بنی اسرائیل پر اور یہہ عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے بارہ مین تین قول حکایت کیے اور تیسرا قول یہ کہ یہہ شرع ابراہیم حجت ہی
نہ غیر ولیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ یہہ شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی یہہ شرع ہی امام ابو منصور بن الصباغ نے شامل مین نقل کیا کہ علما نے
بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورۂ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنے قصاص فرض ہی آزاد بمقابلہ آزاد کے
اور غلام بمقابلہ غلام کے اور عورت بمقابلہ عورت کے۔۔ ھ۔ اور یہان النفس بالنفس ہی یعنے جان بمقابلہ جان کے اور یہ عام ہی خواہ
عورت بمقابلہ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا اسب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو قصاص مین قتل کیا جاوے
بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ مرد بعوض عورت کے قتل
کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی جمہور علما کا قول ہی لیکن
عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو
قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علما نے امام ابو حنیفہ سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری ومسلم ابو حنیفہ رح نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے قال
ابن کثیر اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کے عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ
مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے
قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جبتک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیحین مین ربیع کے دانت توڑنیکی حدیث ہی
مثلا ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالک رح نے اپنے شاگردون سے حدیث
بیان کی کہ ربیع نے جو نضر کی دختر تھی ایک لڑکی کے (یعنے نوجوان لڑکی) اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیع والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ
لیلو اور عفو کردو انھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپ نے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیع کے
دانت توڑے جاوینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جاوینگے تو آپ نے
فرمایا کہ اے انس کتاب اللہ مین قصاص ہی پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے راضی ہوگئے اور انھون نے عفو کردیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ
کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے انکی قسم سچی کردیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی جیسے
ہاتھ اس جوڑ سے جو بازو سے ملا ہی اور قدم اس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی ایسی
نہین ہوتی اور کبھی اسکے مقدار طول وعرض وعمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی پر زخم ہو
تو سوا اسکے جو ٹوٹے تو امام مالک نے کہا کہ سواے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران وغیرہ کے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص
نہین اور امام ابو حنیفہ وصاحبین نے کہا کہ سواے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعی رح نے جملہ زخمہاے
استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطاب و ابن عباس رض سے مروی ہی اور یہی حسن وعطا وشعبی وزہری ونخعی وعمر بن عبد العزیز کا قول ہی اور یہی
سفیان ثوری ولیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمد رح کا ہی ولیکن امام ابو حنیفہ رح نے حدیث ربیع مذکورۂ بالا سے حجت لی ہی مگر اس مین یہ کلام ہے
کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے قال المترجم روایات مین ضرب وکسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ کسی روایت مین
نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص لیا اور قصاص کی

وجہ سے جانی مرگیا تو مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہیں قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہ
و تابعین کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی و عطاء و طاؤس و عمرو بن دینار و
حماد بن ابی سلیمان و زہری و ثوری نے کہا کہ دین قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود اور نخعی و حکم بن عتیبہ
نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اس زخم کے ساقط ہو کر باقی دیت اپنے مال سے اسپر ادا کرنی واجب ہوگی ۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ
بِهٖ ۔ جسنے قصاص تصدق کیا تفسیر قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا ۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ
لَّهٗ ۔ تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہو چنانچہ بعد قصاص کے ہم اُسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا ۔ اور معالم میں کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس
و مجاہد و زید بن اسلم سے مروی ہیں اقول یہ پوشیدہ نہیں کہ اس تکلف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ
ہو جاتا ہے لیکن معنے میں استبعاد ہے اور اظہر وہ ہے جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا
تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہے یعنے بقدر اس عفو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور ابو الدرداء سے مرفوع
روایت ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم میں پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالیٰ اُسکا درجہ بلند کرتا اور
اُسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کردیتا ہے وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر و احمد و الترمذی و رواہ ابن مردویہ والنسائی عن عبادۃ بن الصامت
و رواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم ۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ جسنے اللہ تعالیٰ کے نازل کیے
ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کیا خواہ قصاص ہو یا نہو ۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں کہ اللہ
تعالیٰ کی شریعت سے مخالفت کرکے اپنی جان کو عذاب میں ڈالتے ہیں اور یہ یہودیوں کی عادت تھی کہ توریت میں جو احکام اُنکو ناگوار
ہوئے اُنکو تحریفاً و تبدیل کرکے اپنی رائے سے حکم نکالے اور اہل انجیل نے بھی انھیں کے قدم بقدم کیا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ

اور پیچھا اُنکی میں بھیجا ہم نے انھیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اسکو دی

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

دی ہمنے انجیل جسمیں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

ڈرو والوں کو اور چاہیے کہ حکم کریں انجیل والے اسپر جو اللہ نے اتارا اسمیں اور جو کوئی حکم نہ کرے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ اور ہمنے اُن کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا یعنے
یعنے انبیاء بنی اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوئے اور برابر متبادر کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بعد ان زمانہ فترت کے
ہمنے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز
کی جو اُسکے سامنے تھی یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت ہے یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی جسمین ہدایت ہے ف ہدایت ہے گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہین کہ بعض کی پیروی کرے اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور رہا۔ وَنُورٌ ۔ اور اُسمین نور ہے ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہے پس بعض نے جو زعم کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہے بلکہ انجیل مین بعضے احکام بھی تھے۔ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۔ لما فیہا من الاحکام ۔ اور درحالیکہ مصدق ہے کتاب انجیل اپنی پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوا ے چند احکام کے جن کو منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہے پس وہ بیان کرتا ہے کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیواسطے صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی اِن لوگون کے واسطے جو اللہ تعالےٰ سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ المتقین کو اس سے نفع ہے۔ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے انجیل مین اُتاری ہے ف پس یہ عطف ہے وقفینا پر اور حمزہ کی قراۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہے پس یہ اتیناہ کے معمول پر عطف ہے یعنے ہمنے عیسیٰ کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے کی ؟ نے کہا کہ قراۃ بجزم مختار ہے کیونکہ وہی جماعت کی قرارت ہے نحاس رح نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہے پھر معنے موافق قراۃ جماعت کے اصبغ یا امر یہ ہین کہ ہمنے اسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر ان دونون کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہے کہ اُنمین لکھا ہوا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور اُنھین کی پیروی کرین۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاری ہے اور یہی ظاہر ہے

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا

اور تجپر اُتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ہے

عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

سو تو حکم کر اُنمین جو اُتارا اللہ نے اور اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑکر حق راہ

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ

جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تمکو ایک دین پر کرتا اور

لَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا

لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہے اپنے دیے حکم مین سو تم بڑھکر لو خوبیان اللہ کے پاس تم سب کو پہونچنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ

پھر جتا دیگا جس بات مین تمکو اختلاف تھا اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن مین جو اللہ نے اُتارا اور

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ

مت چل انکی خوشی پر اور بچتا رہ اُنسے کہ تجھکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ

نہ مانین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہونچا وے انکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت ہین

النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا

لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالے نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اُسپر عمل کرین وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۔ اور ہمنے تجھپر اے محمد صلعم قرآن نازل کیا۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہے اور قرآن کا حال یہ ہے کہ۔ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ ای قبلہ۔ مِنَ الْكِتَابِ ۔ وہ سچی بتلاتا ہے ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہے یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالی کا حکم موجود ہے کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اور قرآن نے اگر اُنکو فسخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور موکد ہے کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہے پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل بمعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہے الا آنکہ مجازًا تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر نزال بایں معنے کہ ایکمرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار گیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہوجاوین اور یہ بزرگی سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات دنیائی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعالے نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ اور قرآن شاہد ہے کتابون منسوخہ پر۔ عن ابن عباس ای موتمنا علیہ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہے اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہے اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہے جو کچھ اگلی کتاب مین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہے تو وہ حق ہے اگرچہ منسوخ ہو اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہے عوفی عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہے اور اُسکا نکتہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی راے چھوڑکر اختلاف سے منھ موڑکر ایک راہ ہوجاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقہ سے ہزد

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہیں چلتا ہے تو قرآن کو حاکم کیا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ پس اے محمد تو ان لوگوں کے درمیان اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور میں اپنا مقدمہ لاویں تو اُن کے درمیان حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انہیں فیصلہ کر اور واضح رہے کہ سنت رسول اللہ صلعم بھی اسمیں شامل ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ مجھے قرآن دیا اور اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور دیا ہے۔ حق یہ ہے کہ سنت رسول اللہ صلعم وحی خفی ہے جو قرآن کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہے پھر بینہم کی ضمیر مفسرین نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن تیمیہؒ نے عام لوگوں کیطرف راجع کی یعنی قرآن کے موافق لوگوں کے درمیان حکم کر خواہ عرب ہوں یا عجم خواہ کتابی ہوں یا غیر کتابی پھر واضح ہو کہ اہل ذمہ جو مسلمانوں کے ماتحت ہیں اگر وہ حاکم اسلام کے پاس مرافعہ کریں تو انمیں حکم الٰہی کے موافق حکم دینا واجب ہے چنانچہ حکم دیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ۔ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ۔ اور مت پیروی کیجیو اُنکے اہواء کی یعنے اُنکی رائے کی جو اُنھوں نے گھڑ لی ہیں۔ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ۔ عدول کرتے ہوئے اس چیز سے جو تیرے پاس آچکی ہے حق سے ف یعنے حق سے عدول کر کے اُنکی گھڑی ہوئی رائے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہے لیکن مراد اس سے آپکی امت کے لوگ ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی رائے کی پیروی نہیں کی اور نہ ممکن تھا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ۔ خطاب اُمتوں کی طرف ہے مانند یہودی نصرانی اور مسلمان۔ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا۔ یعنی اے امتو تم میں سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے کسی چیز کیطرف راہ بتلائی جاوے اور شرعہ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہنچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہیں اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ کیونکہ اس سے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضائے الٰہی ہے اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نورانی ہے پھر اس طریقہ کو طے کرنے سے حقیقت و مراد کو پہونچتا ہے اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تم اصل مقصود دین ایک ہے اور وہ توحید الٰہی معرفت ہے اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام لائے جنہیں حلال و حرام کا فرق ہے تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہیں اور اصل مقصود واحد ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہیں ہمارا دین ایک ہے یعنی ہم سب توحید پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ اور فرمایا۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیۃ۔ پس حقیقت و مقصود دین تو سب متفق اور شرائع میں جو اختلاف ہے تو عمل اور امر و نواہی میں ہے چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع میں حلال کر دی اور کسی شرع میں حرام کر دی اور کسی میں خفیف اور کسی میں شدید کر دی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سوائے اللہ تعالیٰ کچھ نہیں قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہے کہ اسی کے واسطے سب رسول آئے تھے۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ علی شریعۃ واحدۃ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔ وَلٰكِنْ۔ فرقکم فرقا۔ لِيَبْلُوَكُمْ۔ لیختبرکم۔ فِي مَا آتَاكُمْ۔ ولیکن تفریق کر دیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ امتحان کرے تمکو اس چیز میں جو تمکو دی ہے ف یعنے مختلف شرائع حاصل ہیں کہ اسواسطے تمہاری شریعتوں میں اوامر و نواہی مختلف کر دیے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون تم میں سے اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کر دی اگرچہ ابتدائے اسلام میں حرام نہ تھی پھر جس وقت حرام ہونے کا حکم آیا اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہا دی اور برتن توڑ دیے پس یہ لوگ مطیع فرمانبردار تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہے اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دنیا کا کوئی انتظام باقی نہ رہتا پھر جنھوں نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوئے اور جنھوں نے احکام الٰہی کی پابندی کی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور آخرت میں کرامت کے ساتھ ہوں گے پس حاصل معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ

بندون کے حقائق و اُنکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہی اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت
کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلتے تو انکی دنیا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے
نہین بلکہ اوتعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول
شرع سے جو کچھ چاہا منسوخ کر دیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ اوتعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص
رسول کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کر کے تمام روے زمین انسان و جن سب پر آپ کی
متابعت فرض کر دی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرما کر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اسکے مثل دیگر آیات اس
امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ و اُسکے مانند
تو مراد اس سے توحید و اسلام ہی اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین
اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہی کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی
ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہی کہ خالص بندے جو اُسکا حکم بجو
مان لین لہذا فرمایا۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ**۔ پس جلدی کرو خیرات کی طرف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کرو مراد
آنکہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ترک کرو **وقال ابن کثیر** وہ طاعت الٰہی و اتباع
اس شرع کی ہی جسکو اللہ تعالے نے متقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کر دیا ہی اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ
اللہ تعالے نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آیندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہی پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب
اگلی شرائع کا ناسخ ہی تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجاوے یہ اسی قرآن مجید و شرع
آخری کے موافق ہی اور آیندہ قیامت ہی۔ **إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا**۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمہارا سب کا مرجع ہی یعنے
بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہوگے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے یعنے
امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے
اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اسکے
کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پاوینگے۔ **وَأَنِ احْكُمْ
بَيْنَهُمْ**۔ یہ عطف ہی الکتاب پر ای انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی
کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نکرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی یہی ابن عباسؓ سے
روایت ہی اور ابن الجوزیؒ نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ**۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش
نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر۔ اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ
امت والے حاکم عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نہ کرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان کرر کیا

جواب یہ کہ نہیں بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تجکو حکم کرنے کے لیے حکم حق مل جاوے اور
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہو اب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہیو کیونکہ شیطان کی پیروی والے دھوکا دیا کرتے ہین
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجکو وہ لوگ فتنہ مین
نہ ڈالین بعض اُس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجپر نازل فرمائے ہین
اُنمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا بھی نہین واسطے کیونکہ
پیکل سے مخالفت ہوگی اگر عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہی اگرچہ باقی کا انکار نہ کرے
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کر دیجے
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ وہوشیار کر دیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت ومکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہی اگر اس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوائے باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۔ تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہی کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچا وے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہی یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہی۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔ اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہی کہ رب عزوجل کے دائرہ توحید وطاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۔ یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہی کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہی اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہی یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہی اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ۔ اور کون ہی اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہی مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر ومشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی رائے کو مرجح ٹھہرا کر شیطان ونفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہی اور دوم وہ کہ جنسے روح
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہی پھر وضو وغسل وذکر زبان وتلاوت قرآن ونظر صنعت الٰہی وقدم براہ جہاد وحج وغیرہ سے شریعت طہارت
جسم ہی اور اسی مین معانے سے کمال روح ہی اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور رکھے تاکہ شریعت کی نہر عام
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہی پھر اعمال ظاہری مانند روزہ نماز کے خود ظاہر
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رحمہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم وبقا کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے ارواح قدسیہ اور قلوب

حالانکہ اور معقول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہیں پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض
کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے
لیے مناہج یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمار سے
نعوتؐ کی طرف اور نعوت سے اسمار کی طرف اور اسمار سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق
معرفت حاصل کرلے پھر انہین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہوسکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہے تو انہین باہم موافقت
ہے اور جنہین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انہین آپسمین جھگڑا بھی ہوجاتا ہے اسی وجہ سے علماء ربانی مین
باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہے اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہے تاکہ بند ونمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار
خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہے جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہے اور
اُس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو متفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ ہین ہر صرف نزدیکی مین فرق ہے
لوگ حاصل کرلائے اور یہی مشہور نکتہ ہے کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہے **قال المترجم** اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ
صواب پر ہے اگرچہ انمین بعض کو زیادہ قرب ہے اور اجتہادمین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ منازل
جداگانہ کے واسطے روا ہے کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال
یہ ہے کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہے تو ممکن ہے کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہے جو حدیث مشہور مین وارد
ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے پھر ہر شخص جانتا ہے کہ مطلوب ایک
ہے باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید اسمین یہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور یہ مقام نہایت لطیف ہے اور بسیط تحقیق چاہتا
ہے لیکن گنجائش نہین اور اہل فہم کو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہے۔ واللہ یہدی من یشاء۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ چونکہ اسرار صفات
بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ تمہین معلوم ہے کہ راہ رحمت مین مؤمن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین
اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور
جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع صورات کے مظاہر ہون پس ایکہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم۔ پس نعمت
توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو
حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہے اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو پھر ان کو عین
جلال کی طرف متفرد کیا لقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت او تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب
ومعرفت حاصل کرو اور وہان تمہارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید
عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ
لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہے **قال المترجم** شیخ جنید رح کا قول ہے کہ
الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ حضرت باری تعالے
خاص ہے اور یہ راستہ کھلتا نہین مگر اُسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اخلاص مزید ہے

استعداد اسکا رتبہ مزید ہی اور جس مشرب کے لائق ہو اُسی مشرب سے پہونچتا ہی پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم رہا تو وہ جناب باری تعالے تک پہونچ گیا
اور جو ٹیڑھا چلا وہ راہ شیطان مین پڑگیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی طرف راہین
بتعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید وجنتی وہ ہی جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پاگیا شیخ استاد نے قولہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ
واحدۃ مین کہا کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تمھارے مراتب برابر کر دیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے کر دیا کہ تم کو امتحان کرے اور
اسی امتحان کی وجہ سے تمکو آپس مین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر مین کوشش کرے پس
عابدون کے حق مین سارعت یہ کہ عبادات و وظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور بعض نے کہا کہ زاہدون
کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہو کہ خواہش قطع کرین یعنے
زاہد ہون اور عارفون کی سبقت یہ ہو کہ خود بینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق و دنیا و عقبی سب فراموش کردین قال المترجم
مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالی مین سرعت کرین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ
اے　ایمان　والو مت پکڑو　یہود　و　نصارے کو　رفیق　وہی آپس مین　رفیق ہین　ایک دوسرے کے

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝
اور جو کوئی تم مین اُنسے رفاقت کرے وہ انھین مین ہی　اللہ راہ نہین دیتا　بے انصاف　لوگون کو

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا
اب تو دیکھے گا　جنکے دل مین　آزار ہے　دوڑ کر ملے جاتے ہین اُنھین　کہتے ہین　کہ ہمکو ڈر ہے　کہ نہ آجاوے ہمپر

دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا
گردش　سو شاید　اللہ جلد بھیجے　فیصلہ　یا کچھ حکم　اپنے پاس سے　تو فجر کو لگین　اپنے جی کی　چھپی

فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ
بات پر پچھتانے　اور کہتے ہین　مسلمان　کیا یہی　لوگ ہین　کہ قسمین کھاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ۝
تاکید سے　کہ ہم تمھارے　ساتھ ہین　خراب گئے　اُنکے عمل　پھر رہ گئے　نقصان مین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ اے ایمان والو ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۔ مت بناؤ یہود و
نصاری کو اپنے اولیاء جمع ولی بمعنے دوست و راز دار ۔ یعنے یہود و نصاری کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے اسمین
کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہی جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگونکو خطاب ہی جو فقط ظاہر
مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہی کہ مومن خالص و منافق دونون کو شامل ہی پس بعض نے کہا کہ
سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود و نصاری کو دلی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اُسکے آثار آدمی مین ظاہر ہوتے ہین
لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہی اور چونکہ زبان سے وہ لوگ

کلمہ ایمان ظاہر کرتے تھے اسواسطے اُنکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تاقیامت سبکو عام ہے اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
ہین کیونکہ یہی لوگ باطن مین یہود و نصاریٰ سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبھم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہے اور مین
گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہوگیا شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوا اسکے کہ حضرت صلعم وچند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپس مین گفتگو کی اور اُنکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جاکر
گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کرکے نصرانی ہونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے
یہ آیات نازل فرمائین قال المترجم یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؒ سے روایت ہے کہ آیت ابو لبابہ بن عبدالمنذر کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی اُنکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اترین تو اُنھون نے ابولبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضائے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہے جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوئے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد اور زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبداللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو اُنکی دوستی سے بیزاری
نہین کرسکتا کیونکہ اُنکی موالات سے چارہ نہین ہے اور اسکا بیان وہ ہے جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کرلیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر جنبدر و زبعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز وخوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہے لیکن
عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد وجہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے اُنکی
موالات کی ضرورت ہے اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون واُنکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالیٰ واسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون واُنکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء۔ **بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ**
یہود ونصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین ف اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود ونصاریٰ آپسمین ایک دوسرے کی معاونت ومدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد اُنکہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ موالات دنیاوی مراد ہے کہ
معاملات دنیا مین انکا یہ برتاؤ ہے ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاریٰ کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاریٰ آپسمین ایک دوسرے سے
عداوت وبغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہے اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ اے ایمان والو تم یہود ونصاریٰ سے

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضاے کفر ہو انھین کے درمیان جاری ہو اور انھین کی حالت کے لائق ہو وہ تمھارے حال کے لائق نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہو ف یعنے دین کے حکم مین اسکا و انکا حکم یکسان ہو اور یہ بمانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہو یہ حدیث بکثرت طرق کے بدرجہ حسن ہو اور تفسیر مدارک و ابو السعود وغیرہ مین ہو کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہو کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی دلی و موالات قلبی نہ رکھین اور جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام کے حکم مین شامل ہین اور ابن عباس رض سے مرفوع روایت مین ہو کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہو جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم و راہ کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہو اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا ۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کر کے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رض نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھ دی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتبہ) اور ابو موسی اشعری رض سے روایت ہو کہ انھون نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہو تو حضرت امیر المومنین رض نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی مرد دیندار کیون نہین رکھا دیکھا (رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رض سے من طریق عکرمہ روایت ہو کہ انسے نصارائے عرب کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہو ومن یتولہم منکم فانہ منہم ۔ یعنے جائز نہین ہو رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے مانند مروی ہو اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہو ۔ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ ۔ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہو کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک ہر دگی منافق لوگو مین نظر آتا ہو چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا نمونہ موجود ہو ۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہو کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اسدرجہ ہو کہ گویا وہ انھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہو یعنے يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۔ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہم کو خوف ہو کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بیعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدہ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ ۔ یعنے قریب ہو کہ اللہ تعالے فتح دلوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے امتحان مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہو پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی ہمت کرو تمام عرب مین دین توحید و اسلام پھیلیگا

ف یعنی حضرت عمر رض نے نصاری کو کاتب رکھنا دین یا رکھا دین ۱۲ منہ

اور ہر شخص مین سے انکا رعب تب کھٹکے جایگا کہ سوائے اللہ عز وجل کے اسکو کسی سے خوف ہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہو کہ اللہ تعالے مکہ فتح کرے۔ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب نین سواہین اور سدی نے کہا کہ فتح سے تو مکہ کا فتح ہونا مراد ہی پس منافقونکو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا ہونیکا شک تھا وہ رد کردیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و نصاری پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان و شوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ تو یہ منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر و فکر کا ہی جو بہ خلاف حکم خدا و رسول کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا و ہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا انھون نے اپنی رائے سے وہ باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا و رسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار رسوائی مین اللہ تعالے نے خالص مومنین کو انکا حال ظاہر فرمادیا۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ واضح ہو کہ بصری قرار کی قراءۃ مین ویقول بواو ہی اور شامی و حجازی قرار کی قرات مین بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے از سر نو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہی یاتی پر اور ان یاتی و ان یقول الذین آمنوا یعنے مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ فی الدین۔ دین مین بیشک بالتحقیق ہم تمھارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہوگیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ انکے اعمال سب بگڑگئے جمہور مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو انھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا تھا سب باطل و نیست ہوگئے۔ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۔ یعنے دنیا و آخرت مین برباد ہوئے چنانچہ دنیا مین تاقیامت بدنام و فضیحت ہوئے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجائے اسکے دوزخ کے سب نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ

اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک لوگ کہ انکو چاہتا ہی

وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ

اور وہ اسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین الزام سے یہ فضل ہی اللہ کا دیگا

يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ۔ نافع و ابن عامر نے یرتدد۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد با دغام

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونوں طریقے صحیح ثابت ہیں اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا پھر جانا ۔ اور حاصل آنکہ ای ایمان و الوجوب گیا مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ ۔ تم میں سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالے اُسکے بجائے قوم محبوب لاویگا جیسا کہ آگے فرمایا اللہ تعالے نے یہ خبر دیدی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالے کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانہ وفات میں اور بعد وفات کے عرب کے بہت گروہ مرتد ہو گئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہاں لکھا کہ کافروں سے موالات کر کے بے ایمان ہو جانیکے بعد عام طور پر بموالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہو جانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالے کے علم غیب کے موافق واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہے کہ مرتدوں کے بدلے اللہ تعالے ایک گروہ مضبوط سچے مومنوں کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوئے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم میں قوم بنو مدلج اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب اور بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوئے اور زمانہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجاءہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور خطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سب قوموں کو بعد محاربۂ عظیم کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں مرتد ہو کر ملک شام کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہو گئی پھر اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدوں کے عوض میں ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا۔ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ ۔ بدلہم ۔ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ پس لاویگا اللہ تعالے بدلے اُن مرتدوں کے ایسی قوم کو کہ جنکو او تعالے دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہیں ۔ واضح ہو کہ یہاں صریح ظاہر ہے کہ محبت ایک صفت خاص ہے جیسا کہ اکابر صوفیہ واہل تحقیق کا قول ہے اور یہاں تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہے تو ایسی تاویل بعید ہے تحقیق یہی ہے کہ ایک صفت خاص ہے کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالے دانا تر ہے اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہے تو آگاہ ہو جاتا ہے بالجملہ اس قوم کی ایک یہ تعریف ہے کہ او تعالے انکو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہیں اور دوسری صفت یہ کہ ۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ یعنے عطوفت و مہربانی فرمانے والے ہیں مومنوں پر اور ۔ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔ یعنے سخت و شدید ہیں کافروں پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف میں سورۂ فتح میں فرمایا ۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ۔ یعنے کافروں پر نہایت سخت و شدید ہیں اور آپسمیں ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہیں تیسری صفت یہ کہ ۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کرتے ہیں چوتھی صفت یہ کہ ۔ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۔ اور نہیں خوف کرتے ہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقوں کے کہ وہ کافروں کی ملامت سے خوف رکھتے ہیں پھر مفسرین میں اختلاف ہے کہ یہ کون قوم ہیں بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہیں بقرینہ سوف یاتی اللہ ۔ یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور مفسر رح نے لکھا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا و اشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت میں حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ اُس شخص کی قوم ہیں اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح ایضاً) اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہیں اور مجاہد رح نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے ہے قال المترجم روایات

متکلف ہین اور اُسّے یہ ظاہر ہو کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہو یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی صفات سے یہ اقوام بھی قریب قریب متصف ہین کیونکہ اوتعالے نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہر حال ایک رئیس کے زیر حکم ہون اور منجملہ اُنکی صفات کے یہ قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف اُنمین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف و تاویل کے یہ بات صادق نہین ہو اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہو کہ مراد شمول ہو اور محمد بن کعب سے مروی ہو کہ وہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہوگئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ کی حالت کے بیان مین اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اُنکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہو جنھون نے مرتدین پر جہاد کیا اور شمول اسمین ہر اُس قوم کا ہو جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک نبی کے قائم مقام ہوئے جب حضرت ابو بکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر کیونکر جہاد ہو سکتا ہو بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بیشمار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی غرض کہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کرکے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ اُنکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالے نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہم نے حضرت ابو بکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اوپر والے کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ بدبر کیا جاؤن اور حکم دیا کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالے کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرون اور حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیر عرش سے ہو (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہو کہ مومن کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اُٹھا نہین سکتا ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہو اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی رخصت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام رح نے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہے اور سختی ہر جگہ و ہر وقت آدمی کو مغلوب کر دیتی ہو۔ بالجملہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہانتک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرادے اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ ذٰلِكَ یہ جو اوصاف مذکور ہوئے۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالے کا فضل ہو جسکو چاہے دیدے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالے کا فضل وسیع ہو اور وہی خوب جانتا ہو کہ کون بندہ و کون قوم اُسکے لائق ہو ف عرائس مین ہو کہ قولہ تعالے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اسمین اسلام سے مرتد ہو جانے والون کو توبیخ ہو کہ انکو اللہ تعالے کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہو گئے اور اسمین خبر دیدی کہ اوتعالے ایک ایسی قوم لاویگا کہ ازل ہی مین اُنکو محبوب کر لیا ہو اور وہ لوگ بھی اللہ تعالے کے محبوب کرنے سے اوتعالے عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

یہ لوگ ضرور ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طریقہ وسنت پر چلتے ہین اسواسطے
کہ محبت کی شرط یہ ہی کہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین ظاہر فرما دیا کہ جو مطیع موافق
نہو وہ محبت رکھنے والا نہین ہی اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہدے ای محمد صلے اللہ
علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرمادیگا اس آیت مین صحابہ و تابعین و مابعد والونکی نصرت و بزرگی کا بیان
ہی اور اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا ہی اور ذات پاک اسکی موصوف بمحبت ازلیہ
تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون و صفات سے اس سے محبت رکھتے ہین اور ہر طرح اسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہان نسیم جود ہوا وہ قدم ازل
ہی اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہی اور اصل محبت کا وقوع از جانب باری تعالے
ہی بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان وغیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کی وجہ سے پیدا نہین ہوتی ہی اللہ تعالے نے
اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ انکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ انسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے
کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اس سے محبت
رکھتے ہین تو اس طور پر ہی کہ انکے دلون پر اسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہی یعنے انکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہی پس جب انکی ارواح کی
آنکھین بصیرۂ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسیکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ
ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہی سلامی نے کہا کہ اسی کے
فضل محبت سے انھون نے اسکی محبت مین اپنے آپکو قربان کیا اور اسیکی یاد کے فضل سے انھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو
فراموش کر دیا۔ یوسف بن الحسین نے فرمایا کہ محبت ایثار ہی قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑ کر اسی کو اختیار کیا اور
محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہی حتی کہ بہت جاہل اسمین شیدا ہوتے ہین ع عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن
گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہی اور اختیار محبوب ہی اسی محبت کی شان ہی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض
نے کہا کہ صحابہ رض کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ
میرے اعمال ویسے نہین ہین (دہ) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اسکے دوستون سے تواضع
رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح
قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے
بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب اوصاف کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق
سے نہین بلکہ محض فضل و رحمت سے ہی جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراق نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہی ایک تو
جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ ہے کہ
قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہی کہ بندگی سے کسی حال مین فتور نہو اور شیطان
پر جہاد اسطرح ہی کہ تجھمین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے یہودیونکی دوستی
سے بیزاری ظاہر کرکے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ

تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اُسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

زکوۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہین اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ○ ع

تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

ع ۸

عبد اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اوتعالے نے اُنکو فہمایش کردی کہ یہود ایسی قوم ہے کہ اوپر اللہ تعالے کا غضب ہے سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر اُنھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہے کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہوچکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب اُنھون نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ تمہارا ولی اللہ تعالے ہے اور اُسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہے کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہے کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون یعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہے لہذا راکعون یعنے خشوع کرنیوالا یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادائے فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز اُنکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہے کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہے اور اولی یہ ہے کہ وہم راکعون ای والذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہے کہ جس نماز کو ادا کیا اُسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا البعد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تاکہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہے قولہ یؤتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہے کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجائیگی پھر مترجم کہتا ہے کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہے قال ابن کثیر اور بعض لوگون نے

یوتون الزکوۃ سے اسکو حال ٹہرالا او رحالت رکوع مین ادا ے زکوۃ قرار دی وہ آمین حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ایک اثر روایت کرتے
ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل مانگتا ہوا گذرا تو آپنے اپنی انگوٹھی
اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید وطرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہی کہ اس اثر کو ابن ابی حاتم
وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہی پس ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کہیل وعتبہ بن ابی حکیم سے
روایت کیا اور اسناد ضعیف ہی اور ابن جریر نے مجاہد وسدی وابو جعفر الباقر۔ ووالبی عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب
بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباس روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک از ابن عباس حالانکہ ضحاک نے
ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہی اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہی
اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت صحیح
نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعف ہی اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لا تتخذوا الیہود والنصاری
اولیاء الآیہ مین گذرین اسمین معلوم ہوچکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہی **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت
کرتا ہی کہ خطاب مومنون کو ہی اور عبادہ بن الصامت آمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آتی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون
الصلوۃ سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم وحضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ **وَ
مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** معنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ واسکے رسول وراہل ایمان الون کو تو اللہ تعالی
انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہی۔ **فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ** کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین **ف**
اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہی پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جہاد ولڑائی مین
کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہی اور کبھی کافر قوی ہوجاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہی اور موت پر یہ راہ ختم ہوجاتی ہی پس غلبہ
کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہی اور وہ فلاح دارین ہی اور ظاہر ہی کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے واسکے رسول ومومنین کی ولایت رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین اور اعمال
خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہی خواہ وہ شہید ہوجاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہی اور او تعالے نے یہ فرض فرمایا ہی کہ انجام مین رسول ہی
غالب ہے خواہ باعتبار ظاہر وباطن دونوں کے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہی اسلیے کہ اُنھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اُٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور
بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت وبرہان کے ہی کہ حق ہمیشہ غالب ہی اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی چنانچہ دین اسلام سے کسی فرقہ کا فر ومرتد نے کبھی حجت ودلیل سے غلبہ نہین پایا ف
عرائس مین ہی کہ قولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہی کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب
ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہی کہ اُنھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہی اور مومنین
کی محبت یہ ہی کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان ومال سے انکے واسطے موجود ہین **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے
کی ولایت یون ہی کہ جسنے اس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کرلیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ او تعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان
بندہ میرا ولی ہی پس رسول پر واجب ہی کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہی کہ حضرت
صلعم نے حضرت علیؓ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہوگئی ہی اور وہ تو اپنے چچازاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے
فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اسواسطے چھانٹا ہی اور اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے حق مین

صحیح کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر۔ یعنے سوائے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے اوتعالے انکار فرماتا ہی اور اوتعالے کے مطیع بندے جو مومنین ہین وہ بھی انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبری حضرت علیؓ کو تھی اور خلافت صغری باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی۔ اللہ تعالے ہدایت دے اُن بیوقوفونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی محبت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایںطور کہ اوتعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہرطرح آپکی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایںطور کہ اُنکے چہرون سے اُسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے واسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہی اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا قاسمؒ نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہی کہ مومنین صالحین سے موالات ہو پس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہی کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہی اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہی قال المترجم حدیث مین آیا ہی کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے توسب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہی اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے قال الشیخ اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی طاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اے ایمان والو رفیق نہ پکڑو الیہود کو جو ٹھہراتے ہین تمھارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ یہ خطاب ہی سچے مومنون کو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین اُنکو بھی شامل ہی اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے یعنے ای ایسے بندے جنکی صفت ایمان الٰہی ہی۔ لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ دوست بنائیو ان لوگونکو جنھون نے تمھارے دین کو ہزو ولعب بنایا ہی اگلے۔

اہل کتاب کو اور کافرون کو اپنا ولی دوست ف الذین مع صلہ کے مفعول اول ہے اور مفعول دوم اولیاء ہے یعنے ایسے لوگو نکو اولیاء مت بناؤ پھر جنکو دوست بنانے سے منع کیا انکی صفت کلی یہ بیان فرمائی کہ جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنایا یعنے ایسی چیز بنالیا جس سے ٹھٹھا کھیل کرتے ہین حاصل یہ کہ اہل کتاب یہود و نصاری کو اور دیگر کفار آگ و بت وغیرہ پوجنے والونکو دوست مت بناؤ اور یہ بیان بر سبیل تفہیم ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ سوائے اہل کتاب کفار کے دیگر بہت سے فرقۂ آتش پرست وغیرہ ہین کہ وہ بھی اپنی جہالت سے اسلام کی شرع کو بدون غور کرنے کے ٹھٹھا بناتے ہین پس ظاہر ہوا کہ بدعتی وغیرہ جو ظاہر مین مسلمان بنتے اور نیچر کے لباس مین چھپے پھرتے ہین اور اذان و نماز وغیرہ شرائع کو پرانا طریقہ کہکر ٹھٹھا کرتے ہین یہ سب انھین لوگو مین شامل ہین اور خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو دیکھا جاوے کہ دین اسلام کی باتون مین سے کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہے وہ اسی حکم مین ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالے سے بایطور کہ ایسے گمراہون سے سوالات چھوڑدو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ اگر تم سچے ایمان والے ہو ف تو راہ توحید و اسلام پر چلو کہ جو شخص راہ توحید کی کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ دوست نہین بلکہ دشمن ہے۔ وَاِذَا نَادَيْتُمْ۔ ای و الذین اذا دعوتم۔ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ بالاذان اور وہ لوگ ہین کہ جب تم بلاتے ہو نماز ادا کرنے کی طرف اذان کے ساتھ تو۔ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ نماز کو ہزو اور لعب بناتے ہین یعنے اس سے ٹھٹھا کرتے اور آپس مین ہنستے ہین یعنے ایسے لوگونکی دوستی چھوڑدو۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ انکا یہ کھیل بنالینا اسی وجہ سے ہے کہ یہ قوم بے عقل ہین انکے پاس فقط حواس کام دیتے ہین جیسے جانورون کے حواس کام دیتے ہین اگرچہ انکے حواس بہت سی چیزین بنانے مین بظاہر بہت خوبصورت نظر آوین جیسے بعضے جانورونکے کام بہت عجیب و غریب ہوتے ہین آذان پر بھی بعض اہل نفاق و کفر نے تمسخر کیا تھا اور اذان پر ایسی حرکتین انھین لوگونکا کام ہے جو شیطان کے پیرو ہین چنانچہ اذان سے شیطان کا بھاگنا اور بری حالت سے خوار ہونا احادیث صحاح مین مصرح ہے اور ابن ابی حاتم نے زہری سے روایت کی کہ انھون نے اسی آیت سے اذان کا کلام مجید مین مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ قولہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ مین بھی اذان مذکور ہے تو وہ مخصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہے اور یہان ہر نماز کے واسطے ہے سدی سے روایت ہے کہ مدینہ مین ایک نصرانی رہتا تھا جب وہ مسلمانون کی اذان مین موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ سنتا تو کہتا کہ جل جاوے جھوٹا پھر ایک روز رات کو وہ اور اسکے گھر والے سوتے تھے کہ اسکا خادم آگ لایا اسمین سے ایک شرارہ اڑا اور گھر مین نہایت جلد و تیز آگ لگ گئی نوکر تو نکل بھاگا اور وہ مع گھر اور گھر والون کے جل مرا۔ (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) خوب سچ ہوا کہ جو جھوٹا تھا وہی جل گیا اور محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلعم سال فتح مکہ مین خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور بلال رض ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابوسفیان بن حرب و حرث بن ہشام وغیرہ تین آدمی فناء کعبہ مین بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلان بزرگ تھا کہ ناگوار کلام سننے سے پہلے مرگیا۔ اور حرث بن ہشام نے کہا کہ اگر واللہ مین جانتا کہ وہ حق پر ہے تو مین اسکی پیروی اختیار کرتا اور ابوسفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین بولونگا اور اگر بولا تو یہ سنگریزے میری خبر دیدینگے پس اتنے مین آنحضرت صلعم نکلکر ان لوگون کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتین کین پھر وہ باتین بعینہ آپنے بیان کردین تو عتاب و حرث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین ہمارے پاس یہان کوئی نہ تھا کہ ہم یہ گمان کرین کہ اسنے جاکر آپ سے کہدیا ہو۔ ابو محذورہ نے اپنا قصہ اسطرح نقل کیا کہ حنین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع لشکر جب واپس آتے تھے تو راہ مین ہم نے دیکھا پس ایک مقام پر حضرت صلعم کے موذن نے اذان دی تو ہم لوگون نے اسکی آواز پر ٹھٹھے سے آوازین لگائین اور رسول اللہ

صلعم نے اسکو سنا اور سمجھکر ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور میں کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور اُنھون نے سچ کہا پس آپنے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دے پس مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نہتی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے لاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابو محذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابو محذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابو محذورہ کی تونڈی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپنے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجاے اسکے آپکی محبت مجھین بھرگئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ندا رحق انھین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھوات نے نداء ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب بنا دیہی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاد رہ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہو جاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو و لعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

تو کہہ اے کتاب والون کیا بیر ہے تمکو ہم سے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اُترا اور جو اُترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بُری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور اُنمین بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپنے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسی علیہ السلام کے بھی رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپنے عیسے علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قولہ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔کہدے کہ اے یہود یہ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا ۔تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ اِلَّاۤ اَنْ

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۔ مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور جو ہم پر اتارا گیا اور جو ہمسے پہلے اتارا گیا دیگر انبیا رسابقین پر ۔ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ اور تم مین اکثر فاسق ہین اور معنے یہ ہین کہ تم نہین انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حالانکہ یہ ایسی بات نہین جو انکار کی جاوے حاصل آنکہ ای یہودیو تم نہین انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان مین داخل ہوے اور تم ایمان سے خارج ہوے اور فاسق وہی ہی جو طاعت سے خارج ہو اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے ای اہل کتاب تم نہین انکار کرتے یا نہین عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور قرآن پر و اگلے انبیا کیطرف اتاری ہوئی کتابون پر حالانکہ یہ کوئی طعن و عیب کی بات نہین ہی پس استثنا منقطع ہی اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے ای یہودیو تم کچھ منکر نہین مگر یہی کہ بہتیرے تم مین سے فاسق و خارج از ایمان ہین اور ہم لوگ ایمان لائے ہین پھر فرمایا ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ کہدے بھلا مین تم کو خبر دیدون بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ ۔ اس سے بدتر کی ۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۔ از راہ ثواب کے اللہ تعالے کے یہان یعنے جس چیز سے تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والون سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلادون حاصل آنکہ بھلا مین تمکو بتلا دون کہ جس دین والون کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہین پھر بتلا دیا ۔ ہو ۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔ ہر وہ شخص ہی جس کو اللہ تعالے نے لعنت کی یعنے غضب کرکے رحمت سے دور کردیا ۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ ۔ اور انہین سے بعضے بندر و سور کردیے یعنے مسخ کرکے صورتین بگاڑ دین اور یہ لوگ یہودی ہین اور یہودی خود بیان کرتے ہین کہ روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کردیا گیا تھا انہین نافرمانی کرنے سے بندر ہوگئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاری مین سے بھی سور کردیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا حاصل اپنے زعم مین جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات ہی کہ وہ عیسی علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہین تو انسے بدتر تمکو بتلاؤن وہ قوم جسکو اللہ تعالے نے غضب کرکے ملعون کردیا اور انہین ظاہر صورت بھی مسخ کرکے بندر و سور بنائے اور جس قوم نے بت پوجے چنانچہ فرمایا ۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ ۔ اور وہ بدتر ہی جسنے پوجا طاغوت کو یعنے شیطان کو باینطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہین ہی کہ یہ لوگ انہین مسخ کیے ہوے بندر و سور ون کی اولاد ہین کیونکہ جو مسخ ہوے تھے انکی نسل نہین رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ رہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و سور انہین یہود کی نسل ہین جو مسخ ہوے تھے پس آپنے فرمایا کہ نہین اور اللہ تعالے نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو پھر انکی نسل ہرگز نہین رکھی ہی اور بندر و سور تو اللہ تعالے کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالے نے یہود پر غضب کیا تو مسخ کرکے بندرون و سورون کے مثل کردیا رواہ مسلم و ابو داؤد و الطیالسی و احمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل معنے یہ ہین کہ ای اہل کتاب تم جو ہمارے دین مین طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہی کہ ہم اللہ تعالے وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرتے ہین اسکے سوا ے کسی کی پرستش نہین کرتے ہین تو تم بھلا ہم مین کیا طعن کروگے تمہارا تو یہ حال ہی کہ شیطان تمنے پوجا اور نافرمانیان تمنے اس درجہ سخت بدترین کہ ملعون ہوکر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا ۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا ۔ یعنے

لوگونکا ٹھکانا بہت بدتر ہی کیونکہ دوزخ ہی انکا ٹھکانا ہی ۔ وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۔ اور نہایت گمراہ ہین سواء السبیل سے یعنے راہ حق سے اور اصل سوا کے معنے وسط ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

خوب جانتا ہی جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہتا انہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے انکے درویش

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ ۔ اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمھارے پاس آتے ہین ۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہی سوا ان چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل ذرا ایمان کیطرف چلا تو وہ بھی منافق ہین کہ تمھارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین ۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ ۔ حال یہ کہ تمھارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۔۔ اور جب تمھارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین کہدیا ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۔ اور اللہ خوب جانتا ہی جو نفاق وہ اپنے دلونمین چھپائے ہین ۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ ۔ اور دیکھتا ہی تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین ۔ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ کہ جھوٹ بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہر طرحکی بیجا حرکتون مین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین ۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین ۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ البتہ نہایت بدتر ہی انکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا ۔ لَوْلَا ۔ حرف زجر ہی ای ہلا ۔ يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین ۔ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ ۔ انکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے ۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور حرام کھانے سے منع کیا کرین مگر اللہ عز و جل کی نافرمانی مین انکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالےٰ اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے پاک فرماوے و پاک رکھے ۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے و ظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوت ستانی کی صفتین ان یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالےٰ نے غضب کرکے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام مین بھی یہ بلائین پھیلین اور انھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ یہ بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین افعال کی خرابی بدرجۂ غایت پہنچ گئی فسوس کرنے مین

جو قوم حضرت خالق عز و جل کی جناب مین توحید و ایمان سے سرجھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے آپکو خوار کیے ہوئے ہے اب اگر ہمارے عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے کے فضائل مین دفتر بھرے ہین بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی سچی خوبی ہے لیکن عموماً جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے اور یہود و نصاریٰ کی بدخصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب و معصیت تھی اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور بہت بری ہے وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بری حرکتون سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح مذمت مین وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہے ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہے اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی کسی نیکوکاری کی تعریف ہے وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہے اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے و نکالتے ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہے کہ یہی آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہے اگرچہ شروع آیت مین یون ہے کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیۃ۔ لیکن چونکہ آخر آیت مین بصیغۂ عموم فرمایا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی اور ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجز و انتہاے درجۂ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہے بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو ابن عباس رضؓ نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون۔ رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاکؒ نے بھی روایت کی ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضؓ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے انکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتونکے بجالانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اُسوقت کے آنے سے کہ تمپر وہی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہوگئی اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابوداؤد اور جریر رضؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد جو ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے روکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کردیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھانے و منع کرنے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نہ کرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یاایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار و مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جانتے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیا و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے جھڑکی سے مال سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پر نچھوڑین ونا فرمانیون سے منع کرین اور صاف فرمادیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو اللہ تعالے

ف یعنے اگلی امتون پر نازل ہوچکی ۱۲ م

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ نہ روکین مگر انکو یقینی جان لو کہ اللہ تعالے ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا - واسطی نے کہا کہ ربانی وہ علماء عارفین ہین جو جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا انہین کے ہاتھ باندھے جاوین اور لعنت ہے انکو اس کہنے سے بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا اُنْزِلَ

کھلے ہین خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اس حکم سے جو تم کو اترا

اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھے گی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہے انمین دشمنی اور بیر

اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا اَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے اللہ اسکو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہین

فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ملک مین فساد کرتے اور اللہ نہین چاہتا فساد والون کو

اللہ تعالے نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہون تو ضرور اسپر ایمان لاوین نصرت و مدد کرین پھر انکے علما نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ انکی آمدنی و پیری جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت و صفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس چیز کو انھون نے چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالے نے انپر ڈالی کہ مال سے انکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انھون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نافرمانی کی تو اللہ تعالے نے انکو محتاج کرنا شروع کردیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے جنکو اللہ تعالے نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا - وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونون ہاتھ اٹھاکر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردود نے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ بقبضہ مین لینے اور کھینچ رہے ہین اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہی کہ وہ بخیل ہے نعوذ باللہ من کلمۃ الکفر - و تعالے ایسی باتون سے پاک ہے اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء - ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ - اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوئے بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہے وہ روکے رکھتا ہے یہی مجاہد وغیرہ علمائے تابعین نے مثل بیان کیے ہین اور صریح وہ ہے جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ نباس بن قیس یہودی نے کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہے خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالے کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا - بالجملہ یہ یہودیون کا

قول تھا معلوم نہین کرکتنون نے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ ای امسکت عن فعل الخیرات نیکیان کرنے سے یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا للہ تعالے کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پر ہے جیسے بد دعا کیجاتی ہے اور یہ حسن بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہے ورنہ اللہ تعالے کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کلام مجید مین بندون کے مناسب بول چال پر فہمائش ہے لیکن معنے مین شان جناب باری تعالے ملحوظ ہے اور فرمایا۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالے کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی پھر رد کردیا اور حقیقی حال بیان فرمایا۔ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ بلکہ اُسکے دونون ہاتھ مبسوط ہین جیسے چاہتا ہے نفقہ دیتا ہے قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہے بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہے جود وسخاوت سے اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالی ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین پس یہان جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہے یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالے عزوجل کیواسطے دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالے جسم وجسمانیات اور ہر چیز سے پاک والگ ہے کوئی چیز اسکے مانند ومشابہ نہین ہے چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہے اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد کہا تھا مگر اُنکے رد مین او تعالے نے تثنیہ کردیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرتا تو یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہے کہ او تعالے نہایت ہی کریم وسخی وجواد ہے لیکن حکمت سے سخاوت ہے اور وہ پاک پروردگار بالکل قادر مختار ہے جسطرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کم وزیادہ دیتا ہے اور واضح ہو کہ مفسر نے جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہے اور بعض نے قدرت ونعمت وغیرہ سے تاویل کی ہے اور توضیح مقام یہ ہے کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین چند معنے پر بولا جاتا ہے ہاتھ جو عضو معروف ہے و بمعنے قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے تو جناب باری تعالے کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ ویہود جو او تعالے کی شان مین جسم وجسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہوسکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت ونعمت وملک مناسب نہین ہان بمعنے جود وسخاوت مناسب ہین جیساکہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابو الحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور اُن کی ماہیت نہین معلوم لیکن قطعًا ویقینًا وہ اعضاء جوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیساکہ فرقہ گمراہ مجسمہ ویہود اعتقاد کرتے ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہے کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ مذہب سدید وقوی ہے بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہے وہ مراد ہے جیسے عرش کی لفظ سے جو تصور مین آتا ہے یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہے بلکہ وہ تخت ہے جسکی ماہیت وصورت وہم وگمان سے خارج ہے جیسے دیگر صفات الٰہی علم وقدرت وسمع وبصر کا حال ہے جیسے ذات الٰہی عزوجل تصور وقیاس وگمان ووہم سب سے پاک برتر ہے ویسے ہی اسکے صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علما نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہؓ مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملأی لا تغیضہا نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما بیدہ وکان عرشہ علی الماء وبیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض رواہ البخاری ومسلم اور کثرت سے احادیث وآیات ہین جنمین ید ووجہ

ان لہ عندنا یدا ١٢ ید اللہ علی الجماعۃ ١٢ بیدہ عقدۃ النکاح ١٢

اے ابن الفضل بید اللہ ١٢ م

وغیرہ صفات کا اثبات ہے اور ائمہ تصوف و اکابر اولیا سب متفق ہیں کہ یہ صفات صحیح ثابت ہیں اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ
بدعتی فرقے ہیں جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہیں اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہے انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر
مذکور ہوگی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ - یعنے قرآن —
طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجپر اترا ہے وہ انمین سے بہتیروں کو طغیان و کفر بڑھا وے گا ف
کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہیں حاصل آنکہ سوا بعض یہود کے جو مسلمان ہوے ہیں باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و
کفر زیادہ بڑھتا ہے چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اتارتے ہیں
وہ مومنون کے حق میں شفا ہے اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اور ہمنے قیامت تک انمین باہمی عداوت و بغض ڈال دیا ف پس انمین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے
خواہ فقط دین میں یا دنیا میں بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقوں میں ہے اور اہل ایمان مشاہدہ کریں کہ یہی حالت نصاری میں موجود ہے اور
حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ میں انمین خصومات و جدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ
قطعًا واقع ہے پھر یہ معجزہ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم بیان واضح ہے کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود
ونصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بطور مشاہدہ ہے کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ وجہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرتے تھے
اب اہل حق آپسمین پھوٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بدعلامت ہے اللہ تعالے آپسمین اتفاق دے اور انکو
راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا
نَارًا لِّلْحَرْبِ ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا
اللَّهُ ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالے نے بجھا دیا ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے انکو مردود کیا
بایں طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی
مین کہا کہ یہ معنے بھی ہو سکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوے یعنے مغلوب ہوے چنانچہ جب انھون نے حکم
توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر قسطوس رومی کو مسلط کیا پھر
تیسری بار فساد کیا تو انپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت و انجیل منسوخ کر کے اہل اسلام اہل قرآن کو
مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۔ اور چلتے ہین زمین مین درحالیکہ فساد ہین یعنی
مفسد ہین اپنے گناہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالی پسند نہین
کرتا ف یعنے اللہ تعالے انکو عذاب کرتا ہے اور بجاے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین اشعار ہے کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین
بھی عذاب پاوینگے ف قال فی العرائس قوله بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم
اور دست بقا دو صفت ہین پس دست قدم یعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہے بمقتضاے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہے اور بقا سے تربیت ہے
وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اتار دیتے انکی برائیان اور انکو داخل کرتے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ

نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو اور جو اترا انکو

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ط وَ

انکے رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پائون کے نیچے سے کچھ لوگ انمین سے سیدھے ہین اور

كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ○

بہت انمین سے برے کام کر رہے ہین

۹ ع ۱۰

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا - اور اگر اہل کتاب (یہود و نصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے - وَاتَّقَوْا - اور کفر سے بچتے - لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ - تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کر دیتے یعنے انکے گناہون کا انسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہے - وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ - اور ہم انکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑکر ایمان لاتے تو دنیا مین انکے پہلے گناہون پر مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہوکر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے - وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ - اور اگر اہل کتاب یعنے یہود و نصاری توریت و انجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین ان سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت انپر ایمان لاکر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت و انجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب پہلے ایمان لاتے - وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ - اور جتنی کتابین انپر انکے پروردگار کیطرف سے اُتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ - تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہے کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے انپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت و انجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہتیرے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح جن پر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جبتک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا ہی اقامت ہے اور یہان سے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اترا ہے کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہے اور ابن عباس نے قولہ لاکلوا من فوقہم مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اُگاتی اور آیت مین دلیل ہے کہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشائش کا سبب ہے تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الہی حاصل ہوتا ہے اور یہ آیت

بمانند قولہ ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے جو گانوؤن عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہانکے لوگ ایمان لاتے اور شرک سے باز رہتے تو انپر اللہ تعالے آسمان وزمین سے برکات کشادہ کردیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال اپنے مطیع ہو اسکو طاعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہی اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے قائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ میں ہی کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپنے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیونکر جاتا رہیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہین اور اپنے بیٹون کو پڑھاتے ہین اور وہ اپنے بیٹون کو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید مین تجھے مدینہ کے لوگون مین سے دین مین زیادہ سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود ونصاری توریت وانجیل کو نہین پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابون مین ہی اس سے کچھ نفع نہین پاتے ہین (رواہ احمد وابن ماجہ وابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح) الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین اگر اسپر پورے احکام سے ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی وذلت مین نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا مین بھی عزت وثروت وبرکت دیتا مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۔ اہل کتاب مین سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہی یعنے وہ ان کتابون پر عمل کرتی ہی اور جو کچھ اللہ تعالے کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہی اور یہ وہ لوگ ہین جو بمقتضاے عمل واقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مانند عبد اللہ بن سلام وانکے ساتھیون کے علماے یہود مین سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ واسکے ساتھیون کے نصاری مین سے پس یہ لوگ تو سطیع رہے۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۔ اور بہتیرے انمین سے بہت برے کام کرتے ہین ابن کثیر نے تفسیر مین لکھا ہی کہ بنی اسرائیل مین سے نیک لوگون کے واسطے بلند والی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے مقام اقتصاد درجہ اوسط ہی اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر پھر ہمنے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگون کو بنا دیا جنکو ہمنے اپنے بندون مین سے چھانٹ لیا ہی یعنے انمین سے اپنی جان پر ظالم ہین اور بعضے درمیانی چال چلتے ہین اور بعضے اللہ تعالی کی ارادت سے نیکیون کی جانب سبقت کرنے والے ہین اور یہی بڑا افضل ہی الخ۔ اور صحیح یہ ہی کہ یہ تینون اقسام جو اس امت سے بیان فرمائے ہین سب جنت مین داخل ہونگے قال المترجم احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہی کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے مین تو کلام نہین ہی فقط ظالم لنفسہ مین وہم ہوتا ہی تو یہ ظلم انکا اپنے نفس پر ہی جو ہمین طاعت حق تعالے ہی جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات مین انسان کو ظلوم جہول فرمایا حالانکہ یہی اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہی بالجملہ اس آیت کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود ونصاری واس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہی اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث مین خیر کا جملہ یعنے سب دوزخی ہین سوائے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات مین آیا ہی بلکہ ابن حزم نے کہا کہ یہ جملہ بنا کر حدیث مین لگا یا گیا ہی قال المترجم ابو داؤد وترمذی نے اسناد یاد رکھنے کے ساتھ روایت کیا ہی اور اسمین شک نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہی پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکلا اسکے حق مین ہان یہ امر قابل بحث ہی کہ جماعت سے مخالفت وافتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہی یا نہین تو خطابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ستفترق امتی ۔ کا لفظ کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج نہونگے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ استدلال کچھ نہین ہی اسواسطے کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کافرہ مشرکہ کا ہوتا نہ امت مسلمہ کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی مسلمان رہے تو یہ حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہی کہ اہل بدعت مین بعض اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہوجانے پر دلائل قائم ہین پس وہ مرتد فرقہ ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولاتقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے یعنے مشرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا کہ امت اسیوقت تک تھی کہ انپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعًا کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی بدعت نکالی ہی جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہین ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ ومنہم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ
اے رسول پہونچادے جو تجھپر اتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اس کا پیغام کچھ نہ پہونچایا

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
اور اللہ تجکو بچالیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔ اے رسول جو کچھ تجھپر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے ایسی چیز پہونچے جسکو تو برا جانتا ہی ۔ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۔ اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچادی جو تجھپر اتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا کیونکہ حرمت ساقط ہوگئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی ولیکن چونکہ مقام نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ الفاظ مفید عموم ہی پس آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اتارا گیا اسکو امت کو پہونچادین اور اسمین سے کچھ نہ چھپادین اور اسمین صریح دلیل ہی کہ جو کچھ نازل

ہوا اور آنحضرت صلعم نے تبلیغ کر دیا اپنے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن بعضون نے یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ ومصحف علی بھی شامل نہ تھا یہ سب کفر وافترا وبہتان ہے عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین اور یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہل البیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ایسے تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) **وقال ابن کثیر** ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ السوائی سے روایت ہے کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہل البیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہے جو قرآن مین مکتوب نہین ہے تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہے قسم ہے اسی ذات پاک کی جسنے دانہ اگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ ہے جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہے اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہے تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسمین مین نے دیت دینے کے مسائل اور قیدی کا چھڑانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہے (رواہ البخاری) **شیخ ابن کثیر** نے کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت وامانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرما دیا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپکے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہے کہ آپنے اس روز خطبہ مین فرمایا کہ لوگو تم سے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کر دی اور خوب نصیحت کر دی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجھپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہنچائی ۔ **واللہ یعصمک من الناس** ۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجھکو بندون سے **ف** یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت کھا کہ اللہ تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کر سکتا ہے اسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ ست دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم واحمد والترمذی) اور بعض ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہے اور بعض نے جواب دیا کہ یہ آیت بعد واقعہ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد مین نازل ہونا مروی ہوا ہے لیکن یہ جواب متکلف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہے کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفیٰ کو وفات نہ دیگا جبتک کہ ملت جو اسوقت بہت کچھ ٹیڑھی ہوگئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہو جاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسر رحمہ نے

کہا یعصمک ان یقتلوک یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے پس اور کسی قسم کے صدمہ و چوٹ وغیرہ سے حفظ کا وعدہ
نہین ہے حتی کہ یہود نے خیبر مین آپکو زہر دیا اور ایکنے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور مفسرین رحمہم اللہ نے
ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پھر جاؤ کیا اللہ تعالے
نے مجھے محفوظ کر دیا۔ در رواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہوگیا کہ اب طریقہ عالم اسباب سے حفاظت کرنا مجپر لازم
نہین ہے بلکہ اللہ تعالے نے یہ تکلیف مجپر سے مرتفع کر دی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہے اگرچہ قطعی یقین رکھے
کہ جملہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہے لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا چھوڑے اور آگ کھلی چھوڑے اور گھڑے بدھنے ڈھکے رکھے اور سانپ
بچھوؤن کی زمین مین جہانتک ممکن ہے حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ سمجھے
کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہوا یہ دھوکا فریب ہے پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ نہوتا حالانکہ مقدر سے یہ کام کیا تھا انھون نے شیطان کو
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھاوے کہ تونے بد احتیاطی مین خطا کی تو اچھی
نصیحت ہے لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضائے عقل سے چلنا لازم تھا اسمین تونے
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور تھا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر
و گواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بارہ مین قبول
نہوگی کیونکہ اللہ تعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیا ہے اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہے کہ جسنے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہے یعنے تین روز کی جانچ کر کے اسکے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہوگیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہوگئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جا کر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منہ چھپا
گیا ہے لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کر دین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمد رح سے مروی ہے کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہے کہ آدمی کام و کمائی چھوڑ دے اور اسباب سلطنت و آلات حرب
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدابیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر
نہین کرتے غلط جہالت ہے اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھاتے پیتے اور سردی سے جان بچاتے ہین اور کوٹھے سے سیڑھی لگا کر اترتے
اور بچا نہ جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدابیر کا برتاؤ کرتے ہین مگر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجہ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے خراب ہوئے
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے حواس قدرت کو کام مین
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہے اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہے روایت ہے کہ ایک سفر مین
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ آپکو مجھ سے کون

بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پس اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اُسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا تو اُسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور آپنے اُٹھاکر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اُسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہے کہ اُسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اُسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر) روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہے کہ جن امور کا اللہ تعالےٰ نے جسطرح حکم دیا ہے اُنکے اسطرح بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالےٰ اُسمین حفاظت فرماویگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ اللہ تعالےٰ قوم کافر کو راہ نہین دیتا ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس۔ مین الف لام عہد کا ہے یعنے کافر مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالےٰ تجکو کافرون سے بچاویگا کہ وہ تجکو قتل نہین کر سکینگے متعدد روایات مین ہے کہ جنگ احد مین بہت سے کافر آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخر کار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہو گا کہ بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہے اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہو سکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہے پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث پر انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالےٰ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ۔ اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات باعظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین سوائے حق عز و جل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہو جاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل نہ ڈرین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچادین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہو جاوے اور بدپرہیز مرجاوے واسطی ؒ نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اُتارا گیا ہے اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا ظاہر کیا جاتا ہے تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کر دے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوئے انکی کوئی بشر طاقت نہین رکھتا ہے اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہے بلکہ عین معرفت ہے۔

قُلۡ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ

تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہے تمھارے رب سے

وَلَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡھُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّکُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ

اور اُنمین بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجکو اترا تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم

الۡکٰفِرِیۡنَ ○ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالصّٰبِئُوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○

اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو اُنپر نہ ڈر ہے اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلۡ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ۔ اے یہود و نصاری۔ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

ہو حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۔ یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو ف یعنے توریت پر قائم ہو اگر یہود بنے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ اور انجیل کے احکام پر عمل کرو ۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اُتار آگیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مراد قرآن عظیم ہی اور مفسر حنے اور یکی آیت مین ما انزل الیکم ۔ کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاوین توریت و انجیل قائم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ قرآن مین ان دونون کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہی اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونون کا ناسخ ہی پس مراد ما انزل سے دیگر کتب آسمانی ہین حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ ای اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہین ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابونکی سب بات کو پورے طور سے مانو اور اُسپر چلو کیونکہ بعض سے انکار کرنا ہمینہ کل کے انکار کے ہی اور جو کچھ انمین ہی منجملہ اسکے یہ بھی ہی کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ ای اہل کتاب تم کسی آسمانی دین پر نہین ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اُسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے مین ضرور ہی کہ محمد پر ایمان لاؤ اور جبکہ تم محمد و قرآن پر ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہی پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا لہذا تم کچھ نہین ہو ۔ وَلَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا ۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتار آگیا وہ اُمین سے بہتون کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہی ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر و انکار کرتے ہین فَلَا تَاْسَ ۔ پس مت افسوس کر ۔ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۔ ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہ لاوین حاصل آنکہ اُنکے حال پر جو تجکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہی کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہین اور عاقبت مین دائمی دوزخی ہونگے تو تجکو یہ غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہین ف قال فی العرائس قولہ ولیزیدن کثیرا منہم الخ خطاب الٰہی عز و جل ہی و صفت ہین ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن سے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہو جاتی ہی اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہی اور اس نور و ترقی سے ظاہر و باطن خطاب سے آگاہ ہو جاتا ہی اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہی حتی کہ خطاب ظاہر ہی اُسکی سمجھ مین نہین آتا ہی اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہی کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہی اور اسکی صفت کی انتہا نہین ہی خواہ تجلی بلطف ہو یا بقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا ۔ واسطیؒ نے کہا کہ یہ قوم کا فر وہی لوگ ہین جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے چھیرنا اللہ تعالے نے ازل مین مقدر کر دیا ہی ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا ۔ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہودی بنے ہین ۔ وَالصّٰبِئُوْنَ ۔ اور جو لوگ صابی کہلاتے ہین ۔ وَالنَّصٰرٰی اور جو لوگ نصرانی بنے ہین ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہین ف تو انکے کسی دعوی کا اعتبار نہین ہی بلکہ حقیقت ایمان کا اعتبار ہی چنانچہ فرمایا ۔ مَنْ اٰمَنَ ۔ جو انمین سے ایمان لایا ۔ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا ۔ اللہ تعالے اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک ۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ ۔ تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہو گا ۔ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت مین اُنپر کچھ خوف و غم نہین ہی کیونکہ دنیا مین اُنھون نے اللہ تعالے کے خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا ۔ واضح ہو کہ صابئہ مین اختلاف ہی پس سعید و مجاہد سے ایک روایت مین ہی کہ وہ نصاری و مجوس مین سے

ایک گروہ ہی جنکا کچھ دین نہین اور ایک روایت مین کہا کہ یہود و مجوس مین سے ہی اور حسن بصری سے ہی کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ وہ ملائکہ کے پوجنے والے ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور انکی کوئی شریعت نہین اور انھون نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہا کہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہوکر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صابیہ کے بارہ مین دیگر اقوال آئے ہین (ابن کثیر) اور مقصود یہ ہی کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد ازانکہ آپ مبعوث ہوے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا قال المترجم صابیہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہی اسیواسطے امام ابو حنیفہ و انکے شاگردون مین انکے ذبیحہ مین اختلاف ہی ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہی کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے کیونکہ حرمت و حلت کے درمیان دائر ہی اور واضح ہو کہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہی پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح و عمل صالح پر موافق شرع کے رہکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابیون ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہی اور سورہ بقرہ مین اسکے مثل گذرا ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے انکی طرف رسول جب آیا ان پاس

رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنے کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ

خرابی نہ ہوگی سو اندھے ہوگئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوے انمین بہت

مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ دیکھتا ہی جو کرتے ہین

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادون کی تقلید سے حضرت موسی اور انسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین مگر یہہ اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہی۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۔ اور ہمنے انکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول فقط بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ۔ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ ہر بار جب انکے پاس رسول آیا ف یعنے انھین کی قوم مین سے جب کوئی رسول آیا ۔ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۔ ایسی چیز کے ساتھ جس پر انکے نفس نہین رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو انکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور اسمین زیادہ شناعت ہی کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر انکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ امر

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا۔ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۔ تو ان رسولوں مین سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہین ف جیسے زکریا ویحیی علیہما السلام کو قتل کرڈالا اور سابق مین قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر سے نکاح نہین جائز ہی پس بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کرڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہین یعنے قتل کرتے ہین حالانکہ انکا قتل کرنا زمانہ ماضی مین واقع ہوا تھا لیکن قتلوا۔ نہین فرمایا بلکہ زمانہ ماضی مین جسوقت مین واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہوے کہ قتل کررہے ہین کیونکہ اسکے تصور مین زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اُس قوم کی عادت ہوگئی تھی۔ وَحَسِبُوا ۔ اور انھون نے گمان کرلیا ف یعنے ان قاتلون بدکارون نے اپنے زعم مین یہ گمان کیا کہ۔ أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولون کے جھٹلانے و اُنکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہوگا فَعَمُوا وَصَمُّوا ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۔ پھر اللہ تعالے نے اُنپر رجوع فرمایا ف اور انکو توبہ کی توفیق دی۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالے نے غضب کرکے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوے آخرکار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے واقف ہوکر پھر دلیری کرکے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بیحرمتی اختیار کی۔ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۔ پھر بہتیرے انمین سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۔ اور اللہ تعالے اُن کے اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ انکو انکے کامون کی سزا دیگا اور یہ تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہین مگر اللہ تعالے خوب دیکھتا ہی اس سے کچھ پوشیدہ نہین ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ الآیہ۔ اللہ تعالے نے ایک قوم یہود کا حال بیان فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہین کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے اُنکی آنکھونپر پردے ڈالدیے اور اُنکے کانون مین گمراہی کے ٹھیٹھ دیدیے پس انھون نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ ہم اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہین اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم مین گرے چلے جاتے ہین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت عام سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کردیگئی تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ اُنھون نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ مین نہین پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالے نے رحمت مین نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ مین نہین پڑینگے اور نفس پر اعتماد کرکے شہوات مباحات کے مرتکب ہوکر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ

بندگی کرو اللہ تعالے کی جو رب ہی میرا اور تمھارا مقرر جسنے شرک کیا اللہ تعالے سے تو اللہ تعالے نے اُسپر جنت حرام کردی اور

وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور دوزخ ہی اُسکا ٹھکانا ہی اور گنہگارون کا کوئی مدد کرنے والا نہین البتہ کافر ہوے جو لوگ کہتے ہین کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

تین مین کا ایک ہی حالانکہ کسی کی بندگی نہین سواے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہین

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگون کو جو منکر ہوے ہین دکھ کی مار کیون نہین توبہ کرتے ہین اللہ تعالے سے

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالی ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہین مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہی

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اُسکی مان ولی ہی دونون کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہین ہم اُنکو نشانیان پھر دیکھ کدھر سے کہان اُلٹے جاتے ہین

اللہ عزوجل نے ان آیات مین نصاری کے مشرک فرقون کا کفر و بہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسی علیہ السلام مین اُلوہیت گمان کرکے احمق ہورہے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ یہی مسیح پسر مریم ہی یعنی تعجب ہی کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے ہین پھر اُسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہوچکا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلادی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ حالانکہ مسیح نے عمدا کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہی یعنی بنی اسرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت و فرشتہ وغیرہ کچھ نہین ہی سوائے ایک اللہ تعالے کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہی الوہیت اُسکے سوائے کسی مین نہین ہی پس جسنے پیدا کیا وہی خالق و رازق و جامع صفات کمال معبود حق ہی اُسی کی عبادت فرض ہی پس گویا یہ کہدیا تھا کہ مین بندہ ہون اور ہرگز مین معبود نہین ہون اور معبود کیسا کہ مین شریک بھی نہین بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب مین کسی مخلوق کو شرکت نہین ممکن ہی اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہی بلکہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے ف خواہ افعال مین شرک کرے اسطرح کہ جو باتین اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہین وہ کسی مخلوق کے واسطے بجالاوے مثلا کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا جو تعظیم بجالانے کو جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہی ایسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہین انکو کسیکے واسطے بجالاوے یا اعتقاد مین شرک کرے مثلا کسیکو رازق و خالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہی یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

اور اسی کے مانند تمام وصفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کرے اور اسی کے مانند موت وزندگی
وغیرہ ہی بالجملہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ تو
اللہ تعالیٰ نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع ومحال کردیا ہے کیونکہ اس خبیث نے
اپنے مالک وخالق ورزاق ومنعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بیحرمتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین نکالا اور نعمتون سے
سرپرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منہ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت سمجھا پس وہ
قطعاً جہنم کے لائق ہوا اسیواسطے فرمایا۔ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ہے جو اسکو عذاب الٰہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے
لائق ہے اسکے سوائے دوسری جگہہ اسکو رکھے پس کامل درجہ کا اظلم وہ ہے جو عبادت الٰہی کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کسی مخلوق کے
واسطے کر دے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہے صرف خدمت مین نوکری وبادشاہی کا فرق ہے اگر یہ نوکر بادشاہ
کو چھوڑ کر اسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بناوے تو اس نوکر کی کیا سزا ہے بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس سے
بدتر حال مشرک کا ہے کیونکہ بادشاہ وغلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق ومخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہے پھر غور کرو کہ جو
باتین جناب باری تعالیٰ سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی
مانگے تو یقین تو یہی ہے کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہے جناب باری تعالیٰ عز وجل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہے پھر توبہ کرکے نیک کام کرے
تو معاف فرماتا ہے اور بڑا کرم یہ کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہہ دیتا ہے پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہے
کہ یہ تو دم تک اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اور شرک وکفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول وانبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک
نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالیٰ کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہے تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود ایسی سزا کے قابل ہے جو کوئی مخلوق
اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہے کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہے چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھ لے تو جان نکل جاوے
پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنے کی مجال ہے پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور یہ اسکے
دین کی سمجھ دیکھو کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین سچ
بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ورسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیسرا ہے تین الٰہ کا یعنے تین الٰہ ہین سے ایک اللہ تعالیٰ اور
باقی دونون عیسیٰ واسکی مان ہے اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق ومختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہے اور یہ
تینون اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہے کیونکہ جو چیز مرکب ہے وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہے کہ جبتک
یہ اجزا انھون پھر جمع ہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خدا تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود
مین خالق کی احتیاج ہے پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہے پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو
تو وہی خالق خود مختار ہے جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اسنے چاہا تو عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کردیا
اور جب چاہا عیسیٰ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما وعقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین جیسا

یہ قول و اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ تین الٰہ کا ایک ہے۔ اور رایل یمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی نہین الٰہ ہے سوائے ایک اللہ تعالےٰ کے ف لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ اور اللہ تعالےٰ ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت مین خطاب فرمادیگا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ یعنے تعجب فرماویگا اللہ تعالےٰ کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تونے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجھکو اور میری مان کو دو آ‌ٔے معبود بنالو اللہ کو چھوڑکر تو عیسیٰ کہیگا اے میرے معبود تو پاک ہے الیٰ آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کافرون کو بہتان و کفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو بکتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے اور اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ضرور پہونچیگا انہین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے پس اگر موت سے پہلے مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالےٰ کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ و رسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون و کتابونکو مانا اور محمد صلعم کو بندہ و رسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ جنتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہے فافہم مسئلہ اگر کسی نے عربی مین کہا کہ آن اللہ ثالث ثلثۃ۔ تو واحدی نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو آپس مین باتین کرتے ہین وہان تیسرا اللہ تعالےٰ کا علم ہے جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالےٰ ہے یعنے ہمارے تمہارے حال سے کوئی واقف نہین سوائے اللہ تعالےٰ کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورہ مجادلہ مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا و ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین جنبسے خفیہ مشورہ کرنے والے مگر انکے چوتھا اللہ تعالےٰ ہے یعنے بندونکو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سب خفیہ و علانیہ باتون پر واقف ہے اور اسکا علم سب کو محیط ہے اور آنحضرت صلعم نے غار مین حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہے کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالےٰ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ جسکے ساتھ ہے اُسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ ہستی نہین رکھتی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثۃ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالےٰ کا علم محیط ہے تو بھی اس طرح کہنا حرام ہے اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اسوجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہے ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالےٰ کا علم ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے و اللہ تعالےٰ اعلم پھر حق تعالےٰ نے ان کافرون و نیز ہمارے نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالےٰ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ کیطرف رجوع نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ۔ نماز الوہ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث و غیرہ سے اور یہ جھڑکی و ملامت ہے کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ تعالےٰ غفور و رحیم ہے جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہے حدیث صحیح مین یہ مضمون ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالےٰ کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالےٰ کو بہت پسند آتا ہے گویا یون قیاس کرنا چاہیئے کہ رحمت الٰہی ایسے جوش مین آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہو جاوے پھر واضح ہو کہ نصاری فقط اس وجہ سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الٰہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۔ مسیح بن مریم کچھ نہین سوا اسکے کہ رسول ہی ف یعنے مسیح جو مریم کا بیٹا اسکے پیٹ سے پیدا ہوا جیسے
آدمی پیدا ہوتے ہین اور مدت تک حمل رہا اور پہلے مسیح کا وجود ہی نہ تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول ہی اور بعضے علما نے یہان
ایک نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالے نے کلام مجید مین کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تو اسمین نکتہ یہ
ہی کہ کافرون کے دل سے وہم دور ہو کہ مجمع عام مین کوئی مہذب شخص اپنی جورو کا نام و اسکا واقعہ پوری داستان سے نہین بیان کرتا
پس مریم کی طرف سے وہ گمان شیطانی جو کافر رکھتے ہین محض بیجا و صریح کفر ہی بلکہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا
بندہ و رسول پیدا ہوا پس وہ رسول ہی تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر چکے ۔
ف پس عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے والا ہی پس وہ آلہ ہرگز نہین جیسے کہ کافر لوگ گمان کرتے ہین ورنہ وہ کیون گذر جاتا اور ظاہر
ہی کہ موسیٰ و یحییٰ و زکریا و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے پھر عیسیٰ کو کیون خدا یا بیٹا کہتے ہو نعوذ باللہ منہ حالانکہ
جو چیز متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کہ کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال مین اور کبھی کسی حال مین وہ حادث و ممکن ہوگا پس
عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہوے کچھ واجب و قدیم نہین انمین الوہیت کا نام بھی نہین ہی اور اگر یہ فقط اسوجہ سے کہتے ہو کہ وہ بدون
باپ کے پیدا ہوے تو بھی خود ظاہر ہی کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہی اور اگر یہ بھی نہین سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی
قدرت مین بالکل آسان ہی وہ تو جو چاہے کرے کیا یہ نہین دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں و باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت صالح کی
اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کر دیا اور اسیوقت اُسنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو گیا پھر تعجب ہی کہ اتنے سے وہم پر کافر ہو گئے یہ محض بیعقلی ہی بلکہ قطعاً الیقین کرو
کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تھا جیسے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذرے ویسے ہی یہ بھی گذرا ہی جیسے وہ سب بندے
خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہی ۔ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۔ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالے نے پیدا
کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی مین بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بیحرکت نہین کی اور اللہ تعالے پر ایمان لانے اور عبادت گذاری
مین سچی ہی یہود مردود جو کہتے ہین کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بہت سے نصرانی کہتے
ہین یہ محض بہتان و کفر ہی وہ جھوٹے ہین بلکہ اللہ تعالے نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونون
آدمی تھے بعضین کیطرح زندہ رہے ۔ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۔ دونون طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی ماں دونون
طعام و اناج کھاتے تھے ۔ جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہین اور اسکا گوہ گوبر بنا یا پھرتے ہین اور جو ایسا ہی وہ آلہ نہین ہو سکتا
ہی اور یہ مراد نہین کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہی وہ آلہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتون مین کھانے پینے وغیرہ کی
محتاجی نہین ہی حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہین رکھتے ہین بلکہ مراد یہ ہی کہ جسمین یہ نقائص موجود ہون وہ آلہ نہین ہو سکتا اور یہ مراد نہین
کہ جسمین نہون وہ آلہ ہو جاوے پس جسمین ایسے نقائص ہون انمین الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہی کہ جانورین نہ ہوگی اور نہ
آلہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہی اور سوا اسکے کسی مین الوہیت کا نام بھی نہین بلکہ ممکن نہین ہی پھر
واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقۃ ۔ مین صریح دلالت ہی کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالے وصدقت
بکلمات ربہا ۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح مین چند عورتون کا اپنی جنس مین کمال کو پہونچنا بیان
ہوا ہی منجملہ انکے مریم ہین اور امہ المومنین عائشہ ہین فضیلت عورتون پر مذکور ہی پس معلوم ہوا کہ مریم نبی نہین ہین جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے

فقط ملائکہ کے خطاب کرنے سے مریم و سارہ و مادر موسیٰ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہی اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے نبی کر کی عورت نہیں بھیجی اور شیخ ابو الحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہین ان کافرون کے واسطے آیتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین اور انکے اوہام و کفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل و جھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ النظر فقط تعجب ہی کہ نصاریٰ بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہی کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کر سکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

تو کہہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جو مالک نہین تمھارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالیٰ وہی ہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہی یعنے کہدے ای محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ جو نہین مالک ہی تمھارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود و الٰہ بناتے ہو جو تمھارے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی اور یہ استفہام انکاری ہی کہ مت الٰہی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اور اللہ تعالیٰ تمھاری دعاؤن کا سننے والا اور تمھارے احوال کا جاننے والا ہی ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا و اضح ہو کہ ما لا یملک فرمایا اور من لا یملک۔ نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمائش نصاریٰ کو ہی اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود و الٰہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت انمین نہین ہی بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول و غیر ذوی العقول سب کو شامل ہی تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت و طاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین او تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان ہی کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہی وہ کسیکے نفع و ضرر کا مالک نہین ہی تو مقتضاے ایمان یہی ہی کہ بندۂ مومن تمام مخلوقات مین سے کسیکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہی بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہی اور قادر مختار فقط اللہ تعالیٰ ہی جو چاہے کرے ف قال فی العرائس لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ دیدار حقائق وحدانیت الٰہی عز و جل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع و اقتران و امتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہی وہ لطائف آیات و براہین معجزات سے اہل بیان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوتے ہین اور جو کچھ درباب وحدانیت کے اوہام و خیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہی چنانچہ فرمایا و ما من الٰہ الا الٰہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہی تو اوہام و تصورات و خیالات کی مجال ہی نہ دار وہی پھر جب او تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالیٰ کے خالص بندے اور اسکی آیات و صفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آبرودار اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ و بشر ہونے سے خارج نہین ہین

اور وہی انسانی عاجزی اور بشریت کا ضعف انمین موجود ہی کما قال تعالے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ حاصل آنکہ عیسی علیہ السلام تو ایک بندۂ خاص و رسول مخصوص ہی اسکو بندگان مومنین کی ہدایت وعرفان کے واسطے بھیجا گیا ہی تاکہ وہ لوگ اسکو سچا رسول مانکر اس کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے کی بندگی بجا لاوین اور سب سے پہلے اسکی ماں نے اسکی تصدیق کی کیونکہ آیات وصفات کے ظہور مین اسکو زیادہ لگاؤ تھا پھر آدمی وبشر کی ضروری حاجتون سے انکا محتاج ہونا ظاہر کیا بقولہ کانا یاکلان الطعام ۔ اور اس سے کنایہ ہی کہ دونون حادث تھے اور الوہیت سے بالکل بری تھے اور بھلا کہین قدم مین بھی ایسی باتین ہو سکتی ہین جیسے حدوث لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے

قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ

تو کہہ ۔ ای اہل کتاب ۔ مت مبالغہ کرو ۔ اپنے دین کی بات مین ۔ ناحق کا ۔ اور مت چلو خیال پر ۔ ایسی قوم کے ۔ جو

ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

آپ بہک مرے ہین تم سے پہلے ۔ اور بہکایا بہتیرون کو ۔ اور بھٹکے ہین ۔ سیدھی ۔ راہ سے ۔ لعنت کھائی ۔ منکرون نے

مِنْۢ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

بنی اسرائیل مین سے ۔ زبان سے ۔ داؤد کی ۔ اور عیسی بیٹے مریم کے ۔ یہ اس سبب سے کہ گناہ کرتے اور حد سے

يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

بڑھ چلتے تھے ۔ آپسمین ۔ منع نہ کرتے تھے ۔ برے کام سے جو کر رہے تھے ۔ کیا برا کام ہی جو کرتے تھے

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ

تو دیکھے ۔ انہین سے بہت لوگ ۔ رفیق ہوتے ہین ۔ کافرون کے ۔ بری تیاری ۔ بھیجی ہی ۔ اپنے واسطے

سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ

کہ اللہ تعالے کا غضب ہوا اُن پر ۔ اور عذاب مین وہ ۔ ہمیشہ رہینگے ۔ اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے ۔ اللہ تعالے پر اور نبی پر

وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور جو اُس پر اُتارا گیا ۔ تو اُنکو ۔ رفیق نہین ٹھہراتے ۔ لیکن انہین سے بہت لوگ ۔ بے حکم ہین

یہان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاوین پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور ان پر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ کہدے ای محمد صلعم اہل کتاب یہود ونصاری سب سے کہ ۔ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین مین ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہو ۔ باین طور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسیؑ کو رسول نہین مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے انکو بڑھاؤ اور معبود و خدا یا اُسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر وبے انصافی ہی ولیکن ان یہود ونصاری نے توریت کو اور انجیل کو اپنے اگلون کی بگاڑی ہوئی حالت مین پایا اور جو روایتین انسے پائین انھین کو پیشوا بنایا اور دین الٰہی مین بلا دلیل وبغیر فہم کے محض تقلید کر لی حالانکہ اپنے خالق عز وجل کی وحدانیت واسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے مین تقلید بالکل باطل وحرام ہوتی ہی لہذا جملہ اہل کتاب کو منع کیا بقولہ تعالے ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ ۔ یعنے تمھارے اگلے جو غلو اور حد سے تجاوز کر گئے ہین

انکی نفسانی خواہشون کی پیروی ست کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہو چکے۔ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا ۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا ۔ وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سواء در اصل بمعنے وسط ہے پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہے کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرونکو گمراہ کیا اور دوم ضلوا سے یہ بیان ہے کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت ہے کہ اہل ایمان کو لازم ہے کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون مین انکی پیروی نکرین ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویسا ہی اگلو نپر ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماے دین جنکے متبع سنت و طریق حق پر ہونیکا علم ہے اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد مین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بشر ہے واستی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز وجل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو اور تعصب سے کسی عالم کے بندے ست ہو مگر ہرگز زبان درازی و طعن ست کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہے اور حدیث مین قیامت کے آثار مین سے یہ بھی آیا ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلو نپر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہے اور جو کوئی لعنت نکرے بلکہ طعن کرے وہ بھی انھین کے قریب قریب ہے۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسی ابن مریم ف چنانچہ شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خداے تعالے سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہوگئے اور یہ قصہ آگے انشاء اللہ تعالے مفصل آویگا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اترنے کی درخواست کی تھی انمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخر کار جمع کیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے سور ہوگئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالے آویگا۔ ذَٰلِكَ ۔ اللعن ۔ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنیکے تھا ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعضی نافرمانی و تجاوز رقاب سے کافر ہو جاتا ہے چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کیونکر ملعون ہوگئے حالانکہ زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہے نہین روکتے تھے ف یعنے اس حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہے دوبارہ اسکو ست کرنا اور فعلوہ کی ضمیر ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا ترک چونکہ انھین مین سے تھا تو فعل کو مجازًا سبکیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہے کہ آیت مین اشارہ ہے کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوے حتی کہ جو عذاب آوے گا وہ ان سب پر نازل ہوگا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ فعلہم ہذا ۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بری بدفعلی تھی ۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہے کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین بہت ضروری کام ہے ہائے افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑ دی ہے انتہی کلامہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہوگئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

پس علما بھی انکی مجلسون مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہے کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور اُنکے ساتھ کھانے پینے لگے پس اللہ تعالے نے انکے دلون
نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسی بن مریم علیہما السلام کی زبان پر انکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانیوں و حد سے تجاوز کرنیکے تھا راوی نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ تمپر بھی انکار ہوگا جبتک کہ لوگون کو حق پر
آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہے کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر پھیلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا کہ اے
شخص تو اللہ تعالے سے تقوی اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہے کیونکہ یہ حلال نہین ہے پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکی اسی حال پر ناجائز فعل کا مرتکب پاتا پس اسکو
اس ہرس پر منع نکرتا کہ پیالہ تھا نہین ہے اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلونمین پھوٹ ڈالدی پھر
پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہے اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور ضرور منع کروگے
بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید کہ تمکو بھی ملعون کرے
جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابو داؤد و الترمذی وحسنہ و ابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اُس سے دعا
کروگے اور تمھاری دعا قبول نہوگی (رواہ احمد و الترمذی) صحیحین مین ابو سعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہے کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص کی ایسی
بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہے تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان
ہے عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہے کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہے تا وقتیکہ یہ نہو
کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اُسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ
تعالے خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہے (رواہ احمد) بُرے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے برا جانا یا انکار
کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہے جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابو داؤد سے ثابت ہے اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہے
کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت
نہین ہے (رواہ احمد و ابن ماجہ و الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب
چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتو مین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر
ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ اٹھ
جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایات اس باب مین بہت ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے
تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور
منکر باتون سے منع کیا پس آخر اُسی دن مین ان سب کو بھی قتل کرڈالا پس وہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات
مین۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ۔ تو دیکھتا ہے اے محمد صلعم بہتیرون کو انمین سے ف یعنے یہودیون مین سے مانند
کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہے مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہے کہ
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ دوست ولی بنالیتے ہین کافرونکو یعنے مکے کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض نکالنے کے واسطے
اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

البتہ بہت بُری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے پہونچا رکھی ہی یعنے بُرے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر۔ ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم۔ بتاویل ان مصدریہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو ابد اعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین انپر اللہ تعالے کا غضب ہی **وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ** ۔ اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے۔ ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دلمین دشمنی کی اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب آسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب ہر حال مین مشرکونسے اپنے ہمجنس یعنے دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین ہمین سے فقہا نے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی سماوی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی اگرچہ اسپر ٹھیک نہ قائم ہوتا ہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اس زمانہ کے مسلمانونسے تعجب ہی کہ آپسمین ایکدوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایکدوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھیں اور شرک و بے ایمانی کی باتونسے پرہیز کرین اور سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماے صالحین کے واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین مشقت اُٹھانیکی عادت ڈالین اور فاسقونسے پرہیز کرین اور آپسمین ایکدوسرے کو امر معروف و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھادین اور مروت کو غنیمت جانین و السلام۔ **وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ** ۔ اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی پیغمبر پر نازل ہوئی ہی۔ ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہد کی تفسیر ہی بعض نے کہا کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے وہ کتاب جو اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسر جرنے اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو **مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ** ۔ نہ بناتے کافرون کو اپنا ولی و لیکن بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین۔ ف پس بسبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات کرتے ہین۔ اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہود مین سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی۔ ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منہم الی آخر الآیۃ۔ اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایکدل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٰہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایکدل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہی اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین باقی رہتے ہین

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ع

تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ

اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے ساتھ ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین اسواسطے

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت کرنے والا یہودیون اور مشرکون کو پاوے گا فقط اس وجہ سے کہ ان لوگون کا کفر کرگی گونہ اور جہالت دوبالا ہی اور یہ لوگ اپنے نفس کی خواہشون مین منہمک وڈوبے پڑے ہین اور والذین اشرکوا سے بت پرست اور مجوسی وغیرہ ایسے لوگ مراد ہین جو کسی آسمانی کتاب کے قائل نہین ہین ورنہ یہود ونصاری بھی مشرک ہین

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۔ یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ دوستی کرنے والا ایسے لوگون کو پاوے گا جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہین۔ ذٰلِكَ

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

یہ بات اسوجہ سے ہی کہ انہین قسیس یعنے علما اور رہبان یعنے زاہد گوشہ نشین لوگ ہین اور وہ غرور نہین کرتے ہین تو واضح ہو کہ نصاری ہین انھین کو مومنون سے زیادہ مودت تھی جنہین یہ باتین جاری تھین کہ انہین علما وزاہد ہوے تھے اور انکو غرور نہ تھا بلکہ اللہ تعالے کے واسطے نرم رہتے تھے اور چونکہ سب خرابی کی جڑ یہی محبت دنیا ہی اسلیے نصاری جو اس سے بیزار تھے وہ مومنون سے زیادہ مودت رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے لشکر اسلام کے مجاہدون کو منع کردیا تھا کہ کسی راہب کو قتل نہ کرین اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی بچہ کو جیسا کہ احادیث مین مصرح ہی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم باوجود راہبون کی سخت کلامی کے انسے کچھ نہین کہتے تھے اور کبھی کسی بچہ یا عورت کو قتل نہین کیا اور باقی لڑنے والون سے بھی اسیوقت تک لڑے جبتک وہ لڑائی پر آمادہ رہے اور جبہی انھون نے صلح کا پیغام دیا تب ہی لڑائی موقوف کردی اور انہین عدل وانصاف کا برتاؤ کیا جیسا کہ روایات السیر مین مصرح بلکہ متواتر ہی پھر بعض علما نے استنباط کیا ہی کہ یہودیون کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کوئی انکے مذہب سے مخالف ہو اسکو ہر طرح کی تکلیف وایذا پہونچانا ثواب سمجھتے ہین جسطرح ممکن ہو مانند قتل کرنے ومارنے ومال لوٹنے وچھین لینے اور طرح طرح کے مکروحیلہ کرنے کے بہرحال اذیت وتکلیف پہونچانا اپنے مذہب کے مخالف کو واجب جانتے ہین اور یہ اعتقاد مسلمانون مین سے بعض مبتدع شیعہ ورفض کرنے والون کا بھی ہی لیکن جو مسلمان کہ توحید وسنت پر جماعت سے قائم ہین وہ ایسی باتون کو بہت برا جانتے ہین اور ایسے بیجا ظلم کرنے والے کو دوزخی جانتے ہین پس یہود کے اس بداعتقادی نے انکو مسلمانون سے سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور نصاری کا مذہب یہودیون کے برخلاف ہی کیونکہ نصاری یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کسی کو ایذا دینا حرام ہی پس انکو مومنین سے زیادہ مودت ہوئی اور بعض نے لکھا کہ یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیون مین حرص شدید ودنیا طلبی نہایت تھی اور جو ایسا ہو وہ ایمان کی باتون سے عداوت رکھیگا اور نصاری کا حال یہ تھا کہ دنیا اور اسکی لذتون سے دور تھے تو ایسا شخص ہمیشہ نرم ہوگا پس انکو مومنون سے زیادہ مودت ہوئی بالجملہ علت تو قرآن مجید مین خود منصوص ہی کہ انکو مومنین سے اسوجہ سے مودت زیادہ ہی کہ انہین قسیس جمع قس یعنے عالم دین نصاری تھے ہین

اور رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہ ہین جو ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھی ہین اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموماً ہوسکتے ہین انمین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقۂ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے

ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا ۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہوگئے اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہوگئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات شریف مین پہلے تو گوسالۂ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہوگئے جسکو حضرت قدیم عز و جل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجۂ کمال عداوت ہوگئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ دو جہت لیے ہوئے ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوئے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور و دنیا سے بے رغبتی وغیرہ پس انکی ہمت بلند تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے مین پڑگئے لیکن اتنی استعداد انمین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ قریب ہوئے اور اسلام محض توحید الہی عز و جل ہی اور رہبان جن قسیس و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عز و جل کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و واضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع لائے اور مسلمان ہوگئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گڑھی ہوئی باتون سے نکال لیا اور شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانھم لا یستکبرون یعنے برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فوراً ترک کردی

ذیل در بیان ولایت

ولایت در اصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی بقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من حبل الورید شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو حاصل ہی بقولہ تعالے ۔ اللہ ولی الذین آمنوا ۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی ۔ اور فرمایا وھو یتولی الصالحین ۔ وہ نیکوکارونکا متولی ہی اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی بقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت ہی و بقولہ تعالے یحبھم ویحبونہ ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علماءؒ نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہوگیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمۂ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ ولایت مین

محبت اصل ہے اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہے اور محبت مین دو صورتین ہوتی ہین اول یہ کہ دونون طرف سے حبیب و محب ہو۔ اور یہ ولایت ایمانی ہین بندۂ صالح کو جناب احدیت جل شانہ مین یہی معنے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اول اللہ تعالے ہی کی طرف سے محبت ہوتی ہے اور یہ قسم ولی مراد ہے اور کبھی بتحریک سلسلہ نعمت ہوتی ہے تو یہ ولی مرید ہے پس اگر کفر و شرک و بدعت و غیرہ سے محبت ہو تو آخری نتیجہ یہ کہ ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم مین وہ یہ ہے ایک طرف سے جانب محبت غالب ہو اور دوسری طرف سے محبوبیت غالب ہو تو جو رنگ محبوب ہے وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات مین سے کوئی محبوب ہو تو محب دائرۂ امکان سے خارج نہو گا تو کبھی واصل نہو گا سوائے ان اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہے کہ اسنے راہ حق مین کس طرح جان فدا فرمائی تو خود بھی اسیطرح جان فدا کرے پس واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہے شیخ جوزجانیؒ نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر دیدار آیات حق مین باقی ہے اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہے ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہے تو دنیا و آخرت سے منہ موڑ کر اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو امام قشیریؒ نے فرمایا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالے اسکو اسکے جی کے اختیار مین نہین چھوڑتا بلکہ خود متولی ہو جاتا ہے ولیکن اسکے واسطے لازم ہے کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہذا جس شخص پر شرع کیطرف سے اعتراض ہو وہ مغرور فریب مین گرفتار ہے بایزیدؒ نے فرمایا کہ جو شخص شرع کے آداب مین امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہین ہو سکتا شعرانیؒ نے طبقات کبریٰ مین لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہے یہ صریح امام جنیدؒ کا قول ہے اور مشائخ بالاجماع متفق ہین کہ وہی راہ حق مین چلنے والا ہے جو علم شریعت مین ماہر ہو و متبع ظاہر امام شاذلیؒ نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگون سے بے علم سے بشارت لیجیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہین معلوم ہے انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع کی ولایت و محبت مین کسقدر عظیم ضرر ہے اور رب عزوجل نے اپنے بندون کو اعلیٰ ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ مین موالات کفار سے منع فرمایا اور حدیث مین ہے کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت و امید کا مقام ہے۔ اللہم اجعلنا من محب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تَمَّ الجزء السَّادس بحمد اللہ تعالیٰ وتوفیقہ ویتلوہ السَّابع من قولہ تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوا الآیۃ۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین ۵

فقہ فارسی

فقہ عربی

قدوری محشی - تالیف امام ابوالحسن قدوری متن اول - ۸/

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی - ۷/
باسیہ دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش - ۲/
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان - ۴/
ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابوالحسن فریدآبادی - ۴/
شعار دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش - ۳/
بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین - ۲/
آب حیات - اخلاق و موعظت مین مصنفہ منشی کاملتا پرشاد - ۳/
کیمیاے حکمت - حصہ اول بیان شرائف علم و ادب - ۲/
پیراہن یوسفی - اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بشعر اور حاشیہ پر اردو مین حاصل مطلب مع فوائد تصوف - کامل دو جلد مین بتفصیل ذیل -
(جلد اول) ترجمہ دفتر ا و ۲ و ۳ - زیر طبع
(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶ - زیر طبع
شجرۂ معرفت محشی - منتخبات مثنوی مولانا روم - مترجمہ سید غلام حیدر صاحب - ۴/
عشیۂ فیض - نظم ترجمہ اردو پندنامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ از مولوی عبدالغفور خان بہادر - ۲/
مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی

مہر چہار جلد کامل طبع جدید - ۵/
تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی - ۲/

کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان - جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررہ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم - ۴/
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم - آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ خاکی و سفید - ۱/
گلستان بالتصویر - کاغذ خاکی و سفید رسمی - ۱/
گلستان مع فرہنگ - متوسط قلم رسمی محررہ منشی شمس الدین صاحب مرحوم - ۸/
گلستان محشی اردو - اس پر طلبا کی آسانی کے لیے اردو کے حواشی دیے گئے ہین - ۱/
شرح گلستان - از شیخ ولی محمد صاحب اکبرآبادی شارح مثنوی مولانا روم - اس مین تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے - ۱/
گلستان مترجم - فارسی با ترجمہ اردو - ۱/
گلستان خرد - فارسی - ۵/
تضمین گلستان سعدی - منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی نے اس صفائی سے گلستان کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے - ۴/
بہارستان جامی - اخلاق و نصائح مین قابل قدر کتاب ہے - از مولانا جامی - ۵/
خارستان - حکایات پند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجدالدین - ۸/
عقد گل و عقد منظوم - یعنی انتخاب گلستان و بوستان - ۹/

بوستان جلی قلم - محررہ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم کاغذ سفید و خاکی - ۱/
بوستان محشی متوسط کلان - اسمین ضروری حواشی درج ہین - ۱/
بوستان محشی متوسط قلم - چھاپہ مطبع علوی نہایت ہی صحیح چھپی ہے - ۸/
بوستان محشی خرد - ۵/
بوستان مترجم منظوم - معمولی ترجمہ نہین ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستان کی بحر مین ہر شعر کا شعر مین ترجمہ کیا ہے از منشی گوبند پرشاد فضا - ۱/
بہار بوستان - بوستان کی جامع شرح از منشی ٹیکچند بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ہے - ۸/
اخلاق جلالی محشی - منشی فاضل کے کورس مین ہے اور عموماً طلباء کے درس مین داخل ہے - ۱/
اخلاق ناصری - منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے - اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے از علامہ نصیرالدین طوسی کاغذ سفید گندہ - ۱/
اخلاق محسنی - داخل درس از ملا حسین واعظ کاشفی - ۸/
مثنوی سلسبیل - اخلاق و موعظت مین ایک بے بہا ہے - از حکیم منور حسین صاحب مرادآبادی - ۱/
مجموعۂ صد پند سودمند - حضرت لقمان کی نہایت قابل قدر نصائح - ۳/ ۶ پائی -

المشتہر منیجر صیغۂ بکڈپو
نولکشور پریس لکھنؤ